ضابطہ حیات

غلام رسول قادری نقشبندی

ناشر
غلامانِ رسول پبلیکیشنز بشیر کالونی سرگودھا

ضابطۂ حیات

مصنف:

غلام رسول ہاشمی قادری نقشبندی

ناشر:

غلامانِ رسول پبلیکیشنز بشیر کالونی سرگودھا

marfat.com
Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ضابطہ

نام کتاب ____ ضابطہ حیات
مصنف ____ غلام رسول قاسمی
کتابت ____ شاہد محمود انجم
صفحات ____ ۳۷۶
تعداد ____ ۱،۰۰۰
بار دوم ____ ۱۴۲۰ھ
ناشر ____ غلامانِ رسول پبلی کیشنز بشیر کالونی سرگودھا
پرنٹر:
قیمت ____ 120 روپے

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

marfat.com
Marfat.com

فہرست مضامین

اسلام کی بنیادیں ____________ صفحہ نمبر ۲

باب اول لا الٰہ الا اللہ ____________ ۳

اللہ موجود ہے ۔ اللہ ایک ہے ۔ توحید اور شرک ۔ لا الٰہ الا اللہ کی خوبصورتی ۔ لا الٰہ الا اللہ کی تلقین ۔ اللہ پر ایمان لانے کے تقاضے ۔

ذکر اللہ ____________ ۱۲

انفرادی ذکر ۔ اجتماعی ذکر ۔ خفی ذکر ۔ جہری ذکر ۔ نماز کے کے بعد ذکر بالجہر ۔ میدان جنگ میں ذکر ۔ ذکر کے فضائل اور اہمیت پر احادیث ۔ ایک شبہ کا ازالہ ۔ ترکِ ذکر پر وعیدیں ذاکرین کے مراتب ۔ اطمینان قلب ۔ صفائے قلب ۔ ارتعاشِ قلب ۔ فنا و انتہائے قرب ۔ بقا و عبدیت ۔ لا الٰہ الا اللہ کا ذکر ۔

استغفار ____________ ۲۸

جسمانی امراض ۔ استدراک ۔ تنگ دستی اور گھریلو مشکلات ۔ حکمرانوں کی زیادتیاں ۔ پوری دنیا میں فساد ۔ فکرِ آخرت ۔ استغفار کرنے والوں کے مراتب ۔ اُمید کرم ۔ استغفار کے الفاظ ۔

دُعا ____________ ۳۵

دُعا مانگنے کا حکم ۔ دُعا کی فضیلت ۔ دُعا مانگنے کے آداب ۔ دُعا قبول کیوں نہیں ہوتی ، اور کہاں جائیں ؟ دُعا میں توسل ۔ چند دُعائیں ۔

محبتِ الٰہی ____________ ۴۸

محبت ۔ شدید محبت ۔ اشد محبت (عشق)

marfat.com

Marfat.com

باب دوم ـ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ـــــــ ۵۳

اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ـــــــ ۵۵

اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معنی۔ اسم محمد کا لفظی حسن۔ قاعدہ کلیہ۔

شانِ رسالت میں پہلی آیت (اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ) ـــــــ ۶۲

تورات میں بشارات۔ زبور میں بشارات۔ نعتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ انجیل میں بشارات۔

دوسری آیت (قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ) ـــــــ ۷۸

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اول الخلق ہونا۔ آپ کی خاندانی وجاہت۔ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

تیسری آیت (اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا) ـــــــ ۸۳

چوتھی آیت (لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ) ـــــــ ۸۵

پانچویں آیت (وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ) ـــــــ ۸۵

چھٹی آیت (لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ) ـــــــ ۸۶

ساتویں آیت (وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ) ـــــــ ۸۷

آٹھویں آیت (هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ) ـــــــ ۸۷

عجیب حدیث۔ ایک دلچسپ سوال۔

نویں آیت (وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ) ـــــــ ۹۱

احکامِ شرعیہ

دسویں آیت، (وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى) ـــــــ ۹۳

جامع کلام

علم ترجیحات ـــــــ ۹۷

ذاتی معاملات میں ترجیحات۔ معاشرتی معاملات میں ترجیحات۔ دینی معاملات میں ترجیحات۔ مسائلِ طریقت میں ترجیحات۔ عمومی معاملات میں ترجیحات۔ طبی معاملات میں ترجیحات۔

marfat.com

Marfat.com

ج

گیارہویں آیت (وَاِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ) ———— ۱۰۱

اخلاقی ضابطہ۔ اخلاق روحانیت کا نچوڑ ہے۔ اسلام کا معاشرتی ضابطہ۔ میاں بیوی کے حقوق و فرائض۔ خاندانی منصوبہ بندی۔ اولاد کے حقوق۔ ماں باپ سے حُسنِ سلوک۔ پڑوسیوں کے حقوق۔ مہمان نوازی۔ تمام مسلمانوں کے حقوق۔ حاجت روائی اور مشکل کشائی۔ تمام انسانوں کے حقوق۔ تمام مخلوق کے حقوق۔ نصیحت نامہ۔

بارہویں آیت (وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ) ———— ۱۲۸

تیرہویں آیت (وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی) ———— ۱۲۸

چودھویں آیت (وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی) ———— ۱۲۹

پندرہویں آیت (وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ) ———— ۱۳۰

سولہویں آیت (وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ———— ۱۳۲

سترہویں آیت (اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ) ———— ۱۳۴

اٹھارہویں آیت (وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ ———— ۱۳۵

انیسویں آیت (عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا) ———— ۱۳۷

شفاعت کی وجاہت

بیسویں آیت (وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا) ———— ۱۴۰

دیگر معجزات۔ قرآن پڑھنے کے آداب۔

اکیسویں آیت (سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا) ———— ۱۴۶

نکات۔ تنبیہہ۔

بائیسویں آیت (اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ) ———— ۱۵۱

مرشد کی ضرورت۔

تئیسویں آیت اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ) ———— ۱۵۲

ازواجِ مطہرات۔

marfat.com

Marfat.com

چوبیسویں آیت (کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ) ______ ۱۵۴

اجماعِ اُمّت۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر۔ ترک اُمر و نہی کا وبال۔ عذابِ الٰہی۔ پھر دُعائیں قبول نہیں ہوں گی۔ امر و نہی کرنیوالوں کے مختلف طبقات۔ خروج و انقلاب۔ حدود و تعزیرات کا اجراء اور اقامۃ الصلوٰۃ۔ جہاد بالسیف۔ جنگ کا ضابطہ۔ منکرینِ جہاد کا انجام۔ کلام و مناظرہ و تردیدِ باطل۔ تفقہ فی الدین اور فقہی راہنمائی۔ اپنی رعایا اور اہل و عیال کو اُمر و نہی۔ بمن وعن ابلاغ۔ ظاہر اور واضح معروف و منکر کا ہر کسی کو اُمر و نہی۔ اخلاص۔ حصولِ علم۔ عمل۔ بد کلامی سے پرہیز۔ تعلیم میں تدارج۔ ہمہ وقتی اور لمبی تقریر سے پرہیز۔ جہلاء سے مَت اُلجھیں۔ لوگوں کی سمجھ سے بالاتر بات نہ کریں۔ فقہی اختلافات کو ہوا نہ دیں۔ بحث کا طریقہ۔ کسی کو کافر کہنے میں جلدی نہ کریں۔ تبلیغ کو نتیجہ خیز بنانے کی کوشش کریں۔ نرمی اور سختی کے مواقع۔ دُعا و نصرت۔ دلبرداشتہ نہ ہوں اور لگے رہیں۔

اِسلام کا سیاسی ضابطہ ______ ۱۸۱

شوریٰ۔ عدالت۔ خارجہ پالیسی۔ اسلام اور جمہوریت

پچیسویں آیت (وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ الخ) ______ ۱۸۸

تقلید۔ اجتہاد کا دائرہ اور حدود۔ فقہ حنفی۔ فروعی اختلاف۔ فروعی اختلاف پر پابندیاں۔ پہلی پابندی۔ دوسری پابندی۔ تیسری پابندی۔ چوتھی پابندی۔ پانچویں پابندی۔ اجتہاد جاری ہے مگر کہاں اجتہاد کرنا چاہیئے۔

چھبیسویں آیت (مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ) ______ ۲۰۱

ختم نبوت پر احادیث۔ حیاتِ مسیح علیہ السلام۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دُعا۔ فرد واحد کے مختلف دعوے۔ شرح ضبط الکلام فی رد الغلام۔

ستائیسویں آیت (اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ) ______ ۲۲۰

marfat.com

Marfat.com

صلوٰۃ کے لفظی معنی۔ شرعی معنی۔ سیاق وسباق اور شانِ نزول۔
فضائل درود۔ ذکر، استغفار اور دعا کا قائم مقام۔ امتیازی شان
قربِ حبیب۔ چند درود شریف۔
اٹھائیسویں آیت (لَا تَرْفَعُوْا أَصْوَاتَكُمْ) —— ۲۳۰
اُنتیسویں آیت (وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ) —— ۲۳۱
ایمان والدین شریفین۔ نعت کی تاریخ۔ چند نعتیں۔ عربی نعت۔
فارسی نعت۔ پشتو نعت۔ سندھی نعت۔ اردو نعت
(بے نقط)۔ اردو نعت۔ اردو نعت۔ اردو نعت۔ اردو نعت
اردو نعت۔ پنجابی نعت۔ علاقائی زبان میں نعت۔
جمالِ مصطفیٰ۔ الشفاء بجمال مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء۔ شعراء سے
گزارش۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کے تقاضے —— ۲۶۱
محبتِ رسول۔ تعظیمِ رسول۔ اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اللہ کا شکر۔ کثرتِ درود وسلام۔
اسلامی عقائد کا خلاصہ —— ۲۶۸
باب سوم نماز —— ۲۷۱
نماز کی اہمیت۔ نماز کے مسائل۔ مردوں عورتوں کے مسائل۔
اوقاتِ نماز۔ آذان۔ شرائطِ نماز۔ نماز کے فرائض۔ نماز کے
واجبات۔ نماز کی سنتیں۔ نماز کے آداب۔ سجدۂ سہو۔ امام کے
پیچھے قراءت نہ کریں۔ رفع یدین نہ کریں۔ آمین آہستہ کہیں۔ امامت
نماز میں بے وضو ہو جانا۔ قراءت کے مسائل۔ پانچ نمازوں
میں رکعتوں کی تعداد۔ تراویح۔ چند اہم نوافل۔ سجدۂ تلاوت۔ استخارہ۔
مریض کی نماز۔ مسافر کی نماز۔ جمعہ کی نماز۔ عید کی نماز۔ جنازہ کے مسائل
غسلِ میت۔ کفنِ میت۔ نمازِ جنازہ۔ دفن کے بعد۔ ایصالِ
ثواب۔ زیاراتِ قبور۔ میراث کے مسائل۔ ریاضی۔ سائنس اور

marfat.com
Marfat.com

جغرافیہ کی دینی اہمیت۔ ریاضی۔ سائنس جغرافیہ خطبات۔
تقریر کرنے کا طریقہ۔ رحم کی اپیل۔

باب چہارم زکوٰۃ ________ ۳۳۵

زکوٰۃ کی اہمیت۔ زکوٰۃ کے مسائل۔ صدقہ فطر۔ صدقات
کی اقسام۔

اسلام کا معاشی ضابطہ ________ ۳۴۰

انفرادی سطح پر۔ دولت کی پیدائش اور تقسیم۔ سرکاری سطح پر۔
مالیاتی پالیسی۔ ملازم اور مزدور کے مسائل۔ اسلام اور سرمایہ
دارانہ نظام۔ اسلام اور اشتراکیت۔ بھیک مانگنا۔ بیمہ
پالیسی۔ چند اہم مسائل۔

باب پنجم روزہ ________ ۳۵۵

روزے کی اہمیت۔ روزے کے مسائل۔ اعتکاف۔

لمس الطبیب من طب الحبیب ________ ۳۶۰

کلونجی۔ شہد۔ سنا۔ اہم بات۔ دیگر ادویہ۔ آداب طعام۔
طبی نقشہ۔ نفسیاتی مسائل کا حل۔

باب ششم حج ________ ۳۶۹

حج کی اہمیت۔ حج کے مسائل۔ قربانی۔ زیارت النبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ سوالات۔ انتساب۔

marfat.com
Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

marfat.com
Marfat.com

اسلام کی بُنیادیں

نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَہَادَۃِ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ۔

اسلام کی بُنیاد پانچ چیزیں ہیں۔ لآ اِلٰہ اِلاّ اللہ مُحمّدٌ رَّسُول اللہ کی گواہی دینا۔ نماز قائم کرنا۔ زکوٰۃ دینا۔ حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

(بُخاری ص۶، مُسلم ص۳۲)

اِس کتاب میں اِسلام کی اِنہی پانچ بنیادوں کو قدرے تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے

اِس کتاب کے چھ باب ہیں

۱۔ لآ اِلٰہ اِلاّ اللہ

۲۔ مُحمّد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۳۔ نماز ۴۔ زکوٰۃ

۵۔ روزہ ۶۔ حج

marfat.com

Marfat.com

بابِ اوّل

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

marfat.com
Marfat.com

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

اللہ موجود ہے

دُنیا کا ہر اِنسان اللہ تعالیٰ کو ماننے پر مجبور ہے زبان سے کوئی اقرار کرے یا نہ کرے اِس کا حال ضرور اِس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ موجود ہے۔ اللہ اپنی قدرت اور کاریگری سے ہر لحظہ پہچانا جا رہا ہے۔ اِنسان اگر اپنے وجود پر غور کرے تو اِس کا ہر ہر عضو اور بدن کا پُورا نظامِ حیات اِسے جھنجھوڑ کر اپنے خالق کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ اپنی ذات سے باہر نکلے تو یہ تختۂ زمین اور چاروں طرف پھیلا ہُوا آسمان۔ یہ چاند، ستارے، سُورج، یہ بارش اور فصلیں، یہ دن رات کا آنا جانا، یہ کشتیاں اور جہاز، چاند سُورج کا اپنے وقتِ مقررہ پر طلوع ہونا، چاند کا ایک خاص حساب سے گھٹنا اور بڑھنا، سردی اور گرمی کے موسم گویا پُوری کائنات ایک نظام کے تحت چل رہی ہے۔

ایک بڑھیا سے کسی نے پُوچھا کہ تیرے پاس اللہ کے وجود کا کیا ثبوت ہے؟ اُس نے کہا میرا چرخہ اس کا ثبوت ہے جب تک اپنے چرخے کو خود نہ اُٹھ کر گھماؤں اور اس میں رُوئی کا گالا نہ لگاؤں یہ کبھی سُوت نہیں بناتا۔ جب ایک چھوٹا سا چرخہ میرے چلانے کا محتاج ہے تو زمین و آسمان کا یہ اِتنا بڑا چرخہ کسی چلانے والے کے بغیر کیسے چل سکتا ہے؟

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا ایک خُدا کے مُنکر سے مناظرہ

marfat.com

Marfat.com

ہُوا۔ آپ نے پُوچھا کیا کام کرتے ہو؟ اُس نے کہا سمندری تجارت کرتا ہوں۔ آپ نے پُوچھا کیا تیری کشتی کبھی طُوفان میں پھنسی؟ اُس نے کہا جی ہاں ایک مرتبہ پھنس گئی تھی؟ آپ نے فرمایا کیا تُو نے اس وقت سوچا تھا کہ کاش مجھے کوئی بچانے والا ہو۔ اُس نے کہا جی ہاں میرا ذہن واقعی کسی بچانے والے کی طرف چلا گیا تھا۔ آپ نے فرمایا وہی تیرا خُدا ہے جس کی طرف متوجہ ہونے پر تو مجبُور ہو گیا تھا۔

معلوم ہوا کہ خُدا کو نہ ماننے والا بھی در پردہ خُدا کو ماننے پر مجبور ہے۔

اللہ ایک ہے

اللہ ایک ہے وحدہٗ لاشریکَ لہٗ۔ اگر خُدا دو ہوتے تو ان کے ارادے مختلف ہونے کی وجہ سے بھی فساد ہو جاتا اور ان کا ارادہ ایک ہونے کی وجہ سے بھی فساد ہوتا۔ اور اگر ایک ارادہ کرے اور دُوسرا نہ کرے تو ایک کو دُوسرے پر بلا وجہ ترجیح حاصل ہو جائے گی اور جس پر کوئی ترجیح حاصل کرے وہ خُدا نہیں ہو سکتا اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَوْ کَانَ فِیْھِمَآ اٰلِھَۃٌ اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا اگر اللہ کے سوا زمین و آسمان کا کوئی خدا ہوتا تو فساد ہو جاتا۔ (انبیاء : ۲۲)

اللہ تعالیٰ کی توحید عقل سے ثابت ہے لہٰذا اگر کسی شخص کو ساری زندگی رسالت کا پیغام نہ مل سکا ہو تو اس کے مومن اور مغفور ہونے کے لیے اتنا کافی ہے کہ اُس نے شرک نہ کیا ہو۔

توحید اور شرک

اللہ کو ایک ماننا توحید کہلاتا ہے۔ ایک سے زیادہ خداؤں کو ماننا شرک کہلاتا ہے عیسائی تین خُداؤں کو مانتے ہیں

marfat.com

Marfat.com

یہ شرک ہے۔ مجوسی آگ کو خدا مانتے ہیں یہ بھی شرک ہے۔ بت پرست بتوں کی عبادت کرتے ہیں یہ بھی شرک ہے مطلب یہ ہوا کہ اللہ کی طرح کسی اور کو ہمیشہ سے موجود سمجھنا یا عبادت کے لائق سمجھنا شرک ہے۔ مشرکین مکہ کا شرک یہی تھا کہ وہ کہتے تھے

مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى (الزمر: ۳) ہم بتوں کی عبادت اس لیے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں۔

یہ بتوں کی عبادت ان کا شرک تھا۔ اللہ کا قرب حاصل کرنا اچھی بات ہے مگر اس کی خاطر کسی کی عبادت کرنے لگ جانا شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا قرب فراہم کرنے کے لیے بت نہیں بنائے بلکہ انبیاء علیہم السلام بھیجے ہیں۔ انبیاء، اولیاء، مشائخ اور اساتذہ کو اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے ہی مانا جاتا ہے۔ یہی اللہ کا بتایا ہوا طریقہ ہے جبکہ بتوں کو ماننا ممنوع ہے اور ان کی عبادت کرنا تو نرا ہی ظلم ہے۔ اللہ کے سوا نہ کوئی معبود ہے اور نہ ہی الوہیت کسی کو عطا ہو سکتی ہے۔ ہاں البتہ علم، قدرت، سننا، دیکھنا وغیرہ ایسی صفات ہیں جو اللہ نے اپنے بندوں کو عطا کر دی ہیں۔ اللہ کی صفات مستقل اور ذاتی ہیں جبکہ بندوں کی یہ صفات غیر مستقل اور عطائی ہیں مثلاً اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر ہے لیکن اس نے بندوں کو بھی سمیع و بصیر بنایا ہے (الدھر ۲) مخلوق کو پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے اذن دعطا کے ساتھ پرندوں کو خلق کرتے تھے (آل عمران: ۴۹) کسی کو موت دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے لیکن حضرت عزرائیل علیہ السلام (ملک الموت)

marfat.com

Marfat.com

اللہ کے اذن سے لوگوں کو موت دیتے ہیں (السجدہ : ۱۱) مردے زندہ کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے اذن و عطا کے ساتھ مُردے زندہ کرتے تھے (آلِ عمران: ۴۹) اولاد عطا کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے مگر حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت مریم علیہا السلام سے فرمایا کہ میں آپ کو بیٹا دینے آیا ہوں (مریم: ۱۹)

معلوم ہوا کہ جہاں اللہ کا اذن و عطا آجائے وہاں شرک ختم ہو جاتا ہے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی خوبصورتی

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے معنی ہیں کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے۔

لَآ اِلٰہَ (کوئی معبود نہیں) کے ساتھ مکمل نفی کر دینا اور الا اللہ (سوائے اللہ کے) کے ساتھ صرف اور صرف اللہ کی ذات کا اثبات کرنا توحید کے اقرار کا زبردست طریقہ ہے۔ ان الفاظ میں جو کاٹ موجود ہے وہ دُنیا کے کسی دُوسرے مذہب کو نصیب نہیں۔ لَآ اِلٰہَ کی تلوار کے ساتھ مکمل نفی کر دی گیا قلب مومن کے تمام زنگ کو کھرچ ڈالا۔ اسی لیے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا، ہر چیز کو صاف کرنے کا ایک آلہ ہوتا ہے اور دل کو صاف کرنے کا آلہ اللہ کا ذکر ہے (مشکوٰۃ ص ۱۹۹) اور تمام ذکروں سے افضل لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا ذکر ہے۔ (ترمذی ص ۱۷۴/۲) لَآ اِلٰہَ کے ساتھ مکمل صفائی ہو گئی تو اب یہ گھر (یعنی دل) اس قابل ہو گیا کہ وہ معبودِ حقیقی اس میں آ بسے لہٰذا اب اس ذات کا اثبات کرتے ہوئے فرمایا اِلَّا اللّٰہ۔

---

marfat.com

Marfat.com

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی تلقین

امام احمد، بزاز اور طبرانی وغیرہ نے سندِ حسن کے ساتھ نقل کیا ہے کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم. ایک مرتبہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ آپ نے پُوچھا کیا یہاں کوئی اہلِ کتاب ہے؟ صحابہ نے عرض کیا نہیں یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا دروازہ بند کردو۔ ہاتھ اُٹھاؤ اور سب کہو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ. صحابہ کرام نے ہاتھ اُٹھائے اور کہا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ۔ پھر نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اے اللہ! تُو نے مجھے یہ کلمہ دے کر بھیجا ہے اور اسی کو آگے پہنچانے کا حکم دیا ہے اور مجھ سے اِس پر جنّت کا وعدہ کیا ہے تو اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ کرام کو فرمایا تم سب کو بخشش کی خوشخبری ہو۔

یہ پوری جماعت کو اکٹھے ذکر کی تلقین کرنے کا ثبوت ہے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ مجھے اللہ تک پہنچنے کا مختصر، آسان اور افضل راستہ بتائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ کا ذکر دل میں بھی کرو اور بلند آواز سے بھی کرو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ذکر تو سب لوگ کرتے ہیں۔ ہمیں نے تو خاص عنایت

marfat.com
Marfat.com

کے لیے عرض کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی! میں نے اور مجھ سے پہلے انبیاء نے جو کچھ بتایا اس میں سب سے افضل لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کا ذکر ہے۔ ایک پلڑے میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ اور دوسرے پلڑے میں ساری کائنات ہو تو یہ ذکر بھاری ہے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا مجھے ذکر دیجئے اور اس کا طریقہ سمجھائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنی آنکھیں بند کرو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی آنکھیں بند کرلیں اور بلند آواز سے تین بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ فرمایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سنتے رہے۔ پھر حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے آنکھیں بند رکھتے ہوئے بلند آواز سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ فرمایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنا۔

یہ ذکر اسی طرح سیدنا علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ عنہ سے حضرت حسن بصری نے حاصل کیا۔ ان سے حضرت حبیب عجمی نے۔ ان سے حضرت داؤد طائی نے ان سے حضرت معروف کرخی نے۔ ان سے حضرت سری سقطی نے اور ان سے حضرت جنید بغدادی نے حاصل کیا۔ اور یہ سلسلہ ہم تک پہنچا۔ رضی اللہ عنہم اجمعین (الانوار القدسیہ از امام عبدالوہاب شعرانی ص ۳۲-۲۷ / ۲) اور یوں ہی یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔

اللہ پر ایمان لانے کے تقاضے

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا اولین تقاضا یہ ہے کہ اللہ کی عبادت کی جائے اس کی یاد اور اس کا ذکر کیا جائے۔ اسی سے دعا مانگی جائے۔ اگر خطا ہو جائے تو اللہ سے معافی مانگی جائے۔ یہ حکم ہر خاص و عام کے لیے ہے۔

marfat.com
Marfat.com

خواص کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اللہ سے انتہا درجہ کی محبت کریں۔ اُسی پر توکّل اختیار کریں اور اس کی رضا پر راضی رہیں۔

ذیل میں اللہ کے ذکر، استغفار، دُعا اور اللہ سے محبت کی تفصیل پیشِ خدمت ہے۔

---

marfat.com
Marfat.com

ذِکرُ اللہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

ذکر کے لفظی معنی ہیں "یاد کرنا"۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کا حکم قرآنِ کریم میں بار بار ہُوا ہے۔ فرمایا

۱۔ اُذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا — اللہ کا ذکر کثرت سے کرو۔

(الاحزاب: ۴۱)

۲۔ فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ — تم میرا ذکر کرو میں تمہارا چرچا کروں گا۔

(البقرۃ: ۱۵۲)

۳۔ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِکُمْ (النساء: ۱۰۳) — اللہ کا ذکر کرو۔ کھڑے، بیٹھے اور پہلوؤں کے بل۔

ذکر کے علاوہ تقریباً اسی مفہوم میں قرآن مجید میں متعدد الفاظ استعمال ہوئے ہیں مثلاً تسبیح، تقدیس، تکبیر، حمد اور دعوت وغیرہ۔

یہ بات اچھی طرح ذہن نشین رہنی چاہیئے کہ یہاں ذکر سے مُراد محض اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کے پاک اسماء کو بار بار دُہرانا ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ (مزمل ۸) اپنے رب کے نام کا ذکر کر۔

وَذَکَرَ اسْمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی (الاعلیٰ: ۱۵) اس نے اپنے رب کے نام کا ذکر کیا اور نماز پڑھی۔

marfat.com

Marfat.com

وَلِلّٰہِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْهُ بِهَا (الاعراف ۱۸۰) اللہ کے حسین نام ہیں تُسے اِن ناموں سے پکارو۔

محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا

۱۔ اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سب سے افضل ذکر لا الٰہ الا اللہ ہے

(ترمذی صفحہ ۱۷۲/۲، ابن ماجہ صفحہ ۲۶۹)

۲۔ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ عَلٰی اَحَدٍ یَّقُوْلُ اَللّٰہُ اَللّٰہُ قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جبتک ایک شخص بھی اللہ اللہ کرنیوالا موجود ہوگا۔ (مسلم صفحہ ۱/۸۴)

اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ کے ننانوے اسمائے حسنیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود بیان فرمائے ہیں جو مشکوٰۃ شریف کے صفحہ نمبر ۱۹۹ پر مذکور ہیں اسکے علاوہ بے شمار اوراد و وظائف اور ذکرِ الٰہی کے انداز ہیں جو کُتب حدیث میں تفصیلاً بیان ہوئے ہیں بلکہ کتب حدیث میں "ذکر" کے نام سے مستقل ابواب موجود ہیں مثلاً بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۴۸ پر فضل ذکر اللہ، مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۴۳ پر فضل الذکر والدعاء۔ ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۷۳ پر باب ماجاء فی الذکر، ابن ماجہ صفحہ ۲۶۸ پر باب فضل الذکر اور مشکوٰۃ صفحہ ۱۹۶ پر باب ذکر اللہ والتقرب الیہ۔

لہٰذا یہ بات طے ہوگئی کہ ذکر اللہ سے مراد اللہ جل شانہٗ کے نام کی تسبیح اور اسی کے اسمِ پاک کو جپنا اور دُہراتے رہنا ہے[۱]

---

[۱] ذکر کے لفظی معنی کی وسعت کے لحاظ سے قرآن مجید میں نماز وغیرہ پر لفظ ذکر کا اطلاق ہوا ہے جیسے فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وغیرہ لیکن اصطلاح میں ذکر سے مراد یہی اوراد و وظائف ہیں۔ اسی لیے قرآن مجید میں نماز کا لفظ ذکر کے تغایر میں استعمال ہوا ہے۔ فرمایا فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

marfat.com
Marfat.com

انفرادی ذکر

اللہ کا ذکر فرداً فرداً بھی کیا جا سکتا ہے اور اجتماعی صورت میں بھی۔ انفرادی ذکر کا حکم قرآن مجید کی اس آیت میں ہے۔

اُذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ — اللہ کا ذکر کرو۔ کھڑے بیٹھے اور اپنے پہلوؤں کے بل۔ (النساء: ۱۰۳)

حدیث شریف میں ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيْ كُلِّ اَحْيَانِهٖ — نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر وقت اللہ کا ذکر کرتے رہتے تھے۔ (ترمذی ص۱۷۳)

یہ انفرادی ذکر ہے۔

اجتماعی ذکر

ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ — جو لوگ صبح و شام اپنے رب کا ذکر کرتے ہیں ان کے پاس بیٹھو۔ (الکہف: ۲۸)

حدیث شریف میں ہے کہ اللہ کے فرشتے زمین میں گردش کرتے ہیں اور ذکر کرنے والوں کو تلاش کر کے ان کے گرد حلقہ بنا لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان ذاکرین کی مغفرت کا اعلان فرماتا ہے اور جو کوئی ان کے پاس آ کر محض بیٹھ جائے

بقیہ سابقہ

وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا (جمعہ ۱۰) کہ جب نماز پڑھی جا چکی ہو تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔ اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرو"۔ اس آیت نے صاف طور پر ذکر کو نماز سے ممتاز کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کتب حدیث میں بھی نماز، روزہ، کے ابواب الگ ہیں اور ذکر کے ابواب الگ ہیں۔

marfat.com

Marfat.com

اُسے بھی ان کی برکت سے بخش دیا جاتا ہے۔

(حاصل حدیث بخاری صفحہ ۲/۹۴۸، مسلم صفحہ ۲/۳۴۴)

ایک اور حدیث میں ہے۔

اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوْا مِنْهَا قَالُوْا مَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ قَالَ حِلَقُ الذِّكْرِ (ترمذی، مشکوٰۃ ص۱۹۸)

کہ جب جنت کے باغیچوں کے پاس گزرو تو ان سے چر لیا کرو۔ پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ! جنت کے باغوں سے کیا مراد ہے؟ فرمایا ذکر کے حلقے۔

اجتماعی ذکر کے بے شمار فوائد ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ حاضرین محفل کی قلبی کیفیات کا انعکاس ایک دوسرے پر ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مخصوص دائرہ (FLUX) جو ہر ذاکر کے گرد قائم ہوتا ہے اسکے برکات دیگر حاضرین تک بھی پہنچتے ہیں۔

خفی ذکر دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہنے کا حکم قرآن میں موجود ہے۔

وَاذْكُرْ رَبَّكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّ دُوْنَ الْجَهْرِ (اعراف: ۲۰۵)

اپنے رب کو عاجزی اور خوف کے ساتھ آہستہ آواز سے یاد کرو۔

جہری ذکر حدیث شریف میں ہے کہ

اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا ذَكَرَنِيْ وَاِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِيْ نَفْسِيْ وَاِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ مَلَاءٍ ذَكَرْتُهٗ فِيْ مَلَاءٍ خَيْرٍ مِّنْهُمْ (متفق علیہ، مشکوٰۃ ص۱۹۸)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے تو اسکے پاس ہوتا ہوں۔ اگر وہ دل میں میرا ذکر کرے تو میں بھی دل میں اسے یاد کرتا ہوں اگر وہ محفل میں میرا ذکر کرے تو میں اس کا ذکر اس سے بہتر محفل میں کرتا ہوں۔

marfat.com
Marfat.com

اس حدیث میں ذکر فی النفس یعنی دل میں ذکر سے مراد خفی ذکر ہے اور ذکر فی الملاء یعنی سرِ محفل ذکر سے مراد ذکر بالجہر ہے۔ اسی لیئے ذکر فی الملاء کو ذکر فی النفس کے مقابلے پر بولا گیا ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ اُذْكُرُوا اللّٰهَ حَتّٰى يَقُولُوا مَجْنُونٌ (مسند احمد) کہ اللہ کا ذکر اس طرح کرو کہ لوگ تمہیں پاگل کہیں۔ ظاہر ہے جہر کے بغیر مجنونیت کا الزام کوئی معنی نہیں رکھتا۔ الغرض ذکر خفی اور ذکر بالجہر دونوں طریقے شرعاً جائز و ثابت ہیں۔

نماز کے بعد ذکر بالجہر

بخاری صفحہ ۱۱۶/۱، مسلم صفحہ ۲۱۸/۱، مشکوٰۃ صفحہ ۸۸ پر "باب الذکر بعد الصلوٰۃ" کے نام سے مستقل ابواب موجود ہیں ان ابواب میں سے ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

اِنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ حِيْنَ يَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ كَانَ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بلاشبہ فرض نماز کا سلام پھیرتے ہی بلند آواز سے ذکر کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں رائج تھا۔ (بخاری ص۱۱۶/۱، مسلم ص۲۱۸/۱)

گوشہ نشینی اور چلہ کشی کی اصل قرآن میں موجود ہے وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً (الآیۃ بقرہ، ۵۱) میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اللہ کے حکم سے چالیس دن کے لیئے کوہِ طور پر جانا صراحتاً مذکور ہے۔ اسی چالیس کے عدد سے چلہ ماخوذ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غارِ حرا میں تشریف لے جاتے اور وہاں پر طویل مدت تک قیام فرماتے تھے۔ اور اللہ کے ذکر و عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ رمضان شریف کے آخری عشرے کا اعتکاف بھی چلہ کشی ہی کی ایک صورت ہے۔

marfat.com

Marfat.com

میدانِ جنگ میں ذکر

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا ۔ اے ایمان والو جب تم دشمن سے مقابلہ کرو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرو۔ (انفال ۴۵)

عین میدانِ جنگ میں اللہ کا ذکر کثرت سے کرنے سے دشمن مرعوب و خائف ہو کر مغلوب ہو جاتا ہے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے لشکروں کی پہچان لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ، اَللهُ اَكْبَرُ اور يَا مُحَمَّدُ کے نعروں سے ہوا کرتی تھی۔ (فتوح الشام صفحہ ۲۴۹ و صفحہ ۲۱۷)

ذکر کے فضائل اور اہمیت پر احادیث

۱۔ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ اِنَّ شَرَائِعَ الْاِسْلَامِ قَدْ كَثُرَتْ عَلَيَّ فَاَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ اَتَشَبَّثُ بِهٖ قَالَ لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِّنْ ذِكْرِ اللهِ ۔ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ اسلام کے احکام بہت سارے ہیں۔ آپ مجھے مختصر سی بات بتا دیں۔ فرمایا تیری زبان پر ہر وقت اللہ کا ذکر جاری رہنا چاہیئے۔ (ترمذی صفحہ ۱۷۳/۲)

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ ذکر ایک نہایت جامع عبادت ہے یہ تسبیح کی درمیانی ڈوری کی مانند ہے جس پر تمام موتی پرو دیئے گئے ہوں۔

۲۔ عَنْ اَبِي مُوسٰى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِي يَذْكُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِي لَا يَذْكُرُ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ ۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے رب کا ذکر کرنے والا زندہ کی طرح ہے اور ذکر نہ کرنے والا مُردہ کی طرح ہے۔ (متفق علیہ مشکوٰۃ ۱۹۶)

marfat.com
Marfat.com

۳۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ وَاَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَقْعُدُ قَوْمٌ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ اِلَّا حَفَّتْھُمُ الْمَلٰئِکَۃُ وَغَشِیَتْھُمُ الرَّحْمَۃُ وَنَزَلَتْ عَلَیْھِمُ السَّکِیْنَۃُ وَذَکَرَھُمُ اللّٰہُ فِیْمَنْ عِنْدَہٗ (مسلم ص ۳۴۵/۲، مشکوٰۃ ۱۹۶)

حضرت ابوہریرہ اور ابوسعید رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بھی کچھ لوگ مل کر اللہ کا ذکر کرتے ہیں فرشتے ان کا گھیراؤ کر لیتے ہیں۔ رحمت ان پر چھا جاتی ہے۔ ان پر سکون نازل کر دیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرشتوں میں ان کا ذکر کرتا ہے۔

اس حدیث میں اجتماعی ذکر کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ فرشتوں اور رحمت خداوندی کا گھیراؤ، نزولِ سکینہ اور بندوں کا مذکورِ خدا بن جانا بلاشبہ بڑی فضیلت کی باتیں ہیں۔

۴۔ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِخَیْرِ اَعْمَالِکُمْ وَاَزْکٰھَا عِنْدَ مَلِیْکِکُمْ وَاَرْفَعِھَا فِیْ دَرَجٰتِکُمْ وَخَیْرٍ لَّکُمْ مِنْ اِنْفَاقِ الذَّھَبِ وَالْوَرِقِ وَخَیْرٍ لَّکُمْ مِنْ اَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّکُمْ فَتَضْرِبُوْا اَعْنَاقَھُمْ وَیَضْرِبُوْا اَعْنَاقَکُمْ قَالُوْا بَلٰی قَالَ ذِکْرُ اللّٰہِ

(ترمذی صفحہ ۱۷۳/۲، ابن ماجہ صفحہ ۲۶۸)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا میں تمہیں بہترین عمل بتاؤں جو تمہارے اعمال سے افضل ہو تمہارے مالک کو سب سے زیادہ پسند ہو اور تمہارے درجات کو سب سے زیادہ بلند کرنے والا ہو۔ اور تمہارے لیے سونا اور چاندی کی خیرات کرنے سے بہتر ہو۔ کفار کی گردنیں کاٹنے اور ان کے اپنی گردنیں کٹوانے سے بھی افضل ہو۔ صحابہ نے عرض کیا، حضور بتائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ اللہ کا ذکر ہے۔

اس حدیث میں ذکر کو تمام اعمال سے افضل، خدا کا پسندیدہ ترین عمل، رفعِ درجات

marfat.com

Marfat.com

کا باعث، سونے چاندی کی خیرات سے بڑھ کر اور حتیٰ کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے کرتے شہید ہو جانے سے بھی افضل قرار دیا گیا ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ یہاں قارئین کے ذہن میں یہ تعجب آسکتا ہے کہ ذکرِ الٰہی، جہاد اور شہادت سے افضل کیسے ہوا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ تلوار کا جہاد جہادِ اصغر ہے جبکہ ذکر میں لآ الٰہ کی تلوار کے ذریعے نفس اور شیطان جیسے گرگوں کے خلاف جہاد کیا جاتا ہے۔ اسی لیے اس جہاد کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہادِ اکبر قرار دیا ہے (کنز العمال) ایک اور حدیث میں ہے کہ المجاہد من جاہد نفسہٗ (مشکوٰۃ ص۱۵) یعنی بڑا مجاہد وہ ہے جس نے اپنے نفس کے خلاف جہاد کیا۔

جہادِ اصغر کا قتیل اگر شہید ہے تو جہادِ اکبر کا قتیل درجۂ شہادت میں یقیناً فائق ہوگا۔

ترکِ ذکر پر وعید ارشادِ باری تعالیٰ ہے

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ○ (الزخرف : ۳۶)

جو اللہ کے ذکر کو چھوڑ دیتا ہے ہم اس پر شیطان مسلط کر دیتے ہیں پھر وہ اسے مشورے دیتا ہے۔

گویا جو شخص اللہ کے ذکر میں غفلت کرے اس کا مشیر اور رہبر شیطان ہوتا ہے۔ مولا علی شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کا یہ فرمان اس آیت کی بہترین تفسیر ہے آپ نے فرمایا من لم یکن لہٗ شیخ فشیخہٗ شیطان (صوفیا نے اسے حدیث مرفوع لکھا ہے جبکہ محدثین نے اسے مولا علی تک موقوف قرار دیا ہے) مراد یہ ہے کہ

marfat.com
Marfat.com

جس شخص کا کوئی مرشد نہ ہو (جس سے وہ ذکر اخذ کرے) اس کا مرشد شیطان ہے۔

محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس امر کی خوب وضاحت فرمائی ہے

١۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَعَدَ مَقْعَدًا لَمْ یَذْكُرِ اللّٰهَ فِیْهِ كَانَتْ عَلَیْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةٌ وَمَنِ اضْطَجَعَ مَضْطَجَعًا لَا یَذْكُرُ اللّٰهَ فِیْهِ كَانَتْ عَلَیْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةٌ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کہیں بیٹھا اور اپنے بیٹھنے کے دوران اس نے اللہ کا ذکر نہ کیا تو اس پر اللہ کی طرف سے افسوس ہے اور جو شخص لیٹا اور اس نے اپنے لیٹنے کے دوران ذکر نہ کیا تو اس پر بھی اللہ کی طرف سے افسوس ہے (ابوداؤد صفحہ ٢/٣١٠)

٢۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ قَوْمٍ یَقُوْمُوْنَ مِنْ مَجْلِسٍ لَا یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ فِیْهِ اِلَّا قَامُوْا عَنْ مِثْلِ جِیْفَةِ حِمَارٍ وَكَانَتْ عَلَیْهِمْ حَسْرَةً

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ کسی محفل میں جمع ہو کر اللہ کا ذکر کیے بغیر اٹھ جاتے ہیں۔ ان کی مثال ایسے ہے جیسے وہ مردار گدھے پر سے اٹھ کر چلے گئے ہوں اور یہ بات ان کیلئے حسرت اور پشیمانی کا باعث ہوگی۔ (ابوداؤد ص ٢/٢٨)

٣۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ یَذْكُرُوا اللّٰهَ فِیْهِ وَلَمْ یُصَلُّوْا عَلٰى نَبِیِّهِمْ اِلَّا كَانَ عَلَیْهِمْ تِرَةً فَاِنْ شَاءَ عَذَّبَهُمْ وَاِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُمْ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کچھ لوگ کسی جگہ اکٹھے بیٹھتے ہیں اور اللہ کا ذکر نہیں کرتے اور اپنے نبی پر درود نہیں پڑھتے تو یہ بات ان کے لیے حسرت و افسوس کا باعث ہوگی۔ اللہ کی مرضی ہے کہ انہیں بخش دے یا عذاب دے۔

(ترمذی صفحہ ٢/١٧٤)

marfat.com

Marfat.com

قلب کی اس حالتِ غفلت کو قرآن قساوتِ قلب سے تعبیر فرماتا ہے
فَوَیْلٌ لِّلْقٰسِیَةِ قُلُوْبُھُمْ مِّنْ ذِکْرِ اللّٰہِ (الزمر: ۲۲) کہ خرابی ہے ان دلوں کے لیے جو اللہ کا ذکر ترک کرنے کی وجہ سے سخت ہو چکے ہیں۔

ذاکرین کے مراتب

۱۔ اطمینانِ قلب

انسان کا محبوب حقیقی دراصل اللہ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ہے۔ جب تک انسان اپنے اس محبوب کی طرف رجوع نہیں کرتا، اس کا قلب مضطرب رہتا ہے۔ خواہ اس اضطراب کا انسان کو شعور ہو یا نہ ہو لیکن جب وہ اتفاقاً یا شعوری طور پر کہیں یادِ الٰہی میں مشغول ہو جائے یا کسی ذکر کرنے والے کی صحبت میں چند لمحے بیٹھ جائے تو اسکے قلب کی پیاس بجھنے لگتی ہے اور وہ ایک اطمینان سا محسوس کرنے لگتا ہے۔ دُنیا کے تمام ڈاکٹر اور طبیب جس مرض کا علاج تو کیا محض اس کی تشخیص تک نہ کر سکے۔ ذکر کی برکت سے اس کا درماں میسر آنے لگتا ہے۔ انسان ہزار پریشانیوں اور نفسیاتی الجھنوں سے بری ہو کر خود کو ہلکا پھلکا محسوس کرنے لگتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ دل کی توجہ جس ذات کے ساتھ ازل سے لگ چکی ہے اسی کا نام اطمینان و تسکین فراہم کرتا ہے۔ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

الستُ بربکم سُنیا دِل میرے نت قالوا بلیٰ کو کیندی ہو
حُب وطن دی غالب ہوئی ہک پل سون نہ دیندی ہو

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ عرصہ دراز تک عقلیات میں پھنسے رہے مگر بالآخر اگر اطمینان نصیب ہوا تو صحبتِ ذاکرین اور نگاہِ ولی سے ہوا۔

marfat.com
Marfat.com

قرآنِ مجید نے ان تمام حقائق کو چند لفظوں میں بیان کر دیا ہے۔

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ — خبردار! اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ (رعد: ۲۸)

۲۔ صفائے قلب اطمینانِ قلب کے بعد قلب کی صفائی اور صقالت کا درجہ ہے۔ اللہ کا ذکر قلب کے زنگ کو کھرچنے کے لیے ریتی کا کام دیتا ہے۔ دل کے دروازے پر پڑا ہوا پرانے سے پرانا زنگ آلود تالا بھی اسم اَللّٰہ کی ضرب سے ٹوٹ جاتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے

لِکُلِّ شَیْءٍ صِقَالَۃٌ وَّصِقَالَۃُ الْقَلْبِ ذِکْرُ اللّٰہِ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۹۹) — ہر چیز کی صفائی کے لیے آلہ ہوتا ہے۔ قلب کی صفائی کا آلہ اللہ کا ذکر ہے۔

۳۔ ارتقاءِ قلب ارتقاء قلب سے مراد قلب کی کیفیت کا ارتقاء ہے۔ قلب کی صفائی کے بعد قلب فیض پذیر ہونے لگتا ہے قربِ خداوندی کے مراحل طے کرنے لگتا ہے۔ یہ فیض طالب سلوک کے ظرف اور برداشت کے مطابق آہستہ آہستہ اس کے قلب پر وارد کیا جاتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت حنظلہ اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما دونوں مل کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ حضرت حنظلہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں منافق ہو گیا ہوں۔ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا کہہ رہے ہو؟ عرض کیا حضور جب آپ کے پاس حاضر ہوتے ہیں تو قلب کی کیفیت اچھی ہوتی ہے مگر جب آپ سے دور ہوتے ہیں تو دنیا کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لَوْ تَدُوْمُوْنَ عَلٰی مَا تَکُوْنُ عِنْدِیْ — اگر تمہاری کیفیت ہر وقت وہی رہے جو

marfat.com

Marfat.com

وَفِي الذِّكْرِ لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلٰئِكَةُ عَلٰى فُرُشِكُمْ وَفِي طُرُقِكُمْ وَلٰكِنْ يَاحَنْظَلَةُ سَاعَةً سَاعَةً ثَلٰثَ مَرَّاتٍ

(مسلم صفحہ ۳۵۵/۲، مشکوٰۃ صفحہ ۱۹۸)

میرے پاس اور ذکر کے دوران ہوتی ہے تو فرشتے تمہارے بستروں اور راستوں پر اُتر کر تم سے مصافحہ کیا کریں۔ حنظلہ! بہتر یہی ہے کہ آہستہ آہستہ فیض ملے۔ آپ نے تین مرتبہ یہی فرمایا۔

اس حدیث میں "عندی وفی الذکر" کے الفاظ قابل غور ہیں اور پھر سَاعَةً وَسَاعَةً بھی قابل غور ہیں۔ آخر وہ کون سا انقلاب تھا جو محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہی اور محفل ذکر میں قدم رکھتے ہی صحابہ کرام علیہم الرضوان کے دلوں میں برپا ہو جاتا تھا۔ اور آخر وہ کون سا سیلاب تھا جس کے تلاطم میں آہستگی پیدا کرنے کے لیے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آہستہ آہستہ کے الفاظ بار بار دُہرا رہے ہیں۔

"لَوْتَدُوْمُوْنَ" سے ظاہر ہے کہ قلبی کیفیات میں یہ تبدیلی حکمت و مصلحت پر مبنی ہوتی ہے۔ قلب کی اِن دو حالتوں کو اصطلاح میں قبض اور بسط کہتے ہیں۔

فنا و انتہائے قرب

قبض اور بسط کی اِن کیفیات کے ذریعے قلب کا ارتقاء وصلِ الٰہی پر انتہا پذیر ہوتا ہے۔ وصل سے مُراد یہ ہے کہ بندہ اپنی ذات کی مکمل طور پر نفی کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خود ایسے بندے کے اعضاء بن جاتا ہے اور بندہ خدائی اعضاء کی قوت و طاقت کے ذریعے عمل کرتا ہے۔ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب دشمن پر کنکریاں پھینکیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

marfat.com
Marfat.com

وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی (انفال: ۱۷)

جب آپ نے کنکریاں پھینکیں تو آپ نے نہیں پھینکیں بلکہ اللہ نے پھینکیں۔

صحابہ کرام نے حدیبیہ کے موقع پر جب محبوب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے دست اقدس پر بیعت کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ (الفتح: ۱۰)

جو لوگ آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں وہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے۔

ایک حدیث قدسی میں اس مقام کو قدرے وضاحت اور تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے۔

مَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّہٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ فَکُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ وَبَصَرَہُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِہٖ وَیَدَہُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِھَا وَرِجْلَہُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِھَا۔ (بخاری صفحہ ۹۶۳/ ۲)

میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرے قریب آتا رہتا ہے حتیٰ کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کے کان، آنکھیں، ہاتھ اور پاؤں بن جاتا ہوں۔ وہ مجھ سے سنتا، دیکھتا، پکڑتا اور چلتا ہے۔

بقول حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ

ایہہ تن رب سچے دا حجرہ وچ پا فقیرا جھاتی ھو
ناں کر منت خواج خضر دی تیرے اندر آب حیاتی ھو
عشق دا ڈیوا بال ہنیرے مت لبھی جھوک کھڑاتی ھو
مرن تھیں اگے مر رہے باھو جنہاں حق دی رمز پچھاتی ھو

marfat.com
Marfat.com

بقا و عبدیت

جب انسان اللہ تعالیٰ کی ذات میں فنا ہو جاتا ہے تو اگر وہ اسی فنا میں رُک جائے تو اُسے مجذوب کہتے ہیں اور اگر وہاں سے لوٹ کر مقامِ عبدیت پر اُتر آئے تو اسے سالک کہتے ہیں۔ عارف لوگ جو لطف و لذت عبدیت میں محسوس کرتے ہیں فنائیت میں وہ لطف نہیں۔ ایسی عبدیت کو ہوش اور صحو کہا جاتا ہے یہی سُنت انبیاء علیہم السلام ہے۔ یہیں پہنچ کر صحیح معنی میں شریعت پر عمل شروع ہوتا ہے۔ اتباعِ سُنت کی چاشنی صرف اور صرف ان ہی لوگوں کو کما حقہٗ معلوم ہوتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ادا کو اپنانے کی اہمیت یہی لوگ سمجھتے ہیں سُنت ایسے لوگوں کے خُلق میں داخل ہو جاتی ہے وہ اس پر بلا تکلف عمل کرتے ہیں۔ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کے ساتھ انہیں ایسا تعلق اور ربط حاصل ہو جاتا ہے کہ یہ جو عمل بھی کرتے ہیں وہ ہی سُنت ہوتا ہے۔

اس مقام پر پہنچ کر بندہ مذکورِ خدا ٹھہرتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ اس کے چرچے کرتا ہے۔ مخلوقِ خدا اس بندے کے ذکر اور محبت میں لگ جاتی ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ

إِنَّ اللّٰهَ إِذَا أَحَبَّ عَبْدًا دَعَا	جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت فرماتا ہے
جِبْرِيلَ فَقَالَ إِنِّي أُحِبُّ فُلَانًا	تو حضرت جبریل علیہ السلام کو بلا کر فرماتا ہے کہ میں فلاں
فَأَحِبَّهُ قَالَ فَيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ ثُمَّ يُنَادِي	شخص سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو
فِي السَّمَاءِ فَيَقُولُ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا	لہٰذا جبریل امین اس سے محبت کرنے لگتے ہیں
فَأَحِبُّوهُ فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ يُوضَعُ	پھر آسمان میں اعلان کرتے ہیں کہ اللہ جل شانہٗ فلاں شخص سے

marfat.com
Marfat.com

لَهُ الْقُبُوْلُ فِی الْاَرْضِ — محبت فرماتا ہے لہٰذا سب اس سے محبت کرنے

(مسلم، مشکوٰۃ ۴۲۵) — لگتے ہیں۔ اسکے بعد زمین میں بھی اسے مقبولیت بخش دی جاتی ہے

یہاں فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ کا کامل مظاہرہ ہوتا ہے۔ یعنی تم میرا ذکر کرو، میں تمہارا چرچا کروں گا۔ اسی کے متعلق حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ

متاعِ بے بہا ہے درد و سوزِ آرزو مندی
مقامِ بندگی دے کر نہ لوں شانِ خداوندی

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ذکر

تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اسی کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی تبلیغ فرمائی ہے اور اپنی اپنی امتوں کو تلقین فرمایا۔ ارشادِ باری ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْہِ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا — ہم نے آپ سے پہلے جتنے رسول بھیجے سب کی طرف یہ وحی بھیجی کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔

(انبیاء: ۲۵)

قرآن شریف میں کہیں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، کہیں لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ، کہیں لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا، کہیں لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ وغیرہ الفاظ وارد ہوئے ہیں، جن سب کا مفہوم ایک ہی ہے یعنی لا الٰہ الا اللہ۔

حدیث شریف میں بھی لا الٰہ الا اللہ کو تمام اذکار سے افضل قرار دیا گیا ہے۔

فرمایا افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ (ترمذی ص ۱۷۴/۲)

طریقت کے تمام سلاسل میں اس ذکر کو یکساں مقبولیت حاصل ہے۔ مبتدی سے لے کر منتہی تک کے لیے کارگر ہے۔ حضرت پیر سائیں محمد راشد رضی اللہ عنہ

marfat.com

Marfat.com

رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"طالب کو اوّلاً ذکرِ لسانی میں ذوق حاصل ہوتا ہے۔ اسکے بعد ذکر قلبی سے پھر فکر سے، پھر قرآن مجید کی تلاوت سے، پھر درُود شریف سے، اسکے بعد تہلیل سے اسی طرح اس کا ذوق درجہ بدرجہ ترقی پذیر رہتا ہے حتیٰ کہ اسکے اشغال میں آخری شغل تہلیل ہے۔ یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہنا۔" (ملفوظات شریف اردو ص ۶۳)

اے میرے بھائی! اس کتاب کو پڑھنے کے بعد یہ کوشش کریں کہ آپ کی زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تر رہے۔ بلکہ کسی مرشدِ کامل سے ذکر کی اجازت حاصل کریں اور اگر آپ نے مُرشد کامل سے ذِکر اخذ کرلیا ہے تو پھر اس گوہرِ بے بہا کی قدر کریں اور کبھی اس سے غافل نہ ہوں۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

---

marfat.com
Marfat.com

استغفار

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط

انسان جب اپنی ذات سے لے کر آفاق تک کا جائزہ لیتا ہے تو اس کی نظر سب سے پہلے اپنی ذات پر پڑتی ہے پھر اپنے اہل خانہ اور گھر بار پر پھر علاقے اور ملک پر، پھر پوری دنیا پر اور پھر موت کے بعد کی زندگی پر، آج اہل اسلام کو ان تمام سطحوں پر جن پریشانیوں کا سامنا ہے ذیل میں ہم ہر شکل کے لیئے الگ عنوان قائم کرکے اس کا حل قرآن و سنت کی روشنی میں پیش کرتے ہیں۔

جسمانی امراض

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وَمَا اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ وَیَعْفُوْا عَنْ کَثِیْرٍ (الشوریٰ: ۳۰)

تمہیں جو مصیبت بھی آتی ہے وہ تمہارے اپنے اعمال کی وجہ سے آتی ہے اور بہت سے گناہ تو اللہ تعالیٰ ویسے ہی معاف فرما دیتا ہے۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَا مِنْ خَدْشِ عُوْدٍ وَلَا عَثْرَۃِ قَدَمٍ وَلَا اِخْتِلَاجِ عِرْقٍ اِلَّا بِذَنْبٍ۔ (خازن ص ۹۴/۴)

اللہ کی قسم اگر کسی کو خارش بھی ہوتی ہے یا کسی کا قدم بھی لڑکھڑاتا ہے یا کسی کی رگ بھی پھڑکتی ہے تو یہ سب کچھ کسی نہ کسی گناہ کی وجہ سے ہوتا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

اور ظاہر ہے کہ گناہوں کا ازالہ و تدارک توبہ و استغفار ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (النساء: ۱۱۰)

جو بُرا عمل کرے یا اپنے اوپر ظلم کر بیٹھے پھر اللہ سے معافی مانگے تو اللہ کو معاف کرنیوالا مہربان پائے گا۔

دوسری جگہ فرماتا ہے

وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (انفال: ۳۳)

اللہ ایسا نہیں ہے کہ یہ استغفار کر رہے ہوں اور وہ انہیں عذاب دینے لگے۔

استدراک یہاں قاری کے ذہن میں یہ سوال آسکتا ہے کہ جب گناہوں کی سزا دنیا میں ہی مل گئی تو پھر آخرت میں کس بات پر سزا ملے گی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ دنیوی تکالیف اُخروی عذاب کی محض جھلک ہیں دنیا میں تکلیف دینے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگ اس سے اُخروی عذاب کی شدت کا اندازہ کرلیں اور بُرے اعمال سے باز رہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ (السجدہ: ۲۱)

ہم انہیں بڑے عذاب سے پہلے چھوٹا عذاب ضرور چکھائیں گے تاکہ یہ باز آجائیں۔

ایک اور جگہ فرماتا ہے

كَذٰلِكَ الْعَذَابُ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ (القلم: ۳۳)

ایسا ہوتا ہے عذاب اور آخرت کا عذاب تو اور بھی بڑا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

تنگدستی اور گھریلو مشکلات محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ لَزِمَ الْاِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللّٰہُ لَہٗ مِنْ کُلِّ ضِیْقٍ مَخْرَجًا وَمِنْ کُلِّ ھَمٍّ فَرَجًا وَرَزَقَہٗ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ

جس نے استغفار کو لازم پکڑا۔ اللہ تعالیٰ اسے ہر تنگی سے نکال دے گا۔ اور ہر مشکل آسان کر دے گا اور اسے وہاں سے رزق دے گا جہاں سے وہ سوچ بھی نہیں سکتا۔

(ابو داؤد، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص ۲۰۴)

گویا یہ تنگدستی اور مشکلات بھی کسی نہ کسی درجے میں ہمارے ذنوب ہی کا نتیجہ ہیں اور اس کا بہترین علاج استغفار ہے۔

حکمرانوں کی زیادتیاں اچھے یا برے حکمران بھی ہمارے ہی اعمال کے نتیجے میں برسرِاقتدار آتے ہیں۔ حضور محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا

کَمَا تَکُوْنُوْنَ کَذٰلِکَ یُؤَمَّرُ عَلَیْکُمْ جیسے تم خود ہو گے ویسے ہی تمہارے اوپر حکمران آئیں گے۔

(مشکوٰۃ ۳۲۳)

ایک حدیث قدسی کے یہ الفاظ ہیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں میں بادشاہوں کا بادشاہ ہوں۔ حکمرانوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں جب لوگوں کے اعمال اچھے ہوتے ہیں تو میں حکمرانوں کے دل ان کے حق میں نرم کر دیتا ہوں اور جب لوگ میری نافرمانی کرتے ہیں تو میں حکمرانوں کے دل ان کے لیے سخت کر دیتا ہوں۔ اور جب تم حکمرانوں کو سختی کرتا ہوا دیکھو تو حکمرانوں کے خلاف کاروائی کرنے سے

marfat.com
Marfat.com

کچھ فائدہ نہ ہوگا بلکہ ایسے موقع پر میرے ذکر میں اور میرے سامنے آہ و زاری کرنے میں مصروف ہو جاؤ تاکہ میں تمہاری کفایت کروں۔ (مشکوٰۃ ۳۲۳)

اس حدیث پاک میں اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اسکے سامنے آہ و زاری دونوں چیزوں کو یکجا بیان کیا گیا ہے۔ قرآن مجید بھی اس بات کی تائید فرماتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ إِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ۔ (س)

وہ لوگ جب گناہ کا کام کر بیٹھتے ہیں یا اپنی جان پر ظلم کر لیتے ہیں تو اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔ (آل عمران ۱۳۵)

دوسری جگہ ارشاد ہے

فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ

اس آیت میں لا الٰہ الا اللہ اور استغفار دونوں کو یکجا بیان فرمایا گیا ہے۔

پوری دنیا میں فساد

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ (الروم: ۴۱)

خشکی اور سمندر میں فساد لوگوں کے اعمال کی وجہ سے پھیل گیا تاکہ اللہ انہیں ان کے اعمال کا تھوڑا سا مزہ چکھائے تاکہ یہ باز آجائیں۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت علامہ ابوالبرکات نسفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ظهر الفساد فی البر والبحر نحو القحط وقلة الامطار والريع فی الزراعات والربح فی التجارات ووقوع الموتان فی الناس والدواب وكثرة الحرق والغرق ومحق البركات من كل شیء

(مدارک علی الخازن صفحہ ۳۶۵/۳)

marfat.com
Marfat.com

کہ خشکی اور سمندر میں فساد پھیلنے سے مُراد قحط اور بارش کی کمی، تجارت میں منافع کی کمی، زراعت میں فصلوں کی کمی، انسانوں اور جانوروں کا کثرت سے مرنا۔ کثرت سے جلنا اور غرق ہونا اور ہر چیز سے برکت کا اُٹھ جانا ہے۔

گویا یہ سب کچھ ہمارے اپنے اعمال کا نتیجہ ہے اور اِس مسئلے کا حل رجُوع الی اللہ اور استغفار ہے۔

فکرِ آخرت

اُخروی فلاح کا بہت بڑا سبب توبہ و استغفار ہے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

طُوبٰی لِمَنْ وَجَدَ فِیْ صَحِیْفَتِہٖ اِسْتِغْفَارًا کَثِیْرًا

اُسے خوشخبری ہو جس کے نامۂ اعمال میں کثرت سے استغفار موجُود ہو

نسائی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ صہ ۲۰۶

آپ نے دیکھ لیا کہ استغفار دُنیا و آخرت میں ہر موڑ اور سطح پر ضروری ہے یہ ہر مرض کا علاج ہے اور ہر زہر کے لیے تریاق ہے

استغفار کرنے والوں کے مراتب

ہم جیسے گناہگار تو کجا، خواص اور اخص الخواص تک نے اپنے اپنے مرتبے کے مُطابق استغفار کو اختیار فرمایا۔ حضرت سید علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"عوام کی توبہ خطا سے ثواب کی طرف ہوتی ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ ذَکَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِھِمْ (آلِ عمران، ۱۳۵) خواص کی توبہ چھوٹی نیکی سے بڑی نیکی کی طرف ہوتی

marfat.com

Marfat.com

ہے جیسے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا تُبْتُ اِلَیْكَ (احقاف ۱۵) اور محبت کی توبہ اپنے وجود سے خدا کی طرف ہوتی ہے۔ جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وَاللّٰہِ اِنِّی لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ فِی الْیَوْمِ اَکْثَرَ مِنْ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً (بخاری، مشکوٰۃ ص۲۰۳) کہ خدا کی قسم میں اللہ سے ہر روز ستر مرتبہ سے زیادہ توبہ و استغفار کرتا ہوں۔ (کشف المحجوب صفحہ ۴۴۰)

اُمیدِ کرم تائب کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس کو دل سے غفور اور رحیم سمجھے۔ اُس مہربان ذات سے اچھا گمان رکھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا یَفْعَلُ اللّٰہُ بِعَذَابِکُمْ (النساء: ۱۴۷) کہ اللہ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا؟" اللہ تعالیٰ ہر گناہگار کو توبہ کی دعوت دیتا ہے اور ہر تائب کی توبہ قبول کرنے کا وعدہ فرماتا ہے۔ وہ تو یہاں تک فرماتا ہے کہ "یہ ہو نہیں سکتا کہ تم توبہ کرو اور اللہ تمہیں عذاب دے"۔ (انفال ۳۳ کا حاصل)

حدیث شریف میں ہے کہ

اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ۔ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسے ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔ (مشکوٰۃ ص۲۰۶)

سُبْحٰنَ اللّٰہِ عَلٰی عَفْوِہٖ بَعْدَ قُدْرَتِہٖ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہِ الْکَرِیْمِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

استغفار کے الفاظ

(۱) اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ (مسلم ص۲۱۸)

(۲) اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ (مشکوٰۃ ص۲۰۵)

(۳) رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ (مشکوٰۃ ص۲۰۵)

(۴) مندرجہ ذیل استغفار کو محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے استغفار کا

marfat.com

Marfat.com

بادشاہ قرار دیا ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِکَ وَوَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ

(بخاری ص ۹۳۳ ج ۲)

(۵) لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ (انبیاء: ۸۷)

ان الفاظ کے علاوہ بھی بے شمار الفاظ قرآن و حدیث میں بیان ہوئے ہیں محض مطالعہ کرنے والوں کے لیے دفتروں کے دفتر بھی کم ہیں لیکن عمل پیرا ہونے والوں کے لیے اتنا کچھ بہت ہے۔

اے میرے بھائیو! اس تحریر کو پڑھ لینے کے بعد سچے دل سے توبہ کریں۔ گناہوں سے باز آجائیں اور اللہ جل مجدہٗ اور اسکے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دروازے سے چمٹ جائیں۔ انسان خطا کا پتلا ہے اگر خدانخواستہ آئندہ کبھی خطا سرزد ہوجائے تو فوراً اپنے آقا و مولا کی طرف رجوع کریں۔ وما التوفیق الا باللہ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تُنْجِیْنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَحْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِیْ لَنَا بِھَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَھِّرُنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّاٰتِ وَتَرْفَعُنَا بِھَا عِنْدَکَ اَعْلَی الدَّرَجٰتِ وَتُبَلِّغُنَا بِھَا اَقْصَی الْغَایَاتِ مِنْ جَمِیْعِ الْخَیْرَاتِ فِی الْحَیٰوۃِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

marfat.com

Marfat.com

دُعا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دُعا کے لفظی معنی ہیں "پکارنا" یہ تقریباً ندا کا ہم معنی ہے یہ لفظ موقع محل کے مطابق مختلف معانی میں استعمال ہوتا ہے۔

مثلاً آواز لگانا جیسے اس آیت میں ہے۔ کَمَثَلِ الَّذِیۡ یَنۡعِقُ بِمَا لَا یَسۡمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّ نِدَآءً ط
(البقرہ: ۱۷۱)

یا نام لینا جیسے اس آیت میں ہے لَا تَجۡعَلُوۡا دُعَآءَ الرَّسُوۡلِ بَیۡنَکُمۡ کَدُعَآءِ بَعۡضِکُمۡ بَعۡضًا ط
(النور: ۶۳)

یا پوچھنا اور سوال کرنا جیسے اس آیت میں ہے قَالُوا ادۡعُ لَنَا رَبَّکَ (بقرہ ۶۸)

یا مدد مانگنا جیسے اس آیت میں ہے اَغَیۡرَ اللّٰہِ تَدۡعُوۡنَ ج (انعام: ۴۰)

یا رغبت دلانا جیسے اس آیت میں ہے وَاللّٰہُ یَدۡعُوۡۤا اِلٰی دَارِ السَّلٰمِ ط
(یونس: ۲۵)

یا طلب کرنا جیسے اس آیت میں ہے وَلَکُمۡ فِیۡہَا مَا تَدَّعُوۡنَ ط
(فصلت: ۳۱)

یا عبادت کرنا جیسے اس آیت میں ہے۔ فَلَا تَدۡعُوۡا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا لا
(الجن: ۱۸)

یا فخریہ دعوی کرنا جیسے اس آیت میں ہے فَمَا کَانَ دَعۡوٰىهُمۡ اِذۡ جَآءَهُمۡ بَاۡسُنَآ
(اعراف: ۵)

marfat.com
Marfat.com

یا دعا مانگنا جیسے اس آیت میں ہے هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ (آل عمران ۳۸)

تقریباً یہ ساری تفصیل مفردات راغب صفحہ ۱۷۰ پر موجود ہے۔ ان متعدد معانی میں سے ایک معنی کو دوسری جگہ فٹ کر دینا بہت بڑی خطا اور فساد کی جڑ ہے۔

ہمارا موضوع "دعا" اپنے معروف معنی میں ہے یعنی اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا

دعا مانگنے کا حکم

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (مومن ۶۰) مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا۔

وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ (اعراف ۵۶) خوف اور طمع کی حالت میں اس سے دعا کرو بیشک اللہ کی رحمت احسان کرنیوالوں کے قریب ہے۔

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ (اعراف ۵۵) اپنے رب سے گڑگڑا کر دعا کرو اور چپکے چپکے دعا کرو۔ بے شک وہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

حبیب رب العلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

مَنْ لَّمْ يَسْئَلِ اللّٰهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ (ترمذی مشکوٰۃ صـ ۱۹۵) جو اللہ سے سوال نہ کرے اللہ اس سے ناراض ہوتا ہے۔

سَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اَنْ يُّسْئَلَ وَاَفْضَلُ الْعِبَادَةِ اِنْتِظَارُ الْفَرَجِ (ترمذی مشکوٰۃ صـ ۱۹۵) اللہ سے اس کا فضل مانگو۔ اللہ کو پسند ہے کہ لوگ اس سے سوال کریں۔ اور بہترین عبادت یہ ہے کہ اس کی عطا کا انتظار کیا جائے۔

مولانا علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

گر نہ گرید طفل کے جوشد لبن
طفلِ یک روزہ ہمیں داند طریق

گر نہ گرید ابر کے خندد چمن
کہ بگریم تا رسد دایہ شفیق

marfat.com

Marfat.com

ترجمہ: اگر بچہ نہ روئے تو دودھ کیسے جوش ملے۔ اگر بادل نہ روئے تو باغ کیسے بنے۔ ایک دن کا بچہ بھی یہ طریقہ جانتا ہے کہ میں روؤں تاکہ مہربان ماں دودھ پلانے کے لیے آئے۔

دعا کی فضیلت

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

مَنْ فُتِحَ لَهٗ مِنْكُمْ بَابُ الدُّعَآءِ فُتِحَتْ لَهٗ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ وَمَا سُئِلَ اللّٰهُ شَيْئًا يَعْنِىْ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ اَنْ يُّسْئَلَ الْعَافِيَةَ

تم میں سے جس پر دعا کا دروازہ کھولا گیا اس پر رحمت کے دروازے کھل گئے اللہ کو سب سے زیادہ پسندیہ ہے کہ اس سے عافیت طلب کی جائے۔

(ترمذی، مشکوٰۃ ص۱۹۵)

اَلدُّعَآءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ

دعا عبادت کا مغز ہے۔

(ترمذی، مشکوٰۃ)

اِنَّ رَبَّكُمْ حَيِيٌّ كَرِيْمٌ يَسْتَحْيِىْ مِنْ عَبْدِهٖ اِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ اَنْ يَّرُدَّهُمَا صِفْرًا

بیشک تمہارا رب حیا والا کریم ہے۔ اس کو اپنے بندے کے اٹھے ہوئے ہاتھ خالی لوٹانے سے حیا آتی ہے۔

(ترمذی، ابوداؤد، بیہقی مشکوٰۃ ص۱۹۵)

دعا مانگنے کے آداب

حدیث شریف میں ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَحِبُّ الْجَوَامِعَ مِنَ الدُّعَآءِ وَيَدَعُ مَا سِوٰى ذٰلِكَ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جامع دعا کو پسند فرماتے اور اس کے علاوہ کو چھوڑ دیتے۔

(ابوداؤد مشکوٰۃ ص۱۹۵)

marfat.com

Marfat.com

إِنَّ أَسْرَعَ الدُّعَاءِ إِجَابَةً دَعْوَةُ الْغَائِبِ لِلْغَائِبِ

سب سے جلدی قبول ہونے والی دعا وہ ہے جو کسی کی غیر موجودگی میں کی جائے۔

(ترمذی، ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ١٩٥)

اُدْعُوا اللّٰهَ وَأَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْإِجَابَةِ وَاعْلَمُوْا إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَجِيْبُ دُعَاءً مِنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاهٍ

قبولیت کے یقین کے ساتھ اللہ سے دعا مانگو۔ جان لو کہ اللہ تعالیٰ غفلت اور لاپرواہی سے مانگی گئی دعا کو قبول نہیں فرماتا۔

(ترمذی، مشکوٰۃ ص ١٩٥)

يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَالَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيْعَةِ رَحِمٍ مَالَمْ يَسْتَعْجِلْ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْإِسْتِعْجَالُ قَالَ يَقُوْلُ قَدْ دَعَوْتُ رَبِّيْ وَقَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ أَرَ يُسْتَجَابُ لِيْ فَيَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذٰلِكَ وَيَدَعُ الدُّعَاءَ (مسلم، مشکوٰۃ ص ١٩٥)

بندے کی دعا اس وقت تک قبول ہوتی رہتی ہے جب تک وہ گناہ اور قطع رحم کی دعا نہ مانگے اور جب تک جلد بازی نہ کرے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ جلد بازی کیا ہے؟ فرمایا بندہ کہے کہ میں نے بار بار دعا کی ہے مگر میری دعا قبول نہیں ہوئی۔ ایسی حالت میں تنگ آکر دعا چھوڑ دے تو یہ جلد بازی ہے۔

ثَلَاثَةٌ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمُ الصَّائِمُ حِيْنَ يُفْطِرُ وَالْإِمَامُ الْعَادِلُ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ فَوْقَ الْغَمَامِ وَتُفْتَحُ لَهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَيَقُوْلُ الرَّبُّ وَعِزَّتِيْ لَأَنْصُرَنَّكَ وَلَوْ بَعْدَ حِيْنٍ

تین آدمی ایسے ہیں جن کی دعا رد نہیں ہوتی۔ روزہ دار جب روزہ کھولنے لگے۔ عادل حکمران اور مظلوم ان کی دعا کے لیے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اللہ فرماتا ہے مجھے اپنی عزت کی قسم میں تمہاری ضرور مدد کروں گا خواہ کچھ دیر کے بعد ہی۔

(ترمذی، مشکوٰۃ ص ١٩٥)

marfat.com
Marfat.com

دُعا قبول کیوں نہیں ہوتی؟ ہماری بعض دُعائیں بظاہر مقبول نظر نہیں آتیں اس کی کچھ وجوہات مذکورہ بالا احادیث میں آچکی ہیں مکمل تفصیل اس طرح ہے۔

۱۔ بے دھیانی اور غفلت میں کی جانے والی دُعا قبول نہیں ہوتی (مشکوٰۃ ۱۹۵)

۲۔ رزقِ حرام کھانے والے کی دعا قبول نہیں ہوتی (مسلم مشکوٰۃ ص ۲۴۱)

۳۔ اللہ کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں "ولو بعد حین" (ترمذی مشکوٰۃ ص ۱۹۵)

۴۔ جو کچھ مانگا جائے اسکی بجائے دوسری چیز عطا ہوجاتی ہے جو بندے کے لئے بہتر ہو۔ (ترمذی ص ۲۰۰/۲)

۵۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرنے والوں کی دُعا قبول نہیں ہوتی (ترمذی مشکوٰۃ ص ۴۳۶)

۶۔ دُعا کے اول آخر درود شریف نہ پڑھا جائے تو پھر بھی دُعا قبول نہیں ہوتی (ترمذی ۱/۶۴)

۷۔ جو شخص مشکل میں مدد چاہتا ہو اسے چاہیئے کہ آسانی کے وقت میں کثرت سے دُعا کیا کرے (ترمذی ص ۱۷۴/۲)

اور کہاں جائیں؟ دُعا بذاتِ خود ایک عبادت ہے۔ دُعائیں جو کچھ مانگا وہ ملے نہ ملے۔ دُعا بہرحال کرتے رہنا چاہیئے۔ اپنے رب کی بارگاہ سے ہٹنا نہیں چاہیئے اور جلد بازی نہیں کرنی چاہیئے۔

دو بزرگ حج کر رہے تھے۔ طوافِ کعبہ کے دوران لبیک لبیک کی

marfat.com

Marfat.com

صدائیں بلند کر رہے تھے۔ ایک بزرگ نے دوسرے سے فرمایا کہ آپ کی لبیک کے جواب میں لا لبیک (تیری کوئی لبیک نہیں) کا جواب آرہا ہے۔ انہوں نے فرمایا میں یہ جواب چالیس سال سے سن رہا ہوں۔ لیکن میں اس کا در چھوڑ کر اور کہاں جاؤں؟ حاضر رہنا میرا کام ہے۔ قبول فرمانا اس کا کام ہے۔

ان کی اس ثابت قدمی پر فوراً اللہ کریم کی طرف سے جواب آیا کہ تمہاری یہ لبیک بھی قبول ہوئی اور گزشتہ چالیس سال کی لبیک بھی قبول ہوئی۔

مولانا علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

چوں نشینی بر سرِ کوئے کسے — عاقبت بینی تو ہم روئے کسے
گفت پیغمبر کہ چوں کوبی درے — عاقبت زاں در بروں آید سرے

ترجمہ: جب تو محبوب کے دروازے پر ڈیرہ ہی جمالے گا تو تجھے ایک دن اس کا چہرہ دیکھنا ضرور نصیب ہوگا۔ جب تو دروازے پر مسلسل دستک دیتا رہے گا تو ایک نہ ایک دن محبوب باہر ضرور نکلے گا۔

حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

جے لیلا، لیلاء نه لهیں تاں پڻ لیلا هیج
آسرو مه لاهیج جو سجڻ باجهیندو گهڻو

ترجمہ: اگر منت کرتے کرتے تھک جاؤ تو پھر بھی منت ہی کرتے جاؤ منت کرتے رہنے والوں کو جب یار نوازتا ہے تو خوب نوازتا ہے

marfat.com
Marfat.com

دُعا میں توسُّل

سخت، مشکل اور مافوق العادت کاموں کے لیئے اللہ تعالیٰ کو منانے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ اُسکے پیاروں کا واسطہ دیا جائے اور انکے توسّل سے دعا کی جائے۔ ارشادِ باری ہے

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (النساء : ۶۴)

جب یہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو (اے محبوب) یہ آپکے پاس آجائیں۔ اللہ سے معافی مانگیں اور رسول انکے لیئے معافی مانگے تو یہ اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کا طریقہ یہ تھا کہ اپنے مسائل اور مشکلات کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے اور ان کا حل چاہتے۔ حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں

فَمِنْهُمْ ذُوالْحَاجَةِ وَمِنْهُمْ ذُوالْحَاجَتَيْنِ وَمِنْهُمْ ذُوالْحَوَائِجِ فَيَتَشَاغَلُ بِهِمْ وَيَشْغَلُهُمْ فِيْمَا يُصْلِحُهُمْ (شمائل ترمذی ص۲۴)

لوگوں میں سے کوئی ایک حاجت لے کر آتا کوئی دو حاجتیں اور کوئی کئی حاجات لے کر آتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب کی حاجتیں پوری فرمایا کرتے تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس ایک نابینا صحابی حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھے آنکھیں چاہییں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اگر صبر کرو تو اچھا ہے۔ انہوں نے عرض کیا مجھے آنکھیں ہی چاہییں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا تازہ وضو کرو اور دو رکعت پڑھکر یہ دُعا کرو۔ صحابی نے اسی طرح کیا اور آنکھیں درست ہو گئیں دُعا یہ ہے۔

marfat.com

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْہُ فِیَّ

اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیرے نبیؐ رحمت محمدؐ کے ذریعے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ یا نبی اللہ میں آپ کا وسیلے کر اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تاکہ میری یہ حاجت پوری ہو۔ اے اللہ ! میرے بارے میں نبی کی شفاعت قبول فرما۔

(ترمذی ص۱۹۷/۲ ابن ماجہ ص۹۹)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے توسل اُمت کا طریقہ چلا آرہا ہے۔ مذکورہ بالا احدیث کے راوی حضرت عثمان بن حُنیف رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دَور میں یہی دُعا ایک شخص کو سکھائی جس سے اسکی حاجت رَوائی ہو گئی۔

محمد بن حرب فرماتے ہیں کہ میں قبر انور کی زیارت کر کے سامنے بیٹھا تھا کہ ایک اعرابی آیا اور زیارت کر کے عرض کیا یا خیر الرسل اللہ تعالیٰ نے آپ پر سچی کتاب نازل فرمائی جس میں ارشاد فرمایا ہے

وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا،

میں آپکے پاس اپنے گناہوں سے استغفار کرتا ہوا اور اپنے رب کے حضور میں آپکے وسیلے سے شفاعت چاہتا ہوا آیا ہوں۔ پھر دو شعر پڑھے،

اتیتك راجلا وددت انی	ملکت سواد عینی امتطیہ
ومالی لا اسیر علی الماقی	الیٰ قبر رسول اللہ فیہ

marfat.com

Marfat.com

ترجمہ: "میں پیدل چل کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ لطف نہیں آیا۔ کاش میری پلکیں میرا کہنا مانتیں اور میں پلکوں پر سوار ہو کر حاضر ہوتا۔" (الوفا ص ۸۲۹)

بلکہ نور الایضاح جو ایک درسی کتاب ہے اور احناف کے تمام مدارس میں سبقاً پڑھائی جاتی ہے اس میں پوری امت کو یہی طریقہ سکھایا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا پوری آیت پڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے براہ راست شفاعت کا طلبگار ہو۔ اور کہے الشفاعة الشفاعة یا رسول اللہ۔ (نور الایضاح ص ۱۹۳)

حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اقدس پر جا کر بارش کے لیے عرض کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں خواب میں فرمایا کہ بارش ضرور ہوگی۔ عمر کو میرا سلام کہنا اور انہیں کہنا کہ احتیاط سے کام لیں۔ (المصنف ۱۲ ص ۳۲)

ایک مرتبہ بارش نہیں ہو رہی تھی۔ لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ مسئلہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور میں آسمان کی طرف سوراخ کر دو۔ جلوۂ محبوب کو بے حجاب دیکھ کر ابرِ رحمت برسنے لگا۔ (مشکوٰۃ ص ۵۴۵)

ایک شخص نے سو قتل کیے تھے۔ معافی حاصل کرنے کے لیے اللہ والوں کے پاس جا رہا تھا کہ راستے میں ہی فوت ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ: ۲۰۳)

marfat.com

Marfat.com

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے بارش کی دعا کی

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی توبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلے سے قبول ہوئی۔ (الوفا لابن الجوزی ص ۳۶)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس دنیا میں تشریف آوری سے پہلے اہل حق آپ کے وسیلے سے دعائیں کرتے تھے۔

وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا — یہ لوگ کافروں کے مقابلے پر (آپ کے وسیلے) فتح حاصل کیا کرتے تھے۔ (البقرہ: ۸۹)

نبی اور غیر نبی سے حیات ظاہریہ میں اور بعد از وصال ہر حال میں توسل ثابت ہوا۔

یہ توسل مباح ہے۔ مباح ہونے کے لیے ممانعت کا نہ ہونا ہی ثبوت ہے۔ چہ جائیکہ بے شمار دلائل اور مضبوط براہین سے اس کا ثبوت مل رہا ہے۔

چند دعائیں

۱۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ — اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ (البقرہ: ۲۰۱)

۲۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ — اے ہمارے رب ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کر ہمیں اپنی خاص رحمت سے نواز بیشک تو خاص نوازنے والا ہے۔ (آل عمران: ۸)

marfat.com
Marfat.com

۳۔ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ (طٰہٰ: ۲۵ تا ۲۸)

میرے رب میرے لیے میرے سینے کو کھول دے اور میرے لیے میرا کام آسان کر دے اور میری زبان کی گرہ کھول دے تاکہ وہ میری بات سمجھیں۔

۴۔ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا (طٰہٰ: ۱۱۴)

اے میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما

۵۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ خَطِیْئَتِیْ وَجَهْلِیْ وَاِسْرَافِیْ فِیْ اَمْرِیْ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ جِدِّیْ وَهَزْلِیْ وَخَطَئِیْ وَعَمْدِیْ وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِیْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَاَنْتَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

اے اللہ میری خطاؤں اور جہل اور بے اعتدالی کو معاف فرما اور وہ جو تو مجھ سے بہتر جانتا ہے۔ اے اللہ میری سنجیدگی، مذاق، خطا اور عمد کو معاف فرما۔ یہ سب کچھ میرے پاس موجود ہے۔ اے اللہ جو کچھ میں نے مقدم کیا اور جو کچھ مؤخر کیا جو کچھ میں نے چھپ کر کیا اور جو کچھ میں نے اعلانیہ کیا اور جو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے سب بخش دے تو ہی مقدم و مؤخر کرنے والا ہے اور تو ہر چیز پر قادر ہے۔

(متفق علیہ مشکوٰۃ ص ۲۱۸)

۶۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ

اے اللہ ہم تجھ سے دین، دنیا اور آخرت میں عفو و درگزر کا سوال کرتے ہیں۔

(ماخوذ از مشکوٰۃ ص ۲۱۹)

۷۔ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ

میں اللہ کے کامل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں

marfat.com
Marfat.com

كُلِّهَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ — ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی۔

(مسلم، مشکوٰۃ ص ۲۱۳)

۸۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِى نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ — اے اللہ ہم تجھے دشمن کے مقابلے پر آگے کرتے ہیں اور ان کے شر سے تیری پناہ میں آتے ہیں

(احمد، ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۲۱۵)

۹۔ اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ اَرْجُوْ فَلَا تَكِلْنِىْ اِلٰى نَفْسِىْ طَرْفَةَ عَيْنٍ وَاَصْلِحْ لِىْ شَاْنِىْ كُلَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ — اے اللہ میں تیری رحمت کی امید رکھتا ہوں۔ مجھے میرے نفس کے حوالے ایک لمحہ کیلئے بھی نہ کر اور میرے تمام معاملات درست کردے تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

(ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۲۱۵)

۱۰۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ۔ — اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں۔ غم و حزن سے عجز اور کاہلی سے۔ بخل اور بزدلی سے، قرض کی زیادتی اور لوگوں کے قہر و غلبہ سے۔

(ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۲۱۵)

۱۱۔ اَللّٰهُمَّ اكْفِنِىْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِىْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔ (ترمذی، بیہقی، مشکوٰۃ ص ۲۱۵) — اے اللہ حرام سے بچا کر حلال کے ذریعے میری کفایت فرما۔ اور مجھے اپنے فضل سے دوسروں سے بے نیاز کردیں۔

۱۲۔ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ — اے حی و قیوم میں تری رحمت سے مدد مانگتا ہوں۔

(ترمذی، مشکوٰۃ ص ۲۱۶)

marfat.com

Marfat.com

۱۳۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَغْرَمِ وَالْمَأْثَمِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ النَّارِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰى وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَایَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِیْ كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَيْنِیْ وَبَيْنَ خَطَايَایَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ

اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں۔ کاہلی بڑھاپے خسارے اور گناہ سے۔ اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں آگ کے عذاب سے اور آگ کے فتنے سے اور قبر کے فتنے سے اور قبر کے عذاب سے۔ غنیٰ کے فتنے کے شر سے اور فقر کے فتنے کے شر سے اور مسیح دجال کے فتنے کے شر سے اے اللہ میری خطاؤں کو برف اور ٹھنڈک کے پانی سے دھو ڈال۔ اور میرے دل کو اس طرح پاک کر دے جس طرح سفید کپڑا میل سے صاف ہو کر چمکیلا ہو جاتا ہے۔ میرے اور میری خطاؤں کے درمیان اتنا فاصلہ پیدا کر دے جتنا مشرق اور مغرب کے درمیان فاصلہ ہے۔

(متفق علیہ، مشکوٰۃ ص۲۱۶)

۱۴۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْاَرْبَعِ مِنْ عِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَّا يَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَّا تَشْبَعُ وَمِنْ دُعَاءٍ لَّا يُسْمَعُ

اے اللہ میں چاروں چیزوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ بے فائدہ علم، بے خوف قلب نہ بھرنے والا نفس اور نہ قبول ہونے والی دعا۔

(احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ، ترمذی مشکوٰۃ ص۲۱۷)

marfat.com

Marfat.com

محبتِ الٰہی

ارشادِ باری تعالیٰ ہے

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ایمان والے اللہ سے ٹوٹ کر محبت کرتے ہیں۔ (البقرہ، ۱۶۵)

محبت کے تین مرتبے ہیں

۱۔ محبت جب انسان اپنے رب کریم سے محبت کرتا ہے تو وہ ہر وقت اسی کی یاد میں رہتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ مَنْ اَحَبَّ شَيْئًا اَكْثَرَ ذِكْرَهٗ جو کسی چیز سے محبت کرے اس کا ذکر کثرت سے کرتا ہے۔ (کنز العمال ص۴۲۵ ج۱)

کسی شخص نے مجنوں کو ریگستان میں بیٹھے دیکھا وہ انگلیوں کا قلم بنا کر ریت کے کاغذ پر کچھ لکھ رہا تھا گویا کسی کو خط لکھ رہا ہو۔ اس آدمی نے پوچھا کہ اے مجنوں یہ خط کس کے نام لکھ رہے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ میں خط نہیں لکھ رہا۔ بلکہ لیلیٰ کے نام کی مشق کر رہا ہوں۔ اس طرح اپنے دل کو تسلی دے رہا ہوں۔ مولانا روم علیہ الرحمۃ نے یہ واقعہ ان اشعار میں بیان فرمایا ہے

دید مجنوں را یکے صحرا نورد — در بیابانِ غمش بنشستہ فرد
ریگ کاغذ بود انگشتاں قلم — مے نمودے بہر کس نامہ رقم

marfat.com
Marfat.com

گفت اے مجنوں شیدا چیست ایں · مے نویسی نامہ بہر کیست ایں
گفت مشق نام لیلیٰ مے کنم · خاطر خود را تسلی مے دہم

گویا محبوب کے نام سے محب کو تسلی ملتی ہے۔

۲۔ شدید محبت محبت کا دوسرا درجہ یہ ہے کہ محب اپنے محبوب کا عیب نہ دیکھ سکے اور نہ سن سکے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِي وَيُصِمُّ ۔ کسی چیز کی محبت انسان کو اندھا اور بہرا کر دیتی ہے۔ (ابو داؤد ، مشکوۃ ص ۴۱۸)

گویا اب محبت انسان کے حواس پر اثر انداز ہو گئی۔ اب یا تو وہ اپنے محبوب کے حق میں اندھا اور بہرا ہے کہ اُسے محبوب میں کوئی عیب نظر نہیں آتا اور نہ ہی کسی کی زبان سے اس کا عیب سن سکتا ہے۔ اور یا پھر وہ دوسرے لوگوں کے حق میں اندھا اور بہرا ہے کہ وہ محبوب کے سوا کچھ دیکھنا اور محبوب کی آواز کے سوا کچھ سننا گوارا نہیں کرتا۔ یا پھر وہ اپنے مقصود کی راہ میں حائل ہونے والی کسی بھی چیز کی پرواہ کئے بغیر آنکھیں اور کان بند کر کے حصولِ مقصد میں کوشاں رہتا ہے۔

ساڈوں دستیا عشق دے مفتی جیہڑا مڑ مڑ کے فرمودا
اعظم جتھے دل لگ جاوے اُتھے عیب نظر نہیں اوندا

marfat.com
Marfat.com

اشد محبت (یعنی عشق)

محبت میں اندھا اور بہرہ ہونے کا جب یہ عالم ہو جائے کہ انسان اپنے محبوب کے معاملے میں عقل کی مداخلت کو بھی رَوا نہ سمجھے تو یہی اشد محبت یا عشق ہے۔ یہ محبت کی سب سے بڑی ڈگری ہے۔ جب محبت عشق کی حد تک بڑھ جائے تو اس وقت محبوب کے سوا ہر چیز پھونک دی جاتی ہے۔ صوفیاء کا قول ہے۔

اَلْعِشْقُ نَارٌ یُحْرِقُ مَاسِوَای الْمَحْبُوْبِ (عام کتب تصوف)

عشق وہ آگ ہے جو محبوب کے سوا ہر چیز کو جلا دیتی ہے۔

گویا اب محبت انسان کی عقل اور جان و جگر پر اثر انداز ہو گئی۔ عاشق اپنے محبوب پر دُنیا کی ہر چیز کو قربان کر دیتا ہے۔ حتیٰ کہ اپنی جان بھی اسی پر نچھاور کر دیتا ہے

اعظم بلا سے اپنی وہ ہستی ہی کیوں نہ ہو
جو چیز اُسکی راہ میں حائل ہو پھونک دو

بلکہ سچے عاشق کو تو جنت اور دوزخ کی بھی پرواہ نہیں رہتی۔ حضرت رابعہ بصریہ رحمتہ اللہ علیہا کو کسی نے دیکھا کہ لوٹے میں پانی اور دیا سلائی لے کر جا رہی ہیں۔ اُس نے پُوچھا کہاں جا رہی ہیں؟ فرمایا دوزخ بجھانے اور جنت کو آگ لگانے جا رہی ہوں تاکہ لوگ دوزخ کے خوف سے اور جنت کے لالچ میں عبادت نہ کریں۔

حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کفّار سے فرمائے گا کہ اگر تُم میرے سچے محب ہو تو میری خاطر دوزخ میں چھلانگ لگا دو مگر وہ ایسا نہ کر سکیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنے سچے مومنوں کو بلا کر فرمائے

marfat.com
Marfat.com

گا۔ اگر تم مجھ سے محبت کرتے ہو تو میری خاطر دوزخ میں چھلانگ لگا دو۔ وہ فوراً آگ میں کود پڑیں گے۔ (اور انہیں کچھ بھی نہ ہوگا۔)

(مظہری ۱/۱۶۳)

حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں
عقل کے آئین کی بات عشق کا اسیر نہیں مانا کرتا۔ عشق کی مملکت میں عقل کی حکمرانی نہیں چل سکتی۔ عقل تعمیر کرتی ہے جبکہ عشق تباہ کرتا ہے۔ عقل تجارت کرتی ہے جبکہ عشق غارت گری میں مصروف ہے۔ قصیدہ بردہ میں ہے

مَحَضْتَنِیَ النُّصْحَ لٰکِنْ لَّسْتُ اَسْمَعُهٗ
اِنَّ الْمُحِبَّ عَنِ الْعُذَّالِ فِیْ صَمَمٖ

ترجمہ ناصح تیرا خیال بجا مشورہ درست ، کچھ سوجھتا نہیں در جانا نہ دیکھ کر
قصیدہ بردہ کے اس شعر میں اس حدیث کی طرف اشارہ ہے کہ "محبت کرنے والا اندھا اور بہرہ ہو جاتا ہے"۔ اسے احمد و ابوداؤد اور بخاری نے اپنی تاریخ میں روایت کیا ہے۔ (الزبدۃ العمدہ ص۳۹)

محبت کی حقیقت یہ ہے کہ محبوب کی عطا سے محبت میں اضافہ نہ ہو اور محبوب کی جفا سے محبت میں کمی نہ آئے۔ (مرقاۃ ص۷۵/۱)

محبت کے یہ اعلیٰ مدارج صرف خواص کے لیے ہیں۔ عوام ان کے مکلف نہیں۔

طالب طریقت کو جذب و مستی کے اس عالم میں تبلیغ دین کی اجازت نہیں ہوتی۔

marfat.com

Marfat.com

جو لوگ اللہ تعالیٰ کی محبت کے یہ تمام مدارج طے کرنے کے بعد اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ پر عمل کرتے ہوئے، اتباعِ سُنّت پر گامزن نہیں ہو جاتے وہ اگر تصنیف و تالیف اور تبلیغ کا کام شروع کر دیں تو اندھیر ہی مچاتے ہیں۔

رُوحانیت کا دائرہ مکمل ہونے سے پہلے کی باتیں ایک خاص کیفیت کی باتیں ہُوا کرتی ہیں۔ ایسے لوگ کبھی دین اور شریعت کے خلاف بول جاتے ہیں اور کبھی علم اور عُلماء کے خلاف باتیں کہہ دیتے ہیں۔ کبھی وہ دین کو سیاست سے جُدا کہتے ہیں اور کبھی کافر اور مُسلم میں کوئی فرق نہیں سمجھتے اس کے علاوہ اِن سے نہایت غیر سنجیدہ اور نازیبا حرکات کا صدور بھی دیکھنے میں آیا ہے۔

ایسے لوگوں کی ان حرکتوں پر اللہ کریم کی طرف سے کوئی رُوحانی گرفت نہیں ہوا کرتی۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ اِن کی مثال قرآنی قاعدہ پڑھنے والے اس بچے کی سی ہے جو آیات پڑھنے میں غلطیاں کرتا ہے مگر گناہگار نہیں ہوتا۔ ایسے لوگ جب دیکھتے ہیں کہ اللہ کریم کی طرف سے اُن کا فیض نہیں رُکا تو وہ اپنے قبیح افعال پر مطمئن اور مسرور ہو جاتے ہیں۔ پھر جب وہ رُوحانی اور شعوری طور پر بالغ ہو جاتے ہیں تو انہیں اپنے کیے پر خود پچھتانا پڑتا ہے۔ ایسے لوگوں کو چاہیے کہ فی الحال تبلیغ سے باز رہیں یا بحکم احکم شریعت کو حق اور باطل کا معیار سمجھیں۔ اوّل بھی شریعت ہے اور آخر بھی شریعت۔

جب کہ دریا میں سمندر ہے جس میں نہ کشتی ہے نہ ملاح۔

marfat.com
Marfat.com

باب دوم

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معنی

محمد کے معنی ہیں: بہت زیادہ تعریف کیا گیا۔ مفرداتِ راغب میں لکھا ہے

مُحَمَّدٌ اِذَا كَثُرَتْ خِصَالُهُ الْمَحْمُوْدَةُ محمد وہ ہے جس کے خصائل محمودہ بے شمار ہوں۔ (مفرداتِ راغب ص ۱۳۱)

عیسائی لغت نویس "لوئس معلوف" اپنی کتاب المنجد میں لکھتا ہے

المُحَمَّد بہت عمدہ خصلتوں والا۔ (المنجد ص ۲۳۷)

حضرت مُلّا علی قاری علیہ الرحمۃ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس نام کے ساتھ موسوم ہونے کی کئی وجوہات لکھی ہیں آپ کی عبارت کا خلاصہ اِس طرح ہے

آپ کا نام "محمد" رکھے جانے کی پہلی وجہ یہ ہے کہ آپ کے عمدہ خصائل کثیر التعداد ہیں۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ آپ کی حمد بار بار کی جا رہی ہے

تیسری وجہ یہ ہے کہ خود اللہ تعالیٰ نے آپ کی حمد کثرت سے کی ہے اور اس میں اتنا مبالغہ کیا ہے کہ حمد کی انتہا کر دی ہے (حمداً کثیراً بالغاً غایۃ الکمال) اور اسی طرح فرشتوں، انبیاء اور اولیاء نے بھی آپ کی حمد کی

marfat.com

Marfat.com

حد کر دی ہے۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ اولین و آخرین سارے کے سارے آپ کے جھنڈے کے نیچے آپ کی حمد کریں گے اسی لیے اِس جھنڈے کو لواءِ حمد کا نام دیا گیا ہے۔ نیک فال کے طور پر آپ کا نام محمّد رکھا گیا تاکہ آپ کی حمد کثرت سے ہو چنانچہ بالکل ایسا ہی ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے گھر والوں کو الہام کیا کہ میرے حبیب کا نام محمّد رکھو۔ آپ کا یہ نام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ (جمع الوسائل ص ۲۲۶/۲)

آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے پہلے یہ نام دُنیا بھر میں کسی کا نہ تھا چنانچہ ہم دیکھ سکتے ہیں کہ اِس نام کی کسی اہم اور مشہور شخصیت سے تاریخ کے صفحات خالی ہیں۔

آج دُنیا کا کوئی مذہب اس بات سے انکار نہیں کرسکتا کہ ہمارے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی تعریف کثرت سے ہو رہی ہے، بار بار ہو رہی ہے اور دُنیا کے کونے کونے میں ہو رہی ہے۔ دِن میں پانچ مرتبہ اشھد ان محمّد رسول اللہ کی صدا دُنیا کے چپے چپے پر گونجتی ہے۔ حمد و ثنا کا یہ اہتمام دُنیا کے کسی دُوسرے پیشوا کے لیے نہیں ہو رہا۔ دُرود اور نعت کے نذرانے ہر وقت آپ کی خدمت میں پیش ہو رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیل و قال اور تعلیمات کا لامتناہی سِلسلہ جاری و ساری ہے۔ آپ کی رسالت کی ہمہ گیریت، عالم گیریت اور خاتمیت اسمِ محمّدؐ کے ساتھ زبردست مطابقت رکھتی ہے۔

ذرا سوچیے! کیا یہ محض اتّفاق ہے کہ ادھر جس ہستی کی حمد و ثنا کا یہ

marfat.com

Marfat.com

عالم ہے اُدھر اس کا نام بھی "محمد" ہے؟ نہیں ہرگز نہیں بلکہ یہ عین خدائی تجویز اور اللہ تعالیٰ کا منصوبہ ہے۔

اور انجیل برنباس کے الفاظ ہیں Muhammad is his blessed name محمد اس کا خدا داد نام ہے (انجیل برنباس ــــ ۱۲۳)

مزید غور فرمائیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہونے والی کتاب کا نام قرآن ہے۔ قرآن کے معنی ہیں "بہت زیادہ پڑھا جانے والا" قرآن کا ایک معنی یہ بھی ہے "جس میں تمام علوم جمع کر دیئے گئے ہوں"۔ واقعی یہ کتاب پوری دُنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جا رہی ہے مُسلمانوں کا بچہ بچہ اس کا ناظرہ خوان ہے۔ اس کے حافظ اور قاری اتنے ہیں کہ ان کی مردم شماری بس سے باہر ہے۔ اس کے مفسر و مدرس ہر وقت اس کی خدمت پر کمر بستہ ہیں اس کی تفسیروں کی تعداد کا احاطہ آج تک کسی سے نہیں ہو سکا۔ رمضان شریف میں نمازِ تراویح کے دَوران قرآن پڑھنے اور سُننے کا منظر اتنا دلکش ہوتا ہے کہ اہلِ ایمان پر وجد طاری ہو جائے اور یہ منظر اتنا بارعب ہوتا ہے کہ مخالفین کے دِل دہل جائیں۔

یہ کتاب علوم سے اس قدر لبریز ہے کہ خود اعلان کرتی ہے کہ مجھ میں تمام علوم کا بیان موجود ہے (تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے اُونٹ کی رسی بھی اگر گم ہو جائے تو میں قرآن کھول کر معلوم کر سکتا ہوں کہ وہ کہاں رکھی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام محمد۔ اور آپ کی کتاب کا نام

marfat.com
Marfat.com

قرآن، کتنا گہرا تعلق ہے اور کیسی حسین مناسبت ۔سبحان اللہ! اس سے بھی آگے چلیئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائے ہوئے دین کا نام اسلام ہے۔ اسلام کے معنی ہیں "مان لینا اور تسلیم کر لینا"۔ اس لفظ کے اپنے اندر ہی دعوت وتبلیغ کا مفہوم صاف صاف موجود ہے۔ گویا اسلام کی تعلیمات محدود لوگوں، محدود علاقوں اور محدود زمانے کے لیئے نہیں ہیں بلکہ جو بھی "مان لے" اس کے لیئے اسلام کے دروازے کھلے ہیں۔ جس طرح اسم محمد سے ہمہ گیریت، عالمگیریت اور خاتمیت کا مفہوم جھلکتا ہے اسی طرح لفظ سلام بھی اپنے اندر ہمہ گیریت، عالمگیریت اور خاتمیت کی خصوصیات رکھتا ہے۔ دنیا کے کسی دوسرے مذہب کے نام میں یہ خصوصیت موجود نہیں

ہم اللہ کے رب ہونے پر راضی اور خوش ہیں، اسلام کے دین ہونے پر راضی اور خوش ہیں۔ قرآن کے کتاب ہونے پر راضی اور خوش ہیں اور محمد کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی اور خوش ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِكَ۔

اسم محمدؐ کا لفظی حسن

لفظ محمد اپنے حروف کے لحاظ سے مختلف وجوہ سے لفظ "اللہ" کے مشابہ ہے۔ محمد میں چار حروف ہیں تو اللہ میں بھی چار ہی حروف ہیں۔ محمد میں ایک تشدید ہے تو اللہ میں بھی ایک ہی تشدید ہے۔ محمد کا تیسرا حرف مشدد ہے تو اللہ کا بھی تیسرا ہی حرف مشدد ہے۔ محمد پر کوئی نکتہ نہیں تو اللہ پر بھی کوئی نکتہ نہیں۔ محمد کے کسی حرف پر جر (زیر) نہیں تو اللہ کے کسی حرف پر بھی زیر نہیں دراصل زیر میں اُتار اور جھکاؤ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اور اپنے حبیب

marfat.com

Marfat.com

کے نام میں رفعت ہی رفعت رکھی ہے۔ جھکاؤ نہیں آنے دیا۔

لفظ اللہ کے تمام حروف با معنی ہیں۔ الف ہٹا دو تو للہ رہ جائے گا۔ اس کے معنی ہیں "اللہ کے لیئے" پہلا لام ہٹا دو تو "لہ" رہ جائے گا۔ اس کے معنی ہیں "اسی کے لیئے" دوسرا لام بھی ہٹا دو تو "ہُو" رہ جائے گا اس کے معنی ہیں "وہی ذات"

اسی طرح محمد کے بھی تمام حروف با معنی ہیں۔ پہلا میم ہٹا دو تو باقی "حمد" رہ جائے گا۔ ح بھی ہٹا دو تو "مد" رہ جائے گا۔ اس کے معنی ہیں "لمبا کرنا اور دوام بخشنا" دوسرا میم بھی ہٹا دو "دال" رہ جائے گا۔ اس کے معنی ہیں "دلیل بننا اور ثبوت دینا"

گویا اسم محمد اپنے لفظی حسن کے اعتبار سے اسم اللہ کا عکس کمال ہے باقی باتوں کو بالائے طاق رکھ کر اگر صرف اسم محمد کو ہی لے لیا جائے تو یہ اسلام کی صداقت و حقانیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کا تعارف اور ثبوت فراہم کرنے کے لیئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کو بطور دلیل پیش کیا ہے چنانچہ فرمایا

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ۔ (فتح : ۲۸) وہی اللہ ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا۔

مراد یہ کہ اگر تم لوگ مجھے جاننا چاہتے ہو تو میں وہی ہوں جس نے یہ رسول بھیجا ہے۔ یہ رسول میری الوہیت کا چلتا پھرتا ثبوت ہے۔ گویا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے

marfat.com
Marfat.com

دعوے پر محمد رسول اللہ بطور دلیل وارد ہوا ہے۔

یہ دلیل جتنی کامل حسین محمود اور بے عیب ہوگی۔ اللہ کی توحید اسی قدر نکھرتی چلی جائے گی۔ دلیل میں جتنی قوت ہوگی دعوے کو اتنی ہی تقویت فراہم ہوگی۔ لہٰذا مزید کسی دلیل کے بغیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس کی طرف ہر وصفِ کمال کا انتساب درست ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ (فتح: ۹) میرے نبی کی تعظیم کرو اور توقیر کرو۔

مبرد کا قول ہے کہ توقروہ تبالغوا فی تعظیمہ (الشفاء ص۲۸) یعنی اس آیت میں توقیر سے مراد یہ ہے کہ تعظیم میں مبالغہ سے کام لو۔

لہٰذا تعظیمِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا میں مبالغہ کرنا عین قرآنی حکم ہے۔ اسے عام مبالغہ آرائی نہیں سمجھنا چاہیئے اور احتیاط کی آڑ میں تعظیمِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار نہیں کرنا چاہیئے۔

اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم - اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ - وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ یہ تینوں بے جا احتیاطوں میں سخت مانع ہیں اور بخل کے تالے توڑ ڈالنے پر مجبور کرتے ہیں۔

قاعدہ کلیہ یہ اصول ہمیشہ کے لیئے یاد کر لیجئے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اور تعظیم میں کہی جانے والی ہر بات درست ہے۔ بغیر کسی دلیل کے ہر وہ بات مانتے چلے جائیے جس کا تعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفعتِ شان سے ہو۔ اسمِ محمد

marfat.com

Marfat.com

کا یہی تقاضا ہے ۔ اللہ تعالیٰ کے اپنی توحید کے دعوے پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دلیل بنانے کا بھی یہی تقاضا ہے اور ہمارے اوپر بحیثیت غلام یہی فرض عائد ہوتا ہے کہ جب مخالفوں کی طرف سے مخالفت کی انتہا ہو رہی ہو تو غلاموں کی طرف سے عزت و توقیر کی بھی انتہا ہی ہونی چاہیئے ایک سچے اُمتی کا اپنے آقا کے ساتھ یہی رویہ ہونا چاہیئے ۔ ہاں ایک خدائی اور الوہیت کا عقیدہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں درست نہیں ۔

حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ قصیدہ بردہ میں لکھتے ہیں ۔

دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارٰی فِیْ نَبِیِّهِمْ ۔۔۔ وَاحْکُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا وَّاحْتَکِمِ

وَانْسُبْ اِلٰی ذَاتِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ شَرَفٍ ۔۔۔ وَانْسُبْ اِلٰی قَدْرِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ عِظَمِ

فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَیْسَ لَهٗ ۔۔۔ حَدٌّ فَیُعْرِبَ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمِ

ترجمہ : جو بات عیسائیوں نے اپنے نبی کے بارے میں کہی اُسے چھوڑ کر باقی ہر طرح اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح کر ۔ آپ کی ذات کی طرف ہر شرف اور ہر عظمت کو بے دریغ منسوب کر دے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت اور شان کی کوئی حد ہی نہیں پھر آپ کی تعریف کا حق کوئی کس طرح ادا کر سکتا ہے ۔

پورا قرآن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان سے لبریز ہے ۔ کتب حدیث میں فضائل اور مناقب کے نام سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں مستقل ابواب موجود ہیں مثلاً بخاری شریف میں کتاب المناقب ، مسلم شریف میں کتاب الفضائل اور مشکوٰۃ شریف میں باب فضائل سید المرسلین موجود ہے ۔

marfat.com

Marfat.com

سیرت، خصائص اور معجزات پر الگ کتب کا ایک لامحدود ذخیرہ ضبطِ تحریر میں لایا جا چکا ہے اور اِس سِلسلے کی کوئی انتہا نظر نہیں آتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سِوا کسی شخصیت پر آج تک اِتنی کُتب نہیں لکھی گئیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں قرآن کی بے شمار آیات میں سے صرف چند منتخب آیات اور ان کی تفسیر پیش کی جاتی ہے۔

پہلی آیت:

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ	وہ لوگ اِس رسُول کی پیروی کرتے ہیں جو
الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا	اُمّی نبی ہے۔ وہ اسے اپنے پاس تورات
عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ	اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔

(اعراف: ۱۵۷)

باوجودیکہ ترجمہ در ترجمہ کے بے شمار مراحل سے گزرنے کے بعد بائیبل کا اصل حلیہ مکمل طور پر بگڑ چکا ہے اور اُس کی غلطیاں، غلطاں بن چکی ہیں، ہمارے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں موجودہ بائیبل میں بھی بے شمار بشارات موجود ہیں۔ اِن میں سے چند بشارات لکھنے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

تورات میں بشارات

۱۔ ”تب خدا نے ابراہیم سے کہا ۔ ۔ ۔ ۔ اسمٰعیل کے حق میں بھی میں نے تیری دُعا سُنی۔ دیکھ میں اُسے برکت دوں گا۔ اسے نہایت بڑھاؤں گا اور اس سے بارہ سردار پیدا ہوں گے اور میں اُسے

marfat.com

Marfat.com

ایک بڑی قوم بناؤں گا۔" (پیدائش ۱۷ : ۲۰)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دُعا کی تھی کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوں۔ چنانچہ یہ دُعا قبول ہوئی۔ اس دُعا کا ذکر قرآن شریف کی اِس آیت میں موجود ہے۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ۔ اے ہمارے رب! اِن میں ایک شان والا رسُول بھیج جو انہی میں سے ہو۔ اِن پر تیری آیات پڑھے۔ انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور انہیں پاک کردے۔ (البقرہ: ۱۲۹)

۲۔ خداوند نے مجھ سے کہا اُنہوں نے اچھا کہا۔ میں ان کے بھائیوں کے درمیان سے تیری طرح ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اُس کے مُنہ میں ڈالوں گا۔ اور جو کچھ میں اُس کو حکم دوں گا وہ اُن سے کہے گا۔ اور جو اِنسان میرے کلام کو جو وہ میرے نام سے کہے گا نہ مانے گا تو میں اس کا حساب اس سے لوں گا۔ (استثناء ۱۸، ۱۸، ۱۹)

یہ کلام حضرت مُوسیٰ علیہ السلام کا ہے جو تورات میں موجود ہے حضرت مُوسیٰ علیہ السلام اور یہودی بنی اسرائیل میں سے تھے۔ یعنی حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد۔ اِن کے بھائیوں میں نبی برپا ہونے سے مُراد حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے نبی کا مبعوث ہونا ہے۔

اے مُوسیٰ! "تیری طرح ایک نبی برپا کروں گا"۔ اس میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف واضح اشارہ موجود ہے جس طرح حضرت موسیٰ

marfat.com
Marfat.com

علیہ السلام صاحب شریعت نبی ہیں اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی صاحب شریعت نبی ہیں۔ قرآن شریف اس کی تائید ان الفاظ سے کرتا ہے

اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ہم نے تم لوگوں کی طرف رسول بھیجا جو تم پر شاہد ہے جیسا کہ ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا

(مزمل: ۱۵)

"میں اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا۔"

اس جملے کی تائید قرآن ان الفاظ سے کرتا ہے۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى میرا نبی اپنی مرضی سے نہیں بولتا بلکہ یہ جو کچھ بولتا ہے وہ اللہ کی طرف سے وحی ہوتی ہے۔

(النجم: ۴)

"جو کچھ میں اس کو حکم دوں گا وہ ان سے کہے گا۔" اس جملے کی تائید قرآن سے اس طرح ہوتی ہے

فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ آپ کے ذمے بات پہنچا دینا ہے۔

(رعد: ۴۰)

"جو نہ مانے گا میں اس کا حساب اس سے لوں گا۔"

اس کی تائید قرآن سے اس طرح ہوتی ہے۔

وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ نہ ماننے والوں سے حساب لینا ہمارے ذمے ہے۔

(رعد: ۴۰)

۳۔ یہ وہ برکت ہے جس سے مردِ خدا موسیٰ نے اپنی وفات سے پیشتر بنی اسرائیل

marfat.com
Marfat.com

کوہ ٔ فاران سے جلوہ گر ہوا۔ اس نے کہا خداوند سینا سے آیا۔ اور سعیر سے ان پر طلوع ہوا۔ وہ کوہِ فاران سے جلوہ گر ہوا۔ اور دس ہزار قدسیوں میں آیا۔ اس کے داہنے ہاتھ سے شعلہ زن آتش پھوٹ نکلی۔ اس کے قہر نے اقوام کو تباہ کر دیا۔" (استثناء ۳۳: ۱،۲)

خداوند سینا سے آیا۔ اس سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی کا نازل ہونا ہے۔ سعیر سے طلوع ہونے سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی کا نزول ہے اور کوہِ فاران سے جلوہ گر ہونے سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی کا نزول ہے۔ دس ہزار قدسیوں میں فتح مکہ کے اس منظر کی طرف اشارہ ہے۔ جب دس ہزار صحابہ کرام علیہم الرضوان کا لشکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھا شعلہ زن آتش سے مراد شریعت ہے۔ اور اس کے قہر نے اقوام کو تباہ کر دیا سے مراد جنگ اور جہاد کے ذریعے دشمنوں کو مغلوب کرنا ہے۔

یاد رہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کبھی جنگ اور جہاد نہیں کیا۔ لہٰذا تورات کی یہ پیشین گوئی صاف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فٹ بیٹھتی ہے۔ اس سے ملتی جلتی آیت قرآن میں اس طرح موجود ہے۔

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ (التین: ۱ تا ۲)

مجھے قسم ہے انجیر اور زیتون کی (وہ جنگل جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عبادت کی) اور مجھے قسم ہے طورِ سینا کی (یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی چلہ گاہ تھی) اور مجھے قسم اس

marfat.com
Marfat.com

زبور میں بشارت

امین شہر کی (یعنی مکہ شریف)

زبور نمبر ۴۴ کے الفاظ یہ ہیں عشقیہ غزل

"میرا دل ایک نفیس مضمون سے لبریز ہے۔ میں بادشاہ کے لئے اپنی غزل سناتا ہوں۔ میری زبان ماہر کاتب کا قلم ہے تو بنی نوع انسان سے بڑھ کر خوش اندام ہے تیرے لبوں میں لطافت انڈیلی ہوئی ہے۔ اس لیئے خدا نے ہمیشہ کے لیئے تجھے مبارک ٹھہرایا ہے۔ اے جلیل القدر! تو اپنی تلوار کو یعنی اپنے جلال و جمال کو اپنی ران سے باندھ حقیقت اور صداقت کی خاطر اقبال مندی سے سوار ہو۔ اور تیرا دست راست تجھے عجیب کام دکھائے تیرے تیر تیز ہیں۔ قومیں تیرے ماتحت ہوتی ہیں۔ بادشاہ کے دشمن ہمت ہارتے ہیں۔ اے خدا تیرا تخت ابد الآباد تک قائم ہے۔ تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے تو صداقت سے محبت اور شرارت سے نفرت رکھتا ہے۔ اس لیئے خدا تیرے خدا نے شادمانی کے تیل سے تجھ کو تیرے ہم دستوں کی نسبت زیادہ مسح کیا۔ تیرے لباس مُر اور عود اور تج سے زیادہ خوشبودار ہیں۔ عاج کے ایوانوں سے تار دار سازوں کی آواز تجھے خوشی دلاتی ہے۔ شاہوں کی بیٹیاں تیرا استقبال کرتی ہیں۔ بلکہ تیرے داہنے ہاتھ اوفیر کے سونے سے مزین کھڑی ہے۔ اے بیٹی! اُسن غور کر کے کان لگا۔ اپنی قوم اور اپنے باپ کا گھر بھول جا۔ اور بادشاہ تیرے حسن کا مشتاق ہوگا۔ وہی تیرا خداوند ہے تو اس کی مطیع ہو۔ اور صور کے باشندے ہدیہ لے کر آتے ہیں۔ قوم کے دولت مند تیرے کرم کے خواہاں ہیں۔ شہزادی سراپا حسن افروز داخل ہوتی ہے۔ اس کا لباس

marfat.com

Marfat.com

زر بفت کا ہے۔ وہ منقش لباس سے بادشاہ کے حضور لائی جاتی ہے۔ اس کے پیچھے اس کی کنواری خواصیں تیرے سامنے حاضر کی جاتی ہیں۔ وہ خوشی اور شادمانی سے پہنچائی جاتی ہیں۔ وہ شاہی محل میں داخل ہوتی ہیں۔ تیرے بیٹے تیرے آباء کے جانشین ہوں گے۔ تو اُن کو تمام روئے زمین پر سردار مقرر کرے گا۔ میں تیرے نام کی یاد پشت در پشت قائم رکھوں گا۔ اس لئے اُمتیں ابدالآباد تک تیری تعریف کریں گی۔" (زبور نغمہ نمبر ۴۴)

زبور کی اس طویل غزل پر ذرا غور کیجئے۔ یہ دراصل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نعت ہے جسے بائبل کے مترجم نے غزل کہہ دیا ہے۔

"تو بنی نوع انسان سے بڑھ کر خوش اندام ہے" یہ انا سید ولد آدم کا ترجمہ ہے۔ "تلوار کو ران سے باندھنا" یہ جہاد بالسیف کی صراحت ہے۔

"قومیں تیرے ماتحت ہوتی ہیں" یہ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا کا ترجمہ ہے۔ "دشمن ہمت ہارتے ہیں" یہ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ کا ترجمہ ہے۔

"تیرا تخت ابدالآباد تک قائم ہے" یہ خاتم النبیین کا ترجمہ ہے۔ "تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے" یہ مدینہ شریف میں سلطنت کی بنیاد رکھنے کی بات ہو رہی ہے۔ "تو صداقت سے محبت اور شرارت سے نفرت کرتا ہے" یہ صادق اور امین کا ترجمہ ہے۔ "خدا نے شادمانی کے تیل سے تجھ کو تیرے ہم دستوں سے زیادہ مسح کیا ہے" یہ کَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا کا ترجمہ ہے۔ "لباس سے مُر اور عود کی خوشبو کا آنا" اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لباس اور پسینہ کی خوشبو مراد ہے جو مسلمانوں میں مشہور عام ہے۔

ملاحظہ ہو۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۶، مسلم ص ۲۵۶/۲)

marfat.com

Marfat.com

شہزادی کے شاہی محل میں داخل ہونے سے سیدہ شہر بانو کی طرف اشارہ ہے جو شاہِ ایران کی بیٹی تھیں اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے انہیں سیدنا امام حسین کے عقد میں دیا تھا "تیرے بیٹے آبا کے جانشین ہوں گے۔ تو اُن کو روئے زمین پر سردار مقرر کرے گا۔ اِس سے مُراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل کے افراد کا دُنیا کے مختلف ممالک میں حکمران بننا ہے جس پر پوری تاریخ گواہ ہے۔ "تیرے نام کی تعریف پُشت در پُشت قائم رکھوں گا۔" اس میں اِنَّا اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ کی طرف اشارہ ہے "اُمتیں ابدالآباد تک تیری تعریف کریں گی"۔ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذاتی نام مُحَمَّد کا ترجمہ صاف موجود ہے اور آپؐ کے آخری نبی ہونے کی تصریح ہے۔

(بائبل کے مترجمین کی عادت ہے کہ وہ نام کا بھی ترجمہ کر دیتے ہیں)

فقیر راقم الحروف نے زبور کی اِس پوری غزل کا مفہوم اردو نعت میں منتقل کر دیا ہے ملاحظہ فرمائیں۔ (اِس میں "اظہار الحق" کی توضیحات شامل ہیں)

نعتِ رسُول صلی اللہ علیہ وسلم

ہر اک حسین سے بڑھ کر حُسن وجمال تیرا
ہر اک نبی نے مانا فضل وکمال تیرا

تیری کمر سے لٹکی تیغ بہادری ہے
رحمت بھرا ہے پیارے طیش وجلال تیرا

حق کے لیئے نکل کر تیرا سوار ہونا
لایا عجب کرشمے دستِ کمال تیرا

ہرقل، نجاشی، منذر، زیرِ نگین تیرے
اے تیز تیروں والے دبنا محال تیرا

marfat.com

Marfat.com

حق آگیا ہے باطل جڑ سے اُکھاڑ ڈالا ۔۔۔ لہرا رہا ہے جھنڈا اب لازوال تیرا
صدق و صفا کے داعی اعلیٰ خصال والے ۔۔۔ باتیں تیری معطر عنبری خیال تیرا
تج مُر سے بھی زیادہ مہکے لباس تیرا ۔۔۔ خوشبو پسینہ دیتا ہے بے مثال تیرا
شہزادیاں ہیں تیرے شاہی محل کی رونق ۔۔۔ شاہِ ایران کی بیٹی اہل و عیال تیرا
تیرے کرم کو ترسیں جاہ و جلال والے ۔۔۔ شاہ و گدا پہ شاہا عطیہ بحال تیرا
یمن و حجاز و ہند میں سُلطان تیرے بیٹے ۔۔۔ آخر زماں میں مہدی بھی فرد آل تیرا
تجھ پر درُود ہوں گے ہوں گے سلام دائم ۔۔۔ آذاں پڑھے گا تیری سرا کٹ بلال تیرا

نعت نبی فروزی نغمہ زبور کا ہے
خالی کبھی نہ لوٹے دست سوال تیرا

(زلوالنزبر ۴۴)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ کُلَّمَا ذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَکُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ

انجیل میں بشارت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں

" میں باپ سے درخواست کروں گا اور وہ تمہیں دوسرا وکیل بخشے گا کہ ابد الآباد تک تمہارے ساتھ رہے ۔

(یوحنا ۱۴ : ۱۳)

اس آیت میں وکیل سے مُراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں ۔ ۱۸۹۰ء کے ترجمے اور دُوسرے قدیم ترجموں میں وکیل کی جگہ فارقلیط کا لفظ موجود ہے ۔ آج کل کے ترجموں میں وکیل ، شفیع اور مددگار کے الفاظ موجود ہیں ۔ فارقلیط ایک نام ہے ۔ اور نام کا ترجمہ کرنا بالکل بے تکی بات ہے جس سے مترجم کی نیت کی

marfat.com
Marfat.com

خرابی کھُل کر سامنے آجاتی ہے پھر فارقلیط کا ترجمہ کہیں وکیل کہیں شفیع اور کہیں مددگار کرنا بھی تعجب انگیز ہے۔ آج ہماری آنکھوں کے سامنے انجیل کے ترجموں کا جو حشر ہو رہا ہے اس سے دو ہزار سالہ شق کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

مذکورہ بالا آیت میں " ابد الآباد تک ساتھ رہے گا" سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آخری نبی ہونے کی صراحت موجود ہے۔

۲۔ مگر جب وہ وکیل آئے گا جسے میں تمہارے لیئے باپ کی طرف سے بھیجوں گا یعنی روح الحق جو باپ کی طرف سے منبثق ہے تو وہ میری گواہی دے گا۔ (یوحنا ۱۵ : ۲۶)

میری گواہی دینے سے مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ کی طرف اشارہ ہے۔

۳۔ لیکن میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ تمہارے لیئے میرا جانا ہی فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ وکیل تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر میں جاؤں تو میں اُسے تمہارے پاس بھیج دوں گا۔ اور جب وہ آئے گا تو دُنیا کو گناہ اور صداقت اور عدالت کے بارے تقصیر وار ٹھہرائے گا۔

(یوحنا ۱۶ : ۷، ۸)

۴۔ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سُنے گا وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبر دے گا۔ وہ میری بزرگی بیان کرے گا۔ (یوحنا ۱۶ : ۱۳، ۱۴)

ان آیتوں میں " وہ اپنی طرف سے کچھ نہ کہے گا لیکن جو کچھ سُنے گا وہی کہے گا" یہ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ کا صاف ترجمہ ہے

marfat.com

Marfat.com

آئندہ کی خبر دینے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غیب کی خبریں دینا مراد ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بے دریغ غیب کی خبریں دی ہیں جن سے قرآن وحدیث لبریز ہیں قرآن شریف میں ہے۔

ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ؕ (آل عمران: ۴۴)
اے نبی یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم آپ کی طرف وحی کر رہے ہیں۔

دوسری جگہ فرمایا

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ۚ یہ نبی غیب بتانے میں بخل نہیں کرتا۔

(التکویر: ۲۴)

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم میں ایک جگہ پر کھڑے ہو گئے اور ہمیں دنیا کے آغاز سے لے کر جنتیوں کے جنت میں جانے اور دوزخیوں کے دوزخ میں جانے تک کے بارے میں سب کچھ بتا دیا۔ جس نے اسے یاد رکھا سو یاد رکھا۔ اور جس نے بھلا دیا سو بھلا دیا۔

(بخاری : ۱/ ۴۵۳)

ایک اور حدیث میں ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سورج ڈھلنے کے بعد تشریف لائے اور منبر پر کھڑے ہو گئے اور قیامت کا ذکر فرمایا اور پھر فرمایا قیامت سے پہلے بڑے بڑے واقعات ہوں گے پھر فرمایا جو آدمی کسی چیز کے بارے میں سوال کرنا چاہے کر سکتا ہے۔ اللہ

marfat.com

Marfat.com

کی قسم تم جس چیز کے بارے میں بھی سوال کرو گے میں یہاں کھڑے کھڑے جواب دوں گا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ یہ دعویٰ سن کر زار و قطار رونے لگے۔ اُدھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہی فرمائے جا رہے تھے کہ مجھ سے پوچھ لو۔ ایک آدمی نے کھڑے ہو کر پوچھا میرا ٹھکانہ کہاں ہو گا؟ ارشاد فرمایا جہنم میں حضرت عبداللہ نے پوچھا میرے باپ کا کیا نام ہے؟ آپ نے فرمایا حذافہ" پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پوچھ لو۔ پوچھ لو۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ گھٹنوں کے بل کھڑے ہو گئے اور عرض کیا۔ ہم اللہ کے رب ہونے پر راضی ہیں اسلام کے دین ہونے پر راضی ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہیں۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش ہو گئے۔

(بخاری ۱۰۸۳/۲)

ایک اور حدیث میں ہے

حضرت ابو زید فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی اور منبر پر تشریف فرما ہوئے اور خطبہ دیا حتیٰ کہ ظہر کا وقت آ گیا پھر ظہر پڑھ کر تقریر شروع کر دی حتیٰ کہ عصر کا وقت آ گیا۔ عصر پڑھ کر پھر خطاب فرمایا حتیٰ کہ مغرب ہو گئی۔ بس ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے سب کچھ بتا دیا۔ آج ہم میں سب سے زیادہ علم اسی کے پاس ہے جس نے اس خطبے کا زیادہ سے زیادہ حصہ یاد رکھا۔ (مسلم ۲، ۳۹۰/۲)

ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر پر کھڑے

marfat.com

Marfat.com

ہو کر اعلان کر دیا کہ آج قیامت تک کے بارے میں جو چاہو پوچھ لو۔ اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ

اللہ اپنے منتخب رسولوں کے سوا کسی کو غیب پر ظاہر نہیں کرتا۔

(آلِ عمران: ۱۷۹)، (خازن: ۱/۲۸۱)

اس کے علاوہ قیامت کی علامات، جنت، دوزخ، فرشتے وغیرہ کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبریں حد اور شمار سے باہر ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غیب دانی اور غیبی اطلاعات واخبار پر پوری اُمت کا اجماع و اتفاق ہے۔

جن دلائل سے غیب کی کلیت کی نفی کو وہم ہوتی ہے وہ یا تو علم ذاتی پر محمول ہیں یا عدم التفات پر محمول ہیں یا قرآنی نزول کے ذریعے تعلیمی تدراج کی وجہ سے عدم تکمیل پر محمول ہیں اور اگر کہیں خاموشی اختیار فرمائی ہے تو خاموشی عدم علم کا ثبوت نہیں ہوتی۔ لہٰذا انجیل کے یہ الفاظ کہ "وہ تمہیں آئندہ کی خبر دے گا" صاف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صادق آتے ہیں۔

انجیل کا اگلا جملہ یہ ہے "وہ میری بزرگی بیان کرے گا"۔ اس سے مُراد یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ سلام اللہ علیہا پر یہودیوں نے جو الزامات لگائے تھے۔ ان الزامات کا صحیح جواب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیں گے۔ چنانچہ قرآنِ کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ کی صفائی میں طویل بیانات موجود ہیں۔

marfat.com

Marfat.com

ایک پوری سورت قرآن شریف میں مریم کے نام سے موجود ہے۔ یہود نے
ان الزامات کا جواب عیسائی حضرات کبھی نہ دے سکے۔ قرآن نے وہ
تمام الزامات دھو ڈالے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بزرگی ثابت کردی۔

۵۔ یوحنا اصطباغی نے کہا
آسمان کی بادشاہی قریب آگئی ہے۔ (متی ۳ : ۲)

عیسائی کہتے ہیں کہ یہ پیش گوئی حضرت یحییٰ علیہ السلام (یوحنا) نے
مسیح کے حق میں کی تھی۔ ہم کہتے ہیں کہ خود حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی
انہی الفاظ کے ساتھ پیش گوئی فرمائی ہے۔ انجیل کے الفاظ یہ ہیں

"اس وقت یسوع نے منادی کرنا اور یہ کہنا شروع کیا کہ
آسمان کی بادشاہی نزدیک آگئی ہے"۔ (متی ۴ : ۱۷)

یہ منادی تو حضرت یحییٰ علیہ السلام نے نہیں کی۔ بلکہ اس میں صاف
یسوع کا لفظ موجود ہے۔ بتائیے یسوع کس کے حق میں منادی کر رہے ہیں۔
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آج تک ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے سوا کوئی نبی نہیں آیا جس کے حق میں یسوع (حضرت عیسیٰ
علیہ السلام) کی یہ منادی تسلیم کی جاسکے اور آسمان کی مذکورہ بادشاہی منسوب کی
جاسکے۔

۶۔ یوحنا کی شہادت یہ ہے کہ جب یہودیوں نے یروشلم سے کاہن اور
لاوی اس کے پاس یہ پوچھنے کو بھیجے کہ تو کون ہے۔ تو اس نے اقرار کیا
اور انکار نہ کیا۔ بلکہ اقرار کیا کہ میں تو المسیح نہیں ہوں۔ تب انہوں نے اس سے

marfat.com
Marfat.com

پُوچھا۔ پھر کیا تو ایلیاس ہے؟ اس نے کہا میں نہیں ہوں۔ کیا تو النبی ہے؟
اُس نے جواب دیا کہ نہیں۔ (یوحنا باب ۱ آیت ۱۹-۲۱)

یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ یوحنا (حضرت یحییٰ علیہ السلام) حضرت مسیح علیہ السلام کے ہم عصر اور ان کے خالہ زاد بھائی ہیں۔ مذکورہ بالا آیت میں حضرت یحییٰ علیہ السلام پر تین سوال ہیں۔

۱۔ کیا تو مسیح ہے؟ ۲۔ کیا تو ایلیاس ہے؟ ۳۔ کیا تو النبی ہے؟

ان سوالات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں لوگوں کو مسیح کے علاوہ بھی کسی کا انتظار تھا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے تینوں سوالوں کا جواب نفی میں دیا۔

مسیح اور ایلیاس کی شخصیات تو کسی نہ کسی طرح معلوم و متعین ہیں لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ "النبی" سے کون مراد ہے؟

باقی اردو تراجم میں "النبی" کی جگہ "وہ نبی" کا لفظ ہے۔ انگریزی ترجمہ میں "The Prophet" کا لفظ موجود ہے۔ نام لیئے بغیر اسے النبی اور وہ نبی کہنے سے ظاہر ہو رہا ہے کہ اس زمانے میں النبی یا وہ نبی سے مراد ہر کوئی سمجھتا تھا۔ اور ہر کوئی النبی کے لیئے چشم براہ تھا۔ مسیح کے زمانے میں مسیح کے آجانے اور اعلانِ نبوت کر دینے کے بعد کسی اور کا انتظار! کیا معنی؟

ادھر قرآن کو پڑھیئے۔ دوسرے انبیاء علیہم السلام کے لیئے قرآن میں نبی اور رسول کے الفاظ موجود ہیں مگر النبی کا لفظ صرف نبی کریم حضرت

marfat.com
Marfat.com

سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیئے ہی استعمال کیا گیا ہے۔
مثلاً

یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ ۔ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ۔ وغیرہ، لہٰذا انجیل میں "النّبی" یا وہ نبی سے مُراد ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں۔

۷۔ انجیل برنباس میں ہے

Muhammad is his blessed name.

محمد اس کا خُداداد نام ہے۔

(انجیل برنباس باب: ۹۷)

مَیں اُس کے جوتے کے تسمے کھولنے کے قابل بھی نہیں ہوں۔ مَیں نے خُدا سے اس بات کی دُعا کی ہے کہ مَیں اسے دیکھ سکوں۔

(انجیل برنباس ۹۷ : ۱)

اس نے کہا خُدا کی بادشاہی ایسی ہے جیسے کوئی آدمی زمین میں بیج ڈالے اور رات کو سوئے اور دن کو اُٹھے اور بیج اُگے اور بڑھے اور وہ جانے بھی نہ کہ یہ کیسے ہوتا ہے۔ زمین خُود بخُود پھل لاتی ہے۔ پہلے پتّی پھر بال میں پُورے دانے۔
اور جب پھل پک جاتا ہے تو وہ فوراً درانتی لگاتا ہے کیونکہ کاٹنے کا وقت آپہنچا۔

(مرقس کی انجیل ۴ : ۲۶ - ۲۹)

marfat.com
Marfat.com

انجیل کی ان آیات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی بنیاد رکھنے سے لے کر صحابہ کرام علیہم الرضوان کی کثیر التعداد جماعت کے مرتبۂ کمال کو پہنچ کر دنیا کے کونے کونے کو فیضیاب کرنے کا بیان ہے۔ اس بات کو کھیت اور فصل کی مثال دے کر سمجھایا گیا ہے۔ قرآنِ پاک میں اس کی تصدیق اس آیت سے ہوتی ہے۔

ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْإِنْجِيْلِ	صحابہ کرام کی یہی مثال تورات اور انجیل میں بھی ہے
كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْأَهٗ فَاٰزَرَهٗ	وہ مثال ایک کھیتی کی سی ہے جس نے باریک کونپل
فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ	نکالی پھر اسے قوت دی اور وہ موٹی ہو گئی پھر وہ
يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ	اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہو گئی۔ کاشتکار کو بہت اچھی
(الفتح: ۲۹)	لگتی ہے تاکہ ان کی وجہ سے کفار کے دل جل جائیں۔

انجیل کی آیات کو بھی بار بار پڑھیے اور قرآن کی آیت بھی بار بار دیکھیے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ماننے والوں کی تعداد کا شروع شروع میں کم ہونا اور پھر آہستہ آہستہ بڑھتے جانا حتیٰ کہ حجۃ الوداع کے موقع پر سوا لاکھ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا عظیم الشان اجتماع جس سے واقعی کفار کے دل دہل جائیں۔ یہ سب کچھ ان آیات میں بیان ہوا ہے۔

مختلف انبیاء علیہم السلام میں سے کسی نے زندگی بھر صرف ایک شخص کو مسلمان کیا کسی نے دو کو کسی نے بارہ کو اور کسی نے اسّی کو لیکن یہ صرف اور صرف ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کارنامہ ہے کہ فوج در فوج افراد کو راہِ ہدایت پر گامزن کر دیا اور لاکھوں قدسیوں کو اپنی نگاہِ کرم سے فیضیاب کر دیا۔

marfat.com
Marfat.com

خالق اپنی مخلوق سے، کاریگر اپنی صنعت سے اور اُستاد اپنے شاگرد سے پہچانا جاتا ہے۔ نبیِٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی کثیر تعداد اور ان کا زہد وتقویٰ و اخلاص ہمارے نبیِٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی افضلیت کا کھلا ثبوت ہے۔

بائبل میں لکھا ہے کہ "وہ ہزاروں قدسیوں میں آیا"۔

(استثناء ۳۳ : ۲)

اور قرآن میں ہے کہ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللّٰهِ أَفْوَاجاً۔ "تُو نے دیکھا کہ لوگ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہو رہے ہیں" یہ اعزاز نبیِٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پہلے کسی نبی کو حاصل نہیں ہُوا۔

دُوسری آیت :

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ	یقیناً تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نُور اور واضح کتاب آگئی۔

(مائدہ : ۱۵)

اِس آیت میں نُور سے مُراد نبیِٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں اس سے پچھلے جُملے میں قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا کے الفاظ ہیں جن میں صاف نبیِٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر ہے۔ تفسیر خازن اور تفسیر جلالین اور تفسیر مدارک وغیرہ میں لکھا ہے کہ نُور سے مُراد نبیِٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔

خُود نبیِٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے میرے نُور کو پیدا کیا (مواہب لدنیہ ص ۹)

marfat.com

Marfat.com

اور فرمایا میں اللہ کے نور سے ہوں اور تمام مخلوق میرے نور سے ہے۔

(نور ظلم ص۳ از حماد بن امام اعظم ابو حنیفہ)

نیز حدیث شریف میں ہے کہ

اِنِّیْ لَسْتُ کَمِثْلِکُمْ اِنِّیْ اَبِیْتُ یُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَیَسْقِیْنِیْ

میں تمہاری طرح کا نہیں ہوں میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔

(بخاری ص ۱۰۸۴/۲)

نیز فرمایا

اَیُّکُمْ مِثْلِیْ اِنِّیْ اَبِیْتُ یُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَیَسْقِیْنِیْ

تم میں سے کون مجھ جیسا ہے۔ میرا رب مجھے کھلاتا بھی ہے اور پلاتا بھی ہے۔

(بخاری ص ۲۶۴/۱، مسلم ص ۳۵۲/۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشریت نص قطعی سے ثابت ہے۔ اس کا انکار کفر ہے مگر اس کے ساتھ آپ کی نورانیت بھی دلائل سے ثابت ہے ایک اعلیٰ وصف کے ہوتے ہوئے عامیانہ وصف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یاد کرنا بے ادبی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا

جس طرح ایک دوسرے کو بلاتے ہو اس طرح رسول کو مت بلاؤ۔

(النور: ۶۳)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشریت کے معلوم ہونے کے باوجود آپ کو نور ہی کہنا زیب دیتا ہے۔ اسی میں ادب ہے خصوصاً جب کہ آپ

marfat.com

Marfat.com

کی نورانیت قوی دلائل سے ثابت ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اول الخلق ہونا

حدیث پاک میں ہے کہ اللہ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا کیا۔

(مواہب ص ۹/۱)

ایک اور حدیث میں ہے کہ

كُنْتُ نَبِيًّا وَّ اٰدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ۔ (ترمذی ص ۲۰۱/۲)

میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم ابھی روح اور جسم کے درمیان تھے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ میں اس وقت بھی اللہ کے ہاں خاتم النبیین لکھا ہوا تھا جب کہ آدم مٹی میں گوندھے جا رہے تھے۔

(مشکوٰۃ ص ۵۱۳)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاندانی وجاہت

حدیث شریف میں ہے کہ

بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُوْنِ بَنِيْ اٰدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتّٰى كُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِيْ كُنْتُ مِنْهُ

میں بنی آدم کے بہترین لوگوں سے زمانہ در زمانہ منتقل ہوتا چلا آیا حتیٰ کہ میں اپنے اس زمانے میں ظاہر ہوا۔

(بخاری ص ۵۰۳/۱، مشکوٰۃ ص ۵۱۱)

ایک اور حدیث میں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اسمٰعیل کی اولاد میں سے کنانہ کو اور کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھ کو چن لیا۔

(مسلم ص ۲۴۵/۲، مشکوٰۃ ص ۵۱۱)

marfat.com

Marfat.com

اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سارا نسب پاک اور طاہر ہے۔ یہ سب اللہ کے پسندیدہ اور اس کے چنے ہوئے لوگ تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین کا ایمان بھی اس سے صاف ثابت ہو رہا ہے۔

میلادالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ آیت کہ "اللہ کی طرف سے تمہارے پاس نور آگیا اور کتاب آگئی" اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کا ذکر ہے۔ مسلمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد شریف کی خوشی ہمیشہ سے مناتے چلے آئے ہیں۔ یہ اللہ کی نعمت کا شکر ہے اور اس کے فضل پر فرحت شادمانی کا اظہار ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا — کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت پر خوشیاں مناؤ۔

(یونس: ۵۸)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کا سب سے بڑا فضل اور اس کی سراپا رحمت بلکہ رحمۃ للعلمین ہیں۔ لہٰذا آپ کی تشریف آوری پر خوشی منانا بدرجہ اولیٰ ثابت ہوا۔ ایک اور آیت میں فرمایا

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ — اور اپنے رب کی نعمت کو بیان کر

(الضحیٰ: ۱۱)

marfat.com

Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہیں لہٰذا اس نعمت کو بیان کرنا بھی دوسری نعمتوں سے بڑھ کر ثابت ہوا۔

خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر سوموار کو روزہ رکھتے تھے۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ آپ ہر سوموار کو روزہ کیوں رکھتے ہیں۔ فرمایا اس دن میں پیدا ہوا تھا اور اس دن مجھ پر قرآن اتارا گیا۔ (مسلم صفحہ ۳۶۸ جلد ۱)

صحیح بخاری میں ہے کہ ابولہب کے مرنے کے بعد اس کے گھر کے ایک فرد (حضرت عباس رضی اللہ عنہ) نے خواب میں دیکھا۔ آپ نے اس سے اس کا حال پوچھا۔ اس نے کہا کہ حال برا ہے۔ صرف اس انگلی میں سے پینے کا پانی مل جاتا ہے جس سے اشارہ کر کے میں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں اپنی کنیز ثویبہ کو آزاد کیا۔

(بخاری صفحہ ۷۶۴ جلد ۲)

ترمذی شریف میں ایک باب موجود ہے جس کا نام "بَابُ مَاجَاءَ فِي مِيلَادِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" ہے۔

میلاد شریف کے موقع پر نعت، درود، محافل کا انعقاد، جلوس نکالنا اور رسالت کے نعرے بلند کرنا سب جائز ہے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو لوگوں نے آپ کا زبردست استقبال کیا۔ حدیث شریف میں ہے

فَصَعِدَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ فَوْقَ الْبُيُوتِ وَتَفَرَّقَ الْغِلْمَانُ

مرد اور عورتیں مکانوں کی چھتوں پر چڑھ گئے۔ نوجوان اور غلام راستوں میں پھیل گئے

marfat.com

Marfat.com

وَالْخَدَمُ فِی الطُّرُقِ یُنَادُوْنَ یَا مُحَمَّدُ سب نعرے لگاتے تھے یا محمد یا رسول اللہ
یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یَا مُحَمَّدُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یا محمد یا رسول اللہ۔

(مسلم ص ۲۱۹/۲)

میلاد کے موضوع پر علامہ ابن جوزی نے المیلاد النبوی علامہ جلال الدین سیوطی نے حسن المقصد فی عمل المولد۔ ملا علی قاری نے المورد الروی فی میلاد النبوی نواب صدیق حسن خان بھوپالی نے الشمامۃ العنبریہ فی مولد خیر البریہ نام کی مستقل کتابیں لکھی ہیں۔

ویسے بھی ایک سچے غلام اور اُمتی کے لیئے ضروری ہے کہ اسکے دل میں اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والہانہ محبت موجزن ہو سچا عاشق میلاد منانے کے لیئے مزید کسی دلیل کا محتاج نہیں ہوتا مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ جو کسی چیز سے محبت کرتا ہے اسی کی یاد میں رہتا ہے۔

تیسری آیت :

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا اے نبی ہم نے آپ کو شاہد بھیجا ہے اور وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا اور اللہ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا۔ کی طرف اسکے اذن سے دعوت دینے والا اور چمکتا ہوا سورج بنا کر بھیجا ہے۔

(احزاب : ۴۵، ۴۶)

اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شاہد قرار دیا گیا ہے۔ قرآنی لغت کی دنیا بھر میں سب سے اچھی کتاب مفردات الفاظ القرآن نے اسمیں لکھا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

اَلشُّهُوْدُ وَالشَّهَادَةُ الْحُضُوْرُ مَعَ الْمُشَاهَدَةِ اِمَّا بِالْبَصَرِ اَوْ بِالْبَصِیْرَۃِ۔ (مفردات ص۲۶۷) یعنی شہود اور شہادت حاضر ہونے اور مشاہدہ کرنے کو کہتے ہیں خواہ نظر سے ہو یا بصیرت سے۔

حدیث شریف میں ہے کہ اللہ نے میرے لیئے زمین سکیڑ دی اور میں نے اسکے مشرق و مغرب سب دیکھ لیئے۔ (مسلم، مشکوٰۃ ص۵۱۲)

ایک اور حدیث میں ہے کہ قبر میں ہر مرنے والے پر یہ سوال ہوتا ہے کہ مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ ھٰذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ یعنی تو اس مرد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کیا کہتا تھا۔ (بخاری ص۱۷۸)

"اس مرد" کے لفظ سے ظاہر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت سامنے موجود ہوتے ہیں۔

اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر انور میں زندہ تشریف رکھتے ہیں۔ پوری دنیا آپ کے سامنے اس طرح سمٹی ہوئی ہے جیسے ہاتھ کی ہتھیلی اور آپ جہاں چاہیں تشریف لے جاسکتے ہیں اور ایک وقت میں کئی مقامات پر بھی تشریف لے جاسکتے ہیں۔

اس حقیقت پر حاضر و ناظر کا اطلاق جائز ہے۔ حاظر و ناظر کا لفظ قرآن حدیث میں کسی جگہ بھی اللہ تعالیٰ کے لیئے استعمال نہیں ہوا۔ اور نہ ہی یہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کوئی نام ہے۔

marfat.com

Marfat.com

چوتھی آیت:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۝

(توبہ: ۱۲۸)

یقیناً تمہارے پاس ایک شان والا رسول آ گیا جو تم ہی میں سے ہے۔ تمہاری مشقت اس پر گراں گزرتی ہے۔ تمہاری بہتری کا بہت ہی خواہشمند ہے اور مومنوں پر رؤف اور رحیم ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انسانیت کا کتنا درد اور احساس ہے وہ اس آیت سے بخوبی ظاہر ہے اور اُمت کے لیے تو آپ اس سے بھی بڑھ کر مہربان اور رحیم ہیں۔ جب آقا کو اپنے غلاموں کا اس قدر احساس ہے تو پھر غلاموں کو حق نمک و غلامی ادا کرنے کے لیے کیا کچھ کرنا چاہیے اس کا اندازہ خود لگایا جا سکتا ہے۔

اس آیت میں اللہ کے دو نام رؤف اور رحیم نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حق میں استعمال ہوئے ہیں۔ یہ آیت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفعتِ شان کا واضح ثبوت ہے۔

پانچویں آیت:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

اے نبی ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔

(انبیا: ۱۰۷)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے قرآن میں آنے مبعوث ہونے اور بھیجے جانے کے الفاظ بار بار استعمال ہوئے ہیں۔ اس میں آپ صلی اللہ علیہ

marfat.com

Marfat.com

وآلہ وسلم کی تشریف آوری کی اہمیت اور ولادت باسعادت پر اظہار مسرت کا واضح اشارہ موجود ہے۔

تمام جہانوں کی طرف تشریف لانے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی عالمگیریت ظاہر ہے اور تاقیامت آپ ہی کی رسالت کا اجراء ثابت ہے۔

رحمت کے لفظ سے آپ کی رحمدلی اور بندہ نوازی عیاں ہے رحمت ہی کے لفظ سے ظاہر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج بھی زندہ ہیں ورنہ کسی پر رحمت کرنا ممکن نہ ہوگا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالات سے مکمل طور پر باخبر ہیں ورنہ بے خبری میں رحمت نہ ہوسکے گی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ قدرت حاصل ہے کہ کسی کی مشکل کو حل کرسکیں ورنہ قدرت نہ ہونے کی صورت میں رحمت بے معنی ہوکر رہ جائے گی۔ (افادہ سیدنا احمد سعید کاظمی قدس سرہٗ)

چھٹی آیت:

لَآ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِھٰذَا الْبَلَدِ

کیا میں اس شہر (مکہ) کی قسم نہ کھاؤں جبکہ تو بھی اسی شہر میں موجود ہو؟

(البلد: ۱، ۲)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے ساتھ لاڈ کی انتہا کردی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجودِ مسعود کی وجہ سے مکہ شریف کو قسم کھائے جانے کے قابل ٹھہرایا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جس چیز کی بھی نسبت ہوجائے وہ متبرک ہوجاتی ہے۔ پوری امت کا اس پر اجماع اور اتفاق ہے کہ

marfat.com
Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک کی خاک عرش سے افضل ہے اس لیے کہ اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ نسبت حاصل ہے جو عرش بریں کو حاصل نہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی قمیض مبارک اپنے والد ماجد سیدنا یعقوب علیہ السلام کے پاس بھیجی جو نابینا ہو چکے تھے۔ وہ قمیض جب آپ کی آنکھوں پر لگائی گئی تو آپ کی بینائی درست ہو گئی۔ یہ واقعہ قرآن شریف کی سورہ یوسف میں مذکور ہے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑے بال مبارک، تھوک مبارک، وضو کا پانی، آپ کا خون مبارک اور بول مبارک تبرک کے طور پر استعمال کیئے۔ یہ سب باتیں بخاری مسلم اور کتب سیرت میں موجود ہیں۔

ساتویں آیت:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ (انفال:۳۳)

اللہ کو یہ گوارا نہیں کہ انہیں عذاب دے جب کہ تو ان میں موجود ہو۔

پہلی امتوں پر گناہوں کی وجہ سے دنیا میں ہی عذاب نازل ہو جاتا تھا ان کی بستیاں الٹ جانا اور چہرے مسخ ہو جانا قرآن میں بیان ہوا ہے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے آئندہ کے لیئے یہ عذاب روک دیا گیا۔

آٹھویں آیت:

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ

وہی اللہ ہے جس نے امیوں میں انہی میں سے رسول بھیجا جو ان پر اسکی آیات پڑھتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْہِمْ وَیُعَلِّمُہُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔ | اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور یہ لوگ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

(الجمعہ: ۲)

اس آیت میں چار امور کا ذکر کیا گیا ہے۔ ۱۔ آیات کی تلاوت کرنا۔ ۲۔ پاک کرنا (تزکیہ)۔ ۳۔ کتاب کی تعلیم دینا۔ ۴۔ حکمت کی تعلیم دینا۔

تلاوت سے مُراد قراءۃِ قرآن ہے۔ تزکیہ سے مُراد نگاہ اور توجہ کے ذریعے پاک کرنا ہے۔ کتاب کی تعلیم سے مُراد قرآن کے معانی و معارف کا بیان ہے جو حدیث کے ذریعے بیان ہوئے۔ حکمت سے مُراد قول اور عمل میں پایۂ کمال کو پہنچانا اور حقائق الاشیاء کی معرفت دے کر فارغ التحصیل کرنا ہے۔

حجیّتِ حدیث

کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو اضافی الفاظ استعمال فرمائے انہیں حدیث کہا جاتا ہے۔ حدیث کے بغیر قرآن شریف کو سمجھنا محال اور کھلی گمراہی ہے بلکہ قرآن کا قرآن ہونا ہی حدیث شریف کے بیان پر موقوف ہے جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نہ فرمائیں کہ "یہ قرآن ہے" قرآن کی شناخت ممکن نہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے

وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْہِمْ | ہم نے قرآن آپ پر اس لیئے نازل کیا کہ آپ لوگوں پر اسکی وضاحت کریں جو کچھ ان کی طرف نازل کیا گیا ہے۔

(النحل: ۴۴)

marfat.com

Marfat.com

جن الفاظ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن کی یہ وضاحت فرمائی انہیں حدیث کہا جاتا ہے۔ دوسری جگہ فرمایا

اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ — اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔ (النساء: ۵۹)

رسول کی اطاعت حدیث کو ماننے بغیر ممکن نہیں ہے ایک اور جگہ فرمایا

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ — تمہارے لیے رسول اللہ کی زندگی میں عملی نمونہ موجود ہے۔ (احزاب: ۲۱)

اس عملی نمونہ کو سنت کہا جاتا ہے اس کے بغیر قرآن فہمی ناممکن ہے۔

ایک اور جگہ فرمایا

اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ — اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا۔

(آل عمران: ۳۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع ہی اتباع سنت ہے اور اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے اور اس کا محبوب بننے کا ذریعہ ہے ایک اور جگہ فرمایا

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا — نہیں! تیرے رب کی قسم یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے اختلافات میں آپ کا ہر فیصلہ نہ مان لیں پھر اپنے دلوں میں آپ کے فیصلے پر ذرا برابر تنگی محسوس نہ کریں اور اسطرح مان لیں جسطرح ماننے کا حق ہے۔

(النساء: ۶۵)

marfat.com
Marfat.com

اگر کوئی حدیث کا منکر اس آیت پر دیانت سے غور کرے گا تو وہ اپنی نام نہاد تحقیقات سے حدیث کے انکار پر مجبور ہو لے کے باوجود احتیاطاً حدیث کی حجیت کا قائل ہو جائے گا۔ اس لیے کہ حکم رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مقابلے میں دل کا معمولی کھٹکا اور حرج بھی ایمان کو سلب کر دیتا ہے۔

قرآن کے ایک ایک لفظ کے کئی کئی معنی ہیں کس جگہ پر کونسا معنی مراد ہے اس بات کا حتمی فیصلہ صرف اور صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی دے سکتے ہیں۔

حدیث کا انکار کرنے سے قرآن میں اپنی من مانی کا راستہ ملتا ہے یہ گمراہی کی بنیاد اور فساد کی جڑ ہے۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس بات کا اعلان کر رکھا تھا کہ جو شخص تم لوگوں سے قرآن پڑھ کر بحث کرے تم اسے حدیث کے ذریعے پکڑو۔

یُجَادِلُوْنَکُمْ بِالْقُرْاٰنِ فَخُذُوْھُمْ بِالسُّنَنِ (الشعا ص ۱۱/۲) یہ لوگ تم سے قرآن کے ذریعے بحث کرتے ہیں تم انہیں سنت کے ذریعے جکڑو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیمات قیامت تک کے لیے باقی ہیں لہٰذا حدیث شریف پر عمل قیامت تک جاری رہے گا۔ یہ عمل صرف صحابہ کرام علیہم الرضوان تک محدود نہیں۔ اسی لیے کتاب و حکمت کی تعلیم والی مذکورہ آیت کے فوراً بعد فرمایا

وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ اور ان کے بعد والے لوگ بھی جو ابھی آن نہیں ملے
(الجمعہ : ۳)

marfat.com

Marfat.com

معلوم ہوا کہ جب تک اسلام باقی ہے اُس وقت تک حدیث کی حجیت قائم ہے اور ضرورت باقی ہے۔

ایک دلچسپ سوال

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۚ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۚ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ۚ

بلاشبہ قرآن کو جمع کرنا اور اسے پڑھانا ہمارے ذمے ہے جب ہماری طرف سے پڑھا جا رہا ہو تو آپ غور سے سنتے رہیں پھر اس کے معانی کا بیان کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔

(القیامت: ۱۷ تا ۱۹)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کے معانی بیان کرنے کی ذمہ داری اٹھائی ہے۔ سوال یہ ہے کہ قرآنی معانی اور مفہوم کے وہ ذخائر کہاں محفوظ ہیں جو اللہ نے خود بیان فرمائے ہوں؟

ماننا پڑے گا کہ ذخیرۂ احادیث ہی قرآن کے معانی و مفاہیم کا حقیقی حامل ہے۔ کتاب و حکمت کی تعلیم سے یہی مراد ہے۔

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

نویں آیت:

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ

جو کچھ تمہیں رسول دے اسے لو اور جس چیز سے منع کرے اس سے باز رہو۔

(الحشر: ۷)

یہ آیت بھی حجیت حدیث پر زبردست دلیل ہے جو کچھ ہمیں رسول اللہ

marfat.com

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیا اِس سے مُراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام اَوامر ہیں اور جس چیز سے منع کیا اِس سے مُراد تمام نواہی ہیں۔ ایمان کی مختصر ترین تعریف یہی ہے کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر حکم کو ماننا"۔

احکامِ شرعیہ شریعت کے احکام دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جن کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا۔ اور ایک وہ جن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا۔ جن کا حکم دیا اُن میں سے کچھ فرض ہیں کچھ واجب کچھ سُنّتِ موکدہ، کچھ سُنّتِ غیر موکدہ۔ جن سے منع فرمایا ان میں سے کچھ حرام ہیں، کچھ مکروہِ تحریمی، کچھ مکروہِ تنزیہی اور کچھ خلافِ اولیٰ۔ جن کے بارے میں خاموشی اختیار فرمائی وہ مباح ہیں۔

فرض وہ ہے جو ایسی دلیل سے ثابت ہو جس کا ثبوت اور دلالت قطعی ہوں اور اِس میں عمل کا سخت مطالبہ کیا گیا ہو مثلاً نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ۔ حج وغیرہ۔ اِس کا اُلٹ حرام ہے۔

واجب وہ ہے جو کسی ایسی دلیل سے ثابت ہو جس کے ثبوت یا دلالت میں سے ایک ظنی ہو اور اِس پر عمل کا سخت مطالبہ کیا گیا ہو مثلاً وِتر، قربانی۔ فِطرانہ وغیرہ اِس کا اُلٹ مکروہ تحریمی ہے۔

سُنّتِ موکدہ وہ ہے جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اکثر کیا ہو یا اسکے کرنے کی تاکید فرمائی مثلاً آذان، اقامت اور مُٹھی بھر داڑھی وغیرہ اسکا الٹ اساءت ہے۔

سُنّتِ غیر موکدہ وہ ہے جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اکثر چھوڑا ہو اور کبھی کبھی کیا ہو یا اسکی تاکید نہ کی ہو مثلاً عشاء اور عصر کی چار سُنّتیں۔ اِس کا

marfat.com

Marfat.com

الٹ مکروہ تنزیہی ہے۔

مستحب وہ ہے جو ایسی دلیل سے ثابت ہو جس میں عمل کا سخت مطالبہ نہ کیا گیا ہو یا وہ حدیث ضعیف سے ثابت ہو یا وہ علماء امت کے عمل سے ثابت ہو یا وہ سنت زائدہ ہو۔ (لا فرق بین النفل وسنن الزوائد من حیث الحکم) (شامی ص۸۲ ج۱) مثلاً مسافر کے لیے روزہ رکھنا،

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک سن کر انگوٹھے چومنا محافل میلاد کا انعقاد۔ گیارہویں، سوئم، چالیسواں، عرس منانا۔

کھانے پینے کے آداب یعنی داہنے ہاتھ سے کھانا۔ اپنے سامنے سے کھانا۔ ایک گھٹنا کھڑا کر کے کھانا یا التحیات کی طرح یا اکڑوں بیٹھ کر کھانا۔ کھانا کھا کر انگلیاں چاٹنا۔ اول وآخر ہاتھ دھونا اور پانی تین سانس میں پینا۔ سر کے بال۔ لباس۔ عمامہ وغیرہ۔ اس کا الٹ خلاف اولیٰ ہے۔

مباح وہ ہے جس کا شریعت میں حکم نہ ہو نہ اس سے منع کیا گیا ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے خاموشی اختیار کی اس کی معافی ہے۔

مثلاً سردی گرمی کے لباس، مختلف نظام ہائے حکومت، پکی مسجد بنوانا، قرآن چھاپہ خانہ پر چھپوانا، لاؤڈ سپیکر کا استعمال وغیرہ۔

دسویں آیت:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى (میرا نبی) اپنی خواہش سے نہیں بولتا۔

marfat.com
Marfat.com

اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی۔ یہ جو کچھ بولتا ہے وہ اس پر بھیجی گئی وحی ہوتی ہے۔

(النجم: ۳، ۴)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گفتگو یا تو قرآن ہے (وحی متلو) یا حدیث ہے۔(وحی غیر متلو)۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں میں جو کچھ کہوں لکھ لیا کرو۔ اللہ کی قسم اس منہ سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا۔ (ابوداؤد ص ۱۰۶/۲)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلام نہایت جامع ہے۔ فرمایا

بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ مجھے جامع کلام عطا ہوا ہے۔

(بخاری، مسلم، مشکوٰۃ ص ۵۱۲)

جامع کلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام مبارک کے چند نمونے مندرجہ ذیل ہیں مگر ان کے لکھنے سے پہلے ہم اہل عقل و دانش کو ان میں غور کرنے کی دعوت دیتے ہیں اور دنیا کے عقلاء و فصحاء کے کلام سے موازنہ کرنے کا چیلنج دیتے ہیں۔ دل کی آنکھوں سے پڑھو اگر سینے میں دل ہے۔

۱۔ اِنَّ مِنَ الْعِلْمِ جَھْلًا بعض علوم بھی عین جہالت ہیں۔

۲۔ اَلْغِنٰی غِنَی النَّفْسِ غنی وہ ہے جس کا دل غنی ہو۔

۳۔ اَلْاِقْتِصَادُ فِی النَّفَقَۃِ نِصْفُ الْمَعِیْشَۃِ۔ میانہ روی آدھی معیشت ہے۔

۴۔ اِنَّ الْوَلَدَ مَبْخَلَۃٌ مَجْبَنَۃٌ اولاد بخل اور بزدلی کا سبب بنتی ہے۔

۵۔ اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنَ الْیَدِ السُّفْلٰی اوپر والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے۔

۶۔ اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ قیامت کے دن ظلم ظلمات ہوگا۔

۷۔ اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ وَالْاِثْمُ مَا حَاکَ نیکی اچھا اخلاق ہے اور برائی وہ ہے

marfat.com

Marfat.com

فِی صَدرِکَ وَکَرِھتَ اَن یَطَّلِعَ عَلَیهِ النَّاسُ — جو تیرے سینے میں چھپے اور تو اسے لوگوں سے چھپانا چاہے۔

۸۔ لَاحَلِیمَ اِلَّا ذُوعَثرَۃٍ وَلَاحَکِیمَ اِلَّا ذُوتَجرُبَۃٍ — حلیم وہی ہو سکتا ہے جسے ٹھوکریں لگی ہوں اور حکیم وہی ہو سکتا ہے جس کے پاس تجربہ ہو۔

۹۔ لَاعَقلَ کَالتَّدبِیرِ — تدبیر جیسی کوئی عقل نہیں۔

۱۰۔ اَلتَّوَدُّدُ اِلَی النَّاسِ نِصفُ العَقلِ — لوگوں سے محبت آدھی عقل ہے۔

۱۱۔ لَیسَ الخَبَرُ کَالمُعَایِنَۃِ — سنی اور دیکھی میں فرق ہے۔

۱۲۔ اَنزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَھُم — لوگوں سے حسب مرتبہ پیش آؤ۔

۱۳۔ اِنَّ مِنَ البَیَانِ لَسِحرًا — بعض بیانات میں جادو ہے۔

۱۴۔ اَلعَجلَۃُ مِنَ الشَّیطٰنِ — جلدی شیطان کراتا ہے۔

۱۵۔ اَلوَحدَۃُ خَیرٌ مِن جَلِیسِ السُّوءِ — بُرے ساتھی سے تنہائی بہتر ہے۔

۱۶۔ مَن صَمَتَ نَجَا — جو چپ رہا نجات پا گیا۔

۱۷۔ اَلصِّدقُ طُمَانِیَۃٌ وَالکِذبُ رِیبَۃٌ — سچ اطمینان ہے اور جھوٹ شک ہے۔

۱۸۔ اَصدَقُ الرُّؤیَا بِالاَسحَارِ — سب سے سچے خواب سحر کے وقت آتے ہیں۔

۱۹۔ اَلرِّزقُ یَطلُبُ المَرءَ کَمَا یَطلُبُہٗ اَجَلُہٗ — رزق آدمی کو موت کی طرح تلاش کرتا ہے۔

۲۰۔ اِیَّاکَ وَاللَّوَ فَاِنَّ اللَّو تَفتَحُ عَمَلَ الشَّیطٰنِ — کاش کہہ کر مت پچھتاؤ، کاش کے لفظ سے شیطانی عمل کا دروازہ کھلتا ہے۔

۲۱۔ اُزھُد فِی الدُّنیَا یُحِبُّکَ اللّٰہُ — دنیا سے بے نیاز ہو جاؤ اللہ تم سے

marfat.com

Marfat.com

اُزْهُدْ فِیْمَا عِنْدَ النَّاسِ یُحِبُّكَ النَّاسُ ۔

محبت کریگا جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے بے پرواہ ہو جاؤ لوگ تمہیں چاہنے لگیں گے ۔

یہ احادیث مختلف کتب سے چُنی گئی ہیں اور سب کی سب مشکوٰۃ میں موجود ہیں ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جب دو کاموں میں سے ایک کام کا اختیار ملتا تو آپ آسان کام کو اختیار فرماتے بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہو

(شمائل ترمذی ص۲۵)

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اپنے شاگرد حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ دانشمند کون ہے؟ انہوں نے کہا دانشمند وہ ہے جو اچھائی اور برائی میں تمیز کر سکے ۔

آپ نے فرمایا اتنی بات تو جانوروں کو بھی معلوم ہے۔ جب کوئی کُتے کو تنگ کرتا ہے تو وہ اُسے کاٹتا ہے اور جو اُسے روٹی کھلائے وہ اس سے مانوس ہو جاتا ہے۔ دانش مند تو وہ ہے جو دو اچھائیوں میں سے بڑی اچھائی کو اور دو برائیوں میں سے مصلحتاً چھوٹی برائی کو ترجیح دے سکے ۔

(تذکرۃ الاولیاء ص۲)

یہاں سے علم ترجیحات کی نورانی شعاعیں پھوٹ رہی ہیں اور اس کے مکمل دھارے متعین ہو رہے ہیں

marfat.com

Marfat.com

علمِ ترجیحات

انسان دین و دُنیا کے تمام معاملات میں ترجیحات قائم کیئے بغیر ایک قدم بھی نہیں چل سکتا۔ وہ ایک قدم بھی اُٹھاتا ہے تو کسی ترجیح کی بنا پر اُٹھاتا ہے اور اگر رُکتا ہے تو کسی ترجیح کی بنا پر رُکتا ہے۔ یہ ایک مُستقل علم ہے جسے آج تک مدوّن نہیں کیا گیا۔ ذیل کی سطوّر میں اِس علم کی باقاعدہ بنیاد رکھی جارہی ہے اور یہ سب شہنشاہِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بانٹی ہوئی خیرات ہے۔

ذاتی مُعاملات میں ترجیحات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان لنفسك علیك حق تیری جان کا بھی تجھ پر حق ہے لہٰذا کثرتِ مجاہدہ اور اپنی صحت کی حفاظت میں حسبِ ضرورت ترجیحات جاننا ضروری ہے۔ روزمرہ کے معاملات مثلاً طعام، آرام، کام اور دوستوں سے مُلاقات میں ترجیحات معلوم ہوں کہ کس وقت کون سا کام صحیح ہے۔ اِنسان کی کمزوری ہے کہ اپنے سامنے والی چیز کو دُور والی چیز پر ترجیح دیتا ہے اور اپنی ذاتی بات خواہ کتنی ہی فضول ہو اُسے دُوسروں کی قیمتی بات پہ ترجیح دیتا ہے۔ یہ غلط ترجیح ہے اِسے اخلاق سیکھ کر درُست کیا جائے۔

مُعاشرتی مُعاملات میں ترجیحات اِس کا تعلق مخلوق کے حقوق، اِنسانوں کے حقوق، مسلمانوں کے حقُوق۔ دوستوں اور رشتہ داروں کے حقوق اور ماں باپ، میاں بیوی۔

marfat.com

Marfat.com

اولاد، مہمان، پڑوسی وغیرہ کے حقوق سے ہے۔ ان میں ترجیحات کا جاننا ضروری ہے۔ عام مخلوق پر انسان کو، عام انسان پر مسلمان کو، عام مسلمان پر رشتہ دار کو اور عام رشتہ دار پر قریبی رشتہ دار کو ترجیح دی جائے۔ فرد اور معاشرے کے مفاد میں ترجیح، ذاتی اور دوسروں کے مفاد میں ترجیح جاننا ضروری ہے اور یہ کہ کس صورتحال میں مختلف افراد سے کس قسم کا معاملہ کرنا ہے۔ مثلاً کسی کی اولاد کے سامنے اس کی پردہ پوشی اور اس کے والدین کے سامنے اس کی غلطی پر اسے صاف صاف ٹوک دینا راجح ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انزلوا الناس منازلھم لوگوں سے اُن کے مرتبے کے مطابق پیش آؤ۔ (مشکوٰۃ ص۴۲۴)

دینی معاملات میں ترجیحات اس کا تعلق اختلافی معاملات یعنی اصولی و فروعی اختلاف میں ترجیح۔ علم حدیث میں سند وصحت کے لحاظ سے ترجیحات۔ فقہی واجتہادی مسائل میں ترجیحات، حرام اور حلال میں ترجیح۔ خاموشی اور کلام میں ترجیح۔ زکوٰۃ اور عفو کی تقسیم میں ترجیحات۔ امر و نہی میں ترجیحات (جن کا جاننا ایک مبلغ کے لئے نہایت ضروری ہے۔) اور تقسیم میراث وغیرہ میں ترجیحات سے ہے۔

مسائل طریقت میں ترجیحات اس کا تعلق "سارا جگ بھس سوہنا میرے ماہیے تول نھلے نھلے" یعنی دین اور دنیا میں ترجیحات، عقل اور نقل میں ترجیحات یا سائنس اور مذہب میں ترجیحات اور کشف والہام میں ترجیحات (تاکہ کشف صحیح اور باطل میں امتیاز معلوم ہو اور قابل عمل ہونے نہ ہونے کا پتہ چلے)

marfat.com

Marfat.com

سے ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ وہم پر ظن کو، اور ظن پر قطعیت کو ترجیح حاصل ہے۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دَعْ مَا یُرِیْبُکَ اِلٰی مَا لَا یُرِیْبُکَ۔ شک سے بالاتر کو شکوک پر ترجیح دو۔ (مشکوٰۃ ۲۴۲)

عمومی معاملات میں ترجیحات اس کا تعلق اِن چیزوں سے ہے گھریلو کاموں میں ترجیحات یعنی کونسا کام زیادہ اہم اور پہلے کرنے کے قابل ہے معاشی ترجیحات مثلاً گھر میں آٹا اور سبزی دونوں موجود نہیں جبکہ رقم صرف ایک چیز کو خریدنے کی ہے تو یقیناً پہلے آٹا خریدا جائے گا۔
سرکاری اور قومی معاملات میں ترجیحات، یعنی بنیادی ضرورتوں کو سہولیات پر ترجیح دی جائے گی۔ جنگی تدابیر میں ترجیحات۔
تعلیم حاصل کرنے کیلئے تعلیم کے مختلف شعبوں میں سے کسی ایک کو اپنی ضرورت اور طبیعت کے مطابق ترجیح دینا اور پیشہ کے انتخاب میں ترجیحات، کونسا کام کس شخص کی ذمہ داری ہے کسی قوم کی ترقی میں اس ترجیح کا بہت بڑا دخل ہے مثلاً عورت سے حکومت کرانا، مرد سے روٹیاں پکوانا، مفتی سے کتابت کرانا غلط ترجیحات ہیں۔ لِکُلِّ فَنٍّ رِجَالٌ (ہر کام کے ماہرین ہوتے ہیں)۔ کون سا کام کس وقت مناسب ہے اس میں ترجیح دینا مثلاً میدانِ جہاد میں مجاہد سے گھریلو مشورے مانگنا۔ یا ایک مریض مر رہا ہو جبکہ دوسرا مریض طبیب سے صرف مشورہ مانگ رہا ہو تو یہ غلط ترجیحات ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس کا تعلق تدبیر اور حکمتِ عملی سے ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لَا عَقْلَ کَالتَّدْبِیْرِ تدبیر جیسی کوئی عقل نہیں۔ (مشکوٰۃ: ۴۳۰)

طبی معاملات میں ترجیحات اس کا تعلق مرض کی تشخیص میں ترجیحات اور دوا کی

marfat.com
Marfat.com

کے انتخاب میں ترجیحات سے ہے۔ مثلاً نبض اگر منخفض اور سُست ہے تو مرض بلغمی ہے اور اگر نبض مشرف اور سریع ہے تو مرض سوداوی ہے یا علاج کرتے وقت صفرا کو خارج کرنے کے لیئے ریوند عصارہ پر سقمونیا کو ترجیح دینا۔ یا بلغم اگر پتلی ہو تو اطریفل و معاجین کا استعمال اور اگر متعفن ہو جائے تو شربت صدر کو ترجیح دینا۔ یا متعدد علامات پر پوری اُترنے والی ایک ہی دوا کا انتخاب۔ اس کا تعلق تجربے اور مہارت سے ہے۔

نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا لاحکیم الا ذو تجربة حکیم وہی ہے جس کے پاس تجربہ ہو۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۴۲۹) نیز فرمایا لکل داءٍ دواءٌ، کوئی مرض لاعلاج نہیں۔ (مسلم۔ مشکوٰۃ صفحہ ۳۸۷) نیز فرمایا اللہ نے ایسی کوئی بیماری نہیں بھیجی جس کا علاج نہ بھیجا ہو۔ (بخاری صفحہ ۸۴۸/۲)

اِن تمام معاملات میں نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی احادیث راہنمائی کر رہی ہیں۔ اور ہر حدیث اپنی تصریح اور عبارت کے لحاظ سے دلالت کناں ہے۔

اللہ اللہ حضورؐ کی باتیں — عین ربِ غفور کی باتیں
چند لفظوں میں بند سمندر ہیں — میرے آقا حضورؐ کی باتیں

اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى

سیاسیات، معاشیات، سائنس وغیرہ تمام علوم میں سب سے زیادہ ماہر وہ ہے جو سب سے زیادہ ترجیحات کو جانتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

گیارھویں آیت:

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (اے نبی) بلاشبہ آپ عظیم اخلاق والے ہیں (القلم: ۴)

خُلق باطنی اوصاف کو کہتے ہیں جبکہ خَلق (خ پر زبر کے ساتھ) ظاہری شکل و صورت کو کہتے ہیں۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خَلق اور خُلق دونوں کے لحاظ سے نیر اعظم ہیں بقول شیخ الاسلام علیہ الرحمۃ والرضوان

درخَلق و درخُلق تو ئی نیر اعظم لا تدرک اوصافک لم تدر کما ہی

ترجمہ: خَلق اور خُلق میں آپ ہی نیر اعظم (سب سے بڑا سورج) ہیں آپ کے اوصاف اور کمالات کا ادراک اور احاطہ کرنا ناممکن ہے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے جب پوچھا گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کیسے تھے؟ تو آپ نے فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اخلاق قرآن تھا۔

ہمہ خُلق او شد کلامِ الہٰی دل و جاں فدائے ادائے محمد

اخلاقی ضابطہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ نیز فرمایا نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے اور برائی وہ ہے جو تمہارے سینے میں چبھے اور تو اسے لوگوں سے چھپانا چاہے (مشکوٰۃ ص ۴۲۱)

نیز فرمایا کہ انسان اچھے اخلاق کی وجہ سے روزہ رکھنے والے اور رات

marfat.com
Marfat.com

کو تہجد پڑھنے والے کے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ (ابوداود)

نیز فرمایا لوگوں میں سب سے زیادہ کامل ایمان اس کا ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں اور اپنے گھر والوں سے اچھا سلوک کرتا ہو۔

(ترمذی)

نیز فرمایا قیامت کے دن مومن کے میزان میں سب سے بھاری چیز اس کا اخلاق ہوگی اور اللہ تعالیٰ فحش اور بدخو شخص سے نفرت کرتا ہے۔

(ترمذی)

نیز فرمایا اللہ کا سب سے پسندیدہ شخص اور قیامت کو میرے نزدیک ترین بیٹھنے والا شخص وہی ہوگا جس کے اخلاق اچھے ہوں گے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں دس سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں رہا۔ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی اُف تک نہیں فرمایا۔ اور کبھی نہیں فرمایا کہ تم نے یہ کیوں کیا اور یہ کیوں نہیں کیا؟ (بخاری، مسلم) (خازن ص ۲۹۴/۴)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام کے ساتھ موقع کی مناسبت سے دُنیا آخرت اور کھانے پینے کی باتوں میں حصہ لیتے تھے۔ ادنیٰ سے ادنیٰ شخص کو بھی گفتگو میں اہمیت دیتے تھے کسی کو دل توڑنے کے انداز میں نہیں ٹوکتے تھے فحش بات نہ کرتے۔ بازاروں میں چلا کر بات نہ کرتے۔ بُرائی کا بدلہ بُرائی سے نہ دیتے بلکہ معاف فرما دیتے تھے اور اسے بھلا دیتے تھے۔ جہاد فی سبیل اللہ کے علاوہ کبھی کسی کو اپنے ہاتھ مبارک سے نہ مارتے نہ خادم

marfat.com

Marfat.com

کو اور نہ ازواج مطہرات کو۔ اپنی ذات کے لئے کبھی سے بدلہ نہ لیتے البتہ اللہ کی حرمت کے معاملے میں سب سے زیادہ جلال فرماتے۔ جب دونوں کاموں میں سے کسی ایک کا اختیار ملتا تو آپ آسان چیز کو اختیار فرماتے۔ بشرطیکہ وہ آسان چیز گناہ نہ ہو۔ کبھی کوئی چیز مانگنے پر انکار نہ فرماتے۔ سب سے زیادہ سخی تھے۔ کبھی کسی چیز کو دوسرے دن کے لئے ذخیرہ نہ کرتے تھے۔

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سائل آیا۔ آپ کے پاس اسے دینے کے لئے فی الوقت کچھ نہ تھا۔ آپ نے فرمایا میرے نام پر قرض لے لو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنی تکلیف اٹھانے کی آپ کو کیا ضرورت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کو ناپسند فرمایا۔ ایک انصاری نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ بے دریغ خرچ کریں۔ عرش کا مالک کبھی کمی نہیں آنے دے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت خوش ہوئے اور فرمایا مجھے ایسی ہی سخاوت کا حکم ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہدیہ قبول فرماتے اور اس کا بدلہ بھی دیتے تھے۔ یہ سب احادیث شمائل ترمذی کے باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں درج ہیں۔

اخلاق روحانیت کا نچوڑ ہے

اخلاق اور ادب ہی دراصل روحانیت اور طریقت کی جان ہے اور اخلاق کا

marfat.com

Marfat.com

ایک باریک اور زبردست پہلو یہ ہے کہ سالک فنا کے بعد بقاء کی طرف لوٹ کر ایک طرف مخلوقِ خدا کی اصلاح میں مصروف رہے اور دوسری طرف اللہ کریم جل شانہٗ سے ایک لمحہ بھی غافل نہ ہو۔

ریاکاری، تکبر اور حسد، خوف، غصہ اور بغض بہت بڑی روحانی اور اخلاقی بیماریاں ہیں۔ اخلاق کے موضوع پر لکھی جانیوالی کتابوں میں ان کے لمبے چوڑے علاج درج ہیں۔

طریقت والوں کے لیئے ریاء، تکبر اور خوف کا علاج فنائیت ہے اور حسد، غصہ اور بغض کا علاج رضا ہے۔

اسلام کا معاشرتی ضابطہ

معاشرے کی بنیادی اکائی ایک فرد ہے۔ افراد کے باہم ملنے سے معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔ اسلام معاشرے کی باضابطہ بنیاد رکھنے کے لیئے باقاعدہ نکاح کا قانون فراہم کرتا ہے جس میں میاں اور بیوی ایک دوسرے کو قبول کرتے ہیں اس سے غیر ذمہ دارانہ حرکات کی دو ٹوک نفی ہو جاتی ہے اور انسان اپنی انسانی شان و شوکت کے ساتھ جانوروں اور حیوانوں سے ممتاز ہو جاتا ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے

فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ — اپنی پسند سے دو تین چار خواتین تک کے ساتھ نکاح کرو۔

(النسآء : ۳)

marfat.com

Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

اَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ
میں عورتوں سے نکاح کرتا ہوں جس نے میری سنت کو چھوڑا وہ مجھ سے نہیں۔

(متفق علیہ مشکوٰۃ ص۲۶۷)

پھر اس نکاح کو چوری چھپے کرنا بھی جائز نہیں۔ بلکہ اس کا اعلان کرنے کا حکم ہے۔ (مشکوٰۃ ص۲۷۱)

یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے کہ اسلام میں حقوق کا مطالبہ کرنے کا کوئی تصور نہیں بلکہ اپنا اپنا فرض ادا کرنے کا ہر کسی کو حکم ہے۔ جب ہر کوئی اپنا فرض ادا کرتا رہے گا تو ایک کا فرض ہی دوسرے کا حق ہے حقوق خود بخود ادا ہوتے رہیں گے۔ اس ذہن کے ساتھ حقوق و فرائض کی تفصیل ملاحظہ کیجئے۔

میاں بیوی کے حقوق و فرائض

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ۱۔ بیوی کا حق شوہر پر یہ ہے کہ شوہر جب خود کھائے تو اسے بھی کھلائے۔ جب خود پہنے تو اسے بھی پہنائے، اُسے منہ پر نہ مارے، اس کے ساتھ بدزبانی نہ کرے اور نہ اُسے گھر سے نکالے۔

(احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ مشکوٰۃ ص۲۸۱)

۲۔ مومنوں میں سے کامل ایمان اُس کا ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں۔ اور وہ اپنے گھر والوں سے لطف و کرم سے پیش آتا ہو۔

(ترمذی مشکوٰۃ ص۲۸۲)

marfat.com
Marfat.com

۳۔ کوئی مومن مرد، مومن عورت (اپنی بیوی) سے بغض نہ رکھے اگر اُس کی کوئی عادت اِسے ناپسند ہے تو اس کی کوئی دُوسری عادت اِسے پسند بھی ہوگی۔ (مُسلم، مشکوٰۃ صفحہ ۲۸۰)

۴۔ جو عورت اِس حالت میں مری کہ اُس کا شوہر اس پر راضی تھا وہ جنت میں گئی۔ (ترمذی، مشکوٰۃ ص ۲۸۱)

۵۔ مرد کا عورت پر اتنا زیادہ حق ہے کہ اگر میں کسی انسان کو سجدے کا حکم دیتا تو بیوی کو حکم دیتا کہ وہ شوہر کو سجدہ کرے۔

(ابوداؤد، احمد، مشکوٰۃ ص ۲۸۱)

۶۔ اگر شوہر حکم دے کہ سفید پہاڑ کو کالا بنا دو اور کالے کو سفید بنا دو (مطلب یہ ہے کہ مشکل کام کا حکم دے) تو عورت اس پر عمل کرے۔

(احمد، مشکوٰۃ ص ۲۸۳)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا	مرد افسر ہیں عورتوں پر اس لیے کہ اللہ نے
فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ	ان میں سے ایک کو دوسرے پر خود فضیلت دی ہے
وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ۚ فَا	اور اس لیے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کیے ہیں
الصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ	نیک بخت وہ عورتیں ہیں جو ادب والی ہیں اور
بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ۚ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ	اللہ کے حکم کے مطابق شوہر کی غیر موجودگی میں حفاظت
نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ	رکھتی ہیں جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہو
فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ	تو انہیں سمجھاؤ۔ اور ان سے الگ سوؤ اور انہیں مارو

marfat.com

Marfat.com

اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ط
پھر اگر وہ تمہارے حکم میں آجائیں تو ان پر زیادتی کرنے کے راستے مت نکالو۔

(النسآء : ۳۴)

اس آیت شریفہ میں میاں بیوی کا گھریلو سسٹم اور اس کی مکمل فلاسفی بیان کر دی گئی ہے۔ بیوی کی نافرمانی کی صورت میں سب سے پہلے اُسے سمجھایا جائے اور نرمی سے نصیحت کی جائے۔ اور وہ نہ ملنے تو اس سے الگ سویا جائے۔ اگر وہ پھر بھی نہ مانے تو شوہر ادبی کارروائی کے طور پر اُسے مار سکتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے عورتوں کو مارنے سے منع فرمایا مگر عورتیں بگڑنے لگیں تو مارنے کی اجازت دے دی۔

(ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ دارمی مشکوٰۃ ص ۲۸۲)

مذکورہ بالا آیت میں تو اور بھی وضاحت کے ساتھ اجازت نازل ہو گئی۔ بہتر اور افضل یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی کی غلطیوں پر صبر و تحمل سے کام لے اور اُسے نہ مارے اور اگر مارنے ہی کی ضرورت محسوس کرے تو ادب سکھانے کی غرض و غایت کو ملحوظ رکھے۔ ایسا جذباتی ہو کر نہ مارے کہ بیوی شکایت کرنے پر مجبور ہو جائے۔ (مرقاہ ص ۲۴۴) نیز منہ پہ نہ مارے (مشکوٰۃ ص ۲۸۱)

خاندانی منصوبہ بندی رزق کی کمی کے خوف سے خاندانی منصوبہ بندی کرنا بالکل ناجائز ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ط (بنی اسرائیل : ۳۰)

اور اپنی اولاد کو دولت کے ڈر سے قتل مت کرو۔

marfat.com

Marfat.com

اگر عورت کی صحت اور بچوں کی تربیت کے پیش نظر خاندانی منصوبہ بندی کی جائے تو یہ کراہت کے ساتھ جائز ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عزل کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم لوگ ایسا نہ کرو تو پھر کیا ہے؟ جسے اللہ نے پیدا کرنا ہے وہ پیدا ہو کر ہی رہے گا۔

(مسلم ص ۴۶۴/۱)

صحیح مسلم میں اسی مضمون کی بہت سی احادیث موجود ہیں اور بخاری ص ۷۸۴/۲ پر بھی ایسی ہی حدیث موجود ہے۔ اس حدیث کے انداز بیان میں کراہت اور ناپسندیدگی صاف جھلک رہی ہے۔ خاندانی منصوبہ بندی کو اسی پر قیاس کیا گیا ہے۔

لیکن یہ انفرادی اور ذاتی سطح پر بات ہو رہی ہے اس کے برعکس خاندانی منصوبہ بندی کی تبلیغ کرنا اور اس کے لیئے اشتہار بازی سخت ناجائز ہے اس لیئے کہ اس سے فحاشی پھیلتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (النور: ۱۹)	جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں میں فحاشی پھیلے ان کے لیئے دردناک عذاب ہے۔

اگر خدانخواستہ میاں بیوی کا نباہ کسی صورت میں نہ ہو سکے تو اسلام نے ایسی صورتحال سے چھٹکارے کے لیئے طلاق کی اجازت دی ہے۔ طلاق کوئی پسندیدہ چیز تو نہیں لیکن ناگزیر حالات میں معاشرت میں اصلاح کا یہ آخری حربہ نہایت حسن و خوبی سے مزین ہے۔

marfat.com

Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

اِنَّ اَبْغَضَ الْحَلَالِ اِلَی اللّٰہِ الطَّلَاقُ۔ حلال چیزوں میں اللہ کی سب سے ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔ (ابو داؤد: ۱/۲۹۶)

عوام کے لئے ایک آسان طریقہ یہ ہے کہ اگر کوئی طلاق دینا ہی چاہے تو فی الحال ایک رجعی طلاق دے تاکہ بصورتِ ضرورت اس سے رجوع ممکن ہو۔ تین حیض کے اندر اندر رجوع کر لیا تو ٹھیک، وہ دوبارہ میاں بیوی بن جائیں گے۔ نئے نکاح کی ضرورت نہیں اور اگر تین حیض گزر گئے تو یہی طلاق بائن ہو جائے گی۔ اب عورت چاہے تو آگے نکاح کرے اور اگر واپس اسی شوہر کے پاس آنا چاہے تو صرف نکاح کرنا پڑے گا حلالہ کی ضرورت نہیں۔

حاملہ کا معاملہ مختلف ہے۔ حاملہ کی عدت وضع حمل تک ہے۔ اگر عورت کو چھوٹی عمر یا بڑھاپے کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو تو اس کی عدت تین ماہ ہے۔ اور بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن ہے۔

اس کے برعکس ایک ہی مرتبہ دی گئی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اور اب ان سے رجوع یا دوبارہ صرف نکاح سے کام نہیں چل سکتا۔ مرد کی اس بے وقوفی کی سزا یہ ہے کہ اگر دوبارہ اسی عورت سے نکاح کرنا چاہے تو پہلے حلالہ ہو۔ حلالہ یہ ہے کہ عدت گزر جانے کے بعد عورت کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے۔ پھر وہ اس سے مباشرت کرے اور پھر اپنی مرضی سے طلاق دے۔

marfat.com

Marfat.com

ارشادِ باری تعالیٰ ہے

حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَہٗ — دوبارہ نکاح نہیں ہو سکتا جب تک

(البقرہ: ۲۳۰) — کسی دوسرے شوہر سے صحبت نہ کرے۔

حدیث شریف میں اس سے زیادہ واضح الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

حَتّٰی یَذُوْقَ عُسَیْلَتَھَا

(بخاری ص ۷۹۱/ج ۲، مسلم ص ۴۶۳/ج ۱)

بے وقوفی کر چکنے کے بعد پھر مختلف مذاہب کے لوگوں کے پاس جا جا کر گنجائش ڈھونڈتے رہنا بڑے شرم کی بات ہے۔ ایسے لوگ اکثر کہا کرتے ہیں کہ میں نے غصے میں طلاق دی تھی۔ مجھے پتہ نہیں چلا۔ مجھے ہوش نہیں رہا وغیرہ وغیرہ۔ لیکن یاد رکھیں یہ سب فضول بہانے ہیں۔ غصہ بذاتِ خود ایک برائی ہے اور طلاق عام طور پر غصے میں ہی دی جاتی ہے۔ لہٰذا غصے کا بہانہ کوئی فائدہ نہ دے گا۔ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں کہ جس نے تین طلاقیں دیں، طلاق تو ہو گئی مگر اس شخص نے اپنے رب کی نافرمانی کی۔

(مسلم ص ۴۷۶/ ۱)

حضرت عویمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں نافذ کر دیا یعنی تین طلاقیں ہو گئیں۔

(ابوداؤد ص ۳۰۶/ ۱)

اولاد کے حقوق

بچے کے پیدا ہوتے ہی اسکے کانوں میں اذان کہنا مستحب ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ، کے کان میں اذان پڑھی

(ابوداؤد ص ۳۴۰/ ۲)

marfat.com
Marfat.com

ماں باپ کی ذمہ داری ہے کہ بچے کا اچھا نام رکھیں۔ اسکی اچھی تربیت کریں اور جب وہ بالغ ہو جائے تو اس کی شادی کردیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

مَنْ وُّلِدَ لَهٗ وَلَدٌ فَلْيُحْسِنْ اِسْمَهٗ وَاَدِّبْهٗ فَاِذَا بَلَغَ فَلْيُزَوِّجْهُ۔ جس کا بچہ پیدا ہو تو وہ اس کا اچھا نام رکھے۔ اور اس کی تعلیم و تربیت کرے اور جب بالغ ہو جائے اسکی شادی کرے۔ (مشکوٰۃ ص۲۷۱)

نام وہی اچھا ہے جس میں اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام، صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ساتھ نسبت اور تعلق ظاہر ہو۔ غیر اسلامی، بے معنی اور لایعنی نام نہیں رکھنے چاہئیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبیح ناموں کو بدل دیا کرتے تھے۔ (مشکوٰۃ ص۴۰۸)

بچہ جب کچھ سیکھنے کے قابل ہو جائے تو اُسے کلمہ طیبہ، ایمان مجمل و مفصل اور نماز سکھائی جائے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

سات سال کے بچے کو نماز کا حکم دو۔ جب دس سال کا ہو جائے تو نماز نہ پڑھنے پر اُسے مارو۔ اور اس عمر میں انہیں الگ الگ بستروں پر سلاؤ۔ (مشکوٰۃ ص۵۸)

علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے (مشکوٰۃ ص۳۴، مسند امام اعظم ص۲۰)

جھوٹ، چوری، زنا، رشوت، شراب، قتل، ڈاکہ، خودکشی وغیرہ کا

marfat.com
Marfat.com

حرام ہونا ہر شخص کو معلوم ہونا چاہیئے اور نماز، روزہ حج۔ زکوٰۃ کی فرضیت کا ہر کسی کو علم ہونا چاہیئے۔ سینہ بسینہ ہر دور میں اتنا علم آگے منتقل ہوتا چلا آیا ہے۔ یہی دین کا تواتر ہے۔ اس لحاظ سے مسلمان سو فیصد شرح خواندگی حاصل کر سکتا ہے۔

ماں باپ کو چاہیئے کہ بچے کو کسی صحیح العقیدہ اور باعمل استاد کے پاس مسجد یا مدرسے میں بھیجا کریں۔ عیسائیوں، قادیانیوں اور بدمذہبوں کے سکولوں اور مدارس میں بچے کو ہرگز ہرگز نہ بھیجا جائے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے

قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا — اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آگ سے بچاؤ۔ (تحریم: ٦)

حضرت محمد بن سیرین علیہ الرحمہ سے روایت ہے

اِنَّ هٰذَا الْعِلْمَ دِيْنٌ فَانْظُرُوْا عَمَّنْ تَاْخُذُوْنَ دِيْنَكُمْ۔ — یہ علم دین ہے۔ خوب غور کر لو کہ اپنا دین کس سے حاصل کر رہے ہو۔

(رواہ مسلم، مشکوٰۃ ص۳۷)

بچے کو اچھا ماحول فراہم کیا جائے۔ اچھے دوستوں سے تعلقات رکھنے کا حکم دیا جائے۔ اور بری سنگت سے بچانے کی مکمل کوشش کی جائے۔ دوستی اور صحبت ہی انسان کو بناتی ہے اور یہی انسان کو بگاڑتی ہے۔ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا

اَلْمَرْءُ عَلٰى دِيْنِ خَلِيْلِهٖ فَلْيَنْظُرْ اَحَدُكُمْ مَنْ يُّخَالِلُ۔ — آدمی اپنے دوست کے مذہب پر ہوتا ہے دوستوں کے بارے میں غور کرنا چاہیئے۔

(احمد، ترمذی، ابوداؤد، بیہقی، مشکوٰۃ ص۴۲۶)

marfat.com

Marfat.com

یہ زندگی کے مختلف آداب ہیں جو والدین اپنے بچوں کو سکھائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

باپ کا اپنی اولاد کے لیئے بہترین تحفہ یہ ہے کہ اسے اچھے آداب سکھائے۔
(مشکوٰۃ ص۴۲۳)

نیز فرمایا جس نے تین یا دو یا ایک بھی بیٹی یا بہن کو پالا، اُسے ادب سکھایا اور اس پر رحم کیا حتٰی کہ اللہ کے کرم سے اس کی شادی ہوگئی اس شخص پر جنت واجب ہوگئی۔
(مشکوٰۃ ص۴۲۳)

اولاد کا تیسرا حق یہ ہے کہ جب بالغ ہو جائے تو باپ ان کا نکاح کر دے۔ مشکوٰۃ کے صفحہ نمبر ۲۷۱ پر اس مضمون کی دو حدیثیں موجود ہیں۔ گویا نکاح کرنا باپ کی ذمہ داری ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ بیوہ یا مطلقہ سے مشورہ لیا جلئے اور کنواری سے صرف اجازت لی جائے۔ خاموش ہو جانا ہی اس کی اجازت ہے۔
(متفق علیہ، مشکوٰۃ ص۲۷۰)

لہٰذا گھر والوں کے باہمی مشورے اور لڑکی لڑکے کی شریفانہ اجازت یا باحیا خاموشی کے ساتھ رشتہ طے کرنا ضروری ہے۔ لڑکے لڑکی کو خود چھپ لڑانے کی شریعت میں ہرگز اجازت نہیں۔ خود بخود شادیاں رچا لینے والے لڑکے لڑکیوں کو ہم نے زندگی بھر روتے اور نتائج سامنے آنے پر اپنے کیئے پر پچھتاتے دیکھا ہے۔ کنواری لڑکی کا اپنے لیئے خود شوہر تلاش کرنا بے حیائی پر ہی منتج ہوگا۔

marfat.com
Marfat.com

پھر بھی اگر کوئی خود نکاح کرے تو باقی شرائط کے ہوتے ہوئے نکاح کی حد تک اسے درست مان لیا جائے گا۔ ہدایہ اور کنز میں لکھا ہے کہ ایسا نکاح ہو جائے گا لیکن یہ ماں باپ کے حقوق، اسلامی عُرف، آداب اور شرم و حیا کے منافی ہونے کی بنا پر قابلِ تعزیر جُرم ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا

لَا نِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ وارث کے بغیر نکاح کرنے کا کوئی ثبوت نہیں

(احمد، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، دارمی، مشکوٰۃ ص ۲۷۰)

اور اگر لڑکی نے اپنے سے کم تر خاندان میں نکاح کر لیا جو اس کے خاندان والوں کے لیئے بے عزتی اور عار کا سبب ہو تو اسکے وارث یہ نکاح فسخ کرا سکتے ہیں۔ کنز کے الفاظ یہ ہیں

مَنْ نَكَحَتْ غَيْرَ كُفُوٍ فَرَّقَ الْوَلِيُّ۔ جس نے کمتر لوگوں میں نکاح کر لیا اس کا ولی تفریق کرا سکتا ہے۔

لڑکے لڑکی کا بھاگ جانا جسے آج کل کے مہذب الفاظ میں کورٹ میرج (court marriage) کہا جا رہا ہے۔ یہ اسلامی روایات اور اُمّت کے عملی تواتر کے سراسر منافی ہے۔ اس سے ماں باپ اور اہل خاندان کی ناک کٹ جاتی ہے اور یہ بات غیر کفوء کے طعنے سے کہیں زیادہ طعنہ بن جاتی ہے بلکہ بعض اوقات لڑکی کے خاندان والے لڑکی اور داماد دونوں کو قتل کر دیتے ہیں ایسی بھیانک صورتحال کے پیش نظر یہ حدیث شریف جوں کی توں سُنا دینے کو دل چاہتا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

اَیُّمَا امْرَأَۃٍ نُکِحَتْ نَفْسَهَا بِغَیْرِ اِذْنِ وَلِیِّهَا فَنِکَاحُهَا بَاطِلٌ فَنِکَاحُهَا بَاطِلٌ فَنِکَاحُهَا بَاطِلٌ۔

جس عورت نے بھی اپنے وارث کی اجازت کے بغیر نکاح کیا اس کا نکاح باطل ہے باطل ہے باطل ہے۔

(احمد، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، دارمی، مشکوٰۃ ص ۲۷۰)

(والنکاح ینعقد کما فی متون الاحناف والحدیث محمول علی نفی الکمال۔)

ماں باپ سے حسن سلوک

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا

اللہ کی عبادت کرو اور اس کا کسی کو شریک نہ بناؤ اور والدین سے احسان کا سلوک کرو

(النساء ۳۶)

دوسری جگہ فرمایا

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا

اور ہم نے انسان کو والدین کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کی ہے۔ (العنکبوت: ۸)

خاص طور پر جب والدین ضعیف ہو جائیں تو ان کے حقوق کی ادائیگی پر خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔ سورہ بنی اسرائیل میں فرمایا۔

تیرے رب نے فیصلہ دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کر۔ اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کر ان میں سے کوئی ایک یا دونوں اگر تیرے سامنے بوڑھے ہو جائیں تو انہیں اُف تک نہ کہو اور نہ انہیں جھڑکو اور ان سے

marfat.com

Marfat.com

کریمانہ بات کرو۔ اور ان پر اپنی رحمت کا سایہ کیے رکھو اور دُعا کرو کہ اے ہمارے رب ان دونوں پر رحم فرما جیسا کہ اُنہوں نے مجھے چھوٹا سا پالا ہے۔ (ترجمہ بنی اسرائیل ۲۴۔۲۳)

حدیث شریف میں ہے کہ ایک آدمی نے پوچھا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرے حسنِ سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ فرمایا تیری ماں، پھر تیری ماں پھر بھی تیری ماں پھر تیرا باپ پھر اگلے قرابت دار اور پھر اگلے قرابت دار (بخاری ص ۸۸۳/۲، مسلم ص ۳۱۲/۲، مشکوٰۃ ص ۴۱۸)

ایک اور حدیث میں ہے کہ رب کی رضا باپ کی رضا میں ہے اور رب کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے۔ (ترمذی، مشکوٰۃ ص ۴۱۹)

آج کل کا ایک اہم مسئلہ یہ ہے کسی شخص کی بیوی اور ماں یعنی (ساس بہو) کے درمیان جھگڑا رہتا ہو تو یہ شخص کیا کرے۔ اس کا ایک حل تو یہ ہے کہ بیوی اپنے شوہر کی مجبوری کا احساس کرے اور کوئی ایسی حرکت نہ کرے جس سے اس کا شوہر اپنی ماں کے قدموں سے دُور ہو کر اپنی جنت ضائع کر بیٹھے۔ اور اگر بہو بدخو ہے تو ساس ہی عفو و درگزر سے کام لے اور اپنے بیٹے کو درمیان میں نہ گھسیٹے۔

اس کا دُوسرا حل یہ ہے کہ مرد، اپنی بیوی اور ماں کے درمیان نہایت سمجھداری کا کردار ادا کرے۔ ان کے جھگڑوں سے گھبرائے نہیں بلکہ یہ سوچے کہ ایسا شروع سے ہوتا چلا آیا ہے۔ یہ ہر گھر کا مسئلہ ہے۔ نہایت ٹھنڈے دل سے دونوں طرف کا معاملہ سُلجھاتا رہے۔ بوکھلا کر کوئی غلط قدم نہ اُٹھائے۔

marfat.com

Marfat.com

انتہائی حالات میں اگر مرد کو ماں اور بیوی میں سے کسی ایک کو ترجیح دینا پڑے تو یاد رکھیں کہ ماں کا حق سب سے زیادہ ہے۔ ماں کی خدمت جہاد سے بہتر ہے۔ (بُخاری صـ ۸۸۲/۲)

صحیح بُخاری میں ایک باب موجود ہے جس کا نام ہے۔

لَا یُجَاھَدُ اِلَّا بِاِذْنِ الْوَالِدَیْنِ۔ یعنی ماں باپ کی اجازت کے بغیر جہاد نہ کیا جائے۔

اس باب میں حدیث ہے کہ

قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ اُجَاھِدُ قَالَ اَلَكَ اَبَوَانِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَفِیْھِمَا فَجَاھِدْ

ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے شوقِ جہاد کا اظہار کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تیرے والدین زندہ ہیں اس نے کہا جی ہاں۔ فرمایا! ان کی خدمت والا جہاد کر (بخاری صـ ۸۸۳/۲)

صحیح بُخاری میں صفحہ ۴۲۱ جلد نمبر ۱ پر ایک باب الجہاد باذن الوالدین بھی موجود ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک نوجوان اپنے ماں باپ کو روتا ہوا چھوڑ کر جہاد کے لیئے آگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

فَارْجِعْ اِلَیْھِمَا فَاَضْحِكْھُمَا كَمَا اَبْكَیْتَھُمَا

واپس لوٹ جا۔ اپنے ماں باپ کو جس طرح رُلا کر آئے ہو اسی طرح جا کر ہنساؤ۔ (ابن ماجہ صـ ۲۰۰)

اس کی وجہ یہ ہے کہ جہاد فرض کفایہ ہے جبکہ ماں باپ کی خدمت فرض عین ہے۔ (حاشیہ بخاری صـ ۴۲۱/۱)

marfat.com
Marfat.com

ماں کی خاطر حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نہ کر سکے (مرقاۃ ص ۲۵۱/۱۱)

ماں کے بلانے پر نفل نماز توڑ دینا چاہیئے۔ (مسلم ص ۳۱۳/۲ کا حاصل)

ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ ماں باپ کا اولاد پر کیا حق ہے؟ فرمایا۔ وہی تیری جنت ہیں اور وہی تیری دوزخ ہیں۔

(ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص ۴۲۱)

ماں باپ کی وفات کے بعد ان سے حسن سلوک کا طریقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح بیان فرمایا ہے۔

ان کی نماز جنازہ پڑھو، ان کے لیئے استغفار پڑھو جس کسی سے بھی انہوں نے کوئی وعدہ کیا تھا اسے پورا کرو جس کے ساتھ ان کے تعلقات اچھے تھے، تم بھی ان سے اچھے تعلقات رکھو۔ اور ان کے دوستوں کا احترام کرو۔ (ابوداؤد ص ۳۴۴/۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائی پر اسی طرح ہے جس طرح باپ کا حق ہوتا ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۴۲۱)

پڑوسیوں کے حقوق

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبریل (علیہ السلام) پڑوسی کے لیئے اتنے احکام لے کر آئے کہ مجھے شک ہو گیا کہ کہیں پڑوسی کو وارث نہ نہ بنا دیا جائے۔ (بخاری ص ۸۸۹/۲، مسلم ص ۳۱۹/۲)

نیز حدیث شریف میں ہے کہ جب سالن بناؤ تو تھوڑا شوربہ زیادہ رکھو

marfat.com

Marfat.com

اور اس میں سے کچھ پڑوسی میں بھی بھیج دو۔ (مسلم صـ ۳۲۹/۲)

پڑوسیوں کو کوئی اذیت اور دکھ نہ پہنچایا جائے۔ حدیث شریف میں ہے۔ کہ جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کو اذیت نہ دے۔ (بخاری صـ ۸۸۹/۲، مسلم صـ ۸۰/۲)

مہمان نوازی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کا احترام کرے۔

(بخاری صـ ۸۸۹/۲، مسلم صـ ۸۰/۲)

پہلے دن مہمان کو پر تکلف کھانا کھلانا چاہیئے بشرطیکہ میزبان اس کی طاقت رکھتا ہو۔ مہمان کے پیر تک دبانا مہمان نوازی میں شامل ہے۔

مہمان کو چاہیئے کہ بے جا بوجھ نہ بنے۔ زیادہ عرصہ قیام نہ کرے اور اپنے بھائی کو گنہگار نہ کرے۔ (مسلم صـ ۸۱/۲)

تمام مسلمانوں کے حقوق

ارشاد باری تعالیٰ ہے

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ

تمام مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

(الحجرات : ۱۰)

نیز فرمایا

لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ

لوگ ایک دوسرے کا مذاق نہ اڑائیں۔ کیا معلوم وہ ان سے بہتر ہوں۔

(الحجرات : ۱۱)

marfat.com

Marfat.com

نیز فرمایا

اِجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ

(الحجرات: ۱۲)

بہت بدگمانی کرنے سے بچو۔ بے شک بعض بدگمانیاں گناہ ہیں تجسس (عیب ڈھونڈنا) مت کرو۔ ایک دوسرے کا گلہ (غیبت) مت کرو۔ کیا تم پسند کرتے ہو کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھاؤ؟ اس سے تو نفرت کرو گے (تو پھر غیبت بھی ایسے ہی ہے۔)

بدگمانی اور تجسس ایسی عظیم معاشرتی برائیاں ہیں کہ اگر ان سے انسان بچ جائے تو حسنِ معاشرت کے اکثر پہلوؤں پر اسے دسترس مل جائے۔

حدیث شریف میں ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ کا طواف کر رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ اے کعبہ! اللہ کی قسم جس نے تجھے عظیم شان اور حرمت بخشی ہے ایک بندۂ مومن کی شان تیری شان سے بڑھ کر ہے۔ بلکہ اس کا مال اور خون بھی تجھ سے بڑھ کر ہے اور یہ کہ اس کے بارے میں حسنِ ظن رکھا جائے۔

(ابن ماجہ ص ۲۸۲)

ایک اور حدیث میں ہے

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ

مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

(متفق علیہ مشکوٰۃ ص ۱۲)

حسنِ ظن کا تعلق سوچ اور خیال سے ہے۔ بولنے کا تعلق زبان

marfat.com
Marfat.com

سے ہے اور مارنے کا تعلق ہاتھ سے ہے۔ خیال، زبان اور ہاتھ تینوں چیزوں کو مومن کے معاملے میں پابندِ سلاسل کر دیا گیا ہے۔

حاجت روائی، مشکل کشائی اور پردہ پوشی

جو اپنے بھائی کی حاجت روائی کرے گا۔ اللہ اسکی حاجت روائی کرے گا۔ جس نے مسلمان کی مشکل کشائی کی اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسکی مشکل کشائی کرے گا۔ جس نے مسلمان کی پردہ پوشی کی قیامت کے دن اللہ اس کی پردہ پوشی کرے گا۔

(متفق علیہ۔ مشکوٰۃ ص ۴۲۲)

ایک اور حدیث میں ہے

مومن ایک دوسرے کے لیے دیوار کی طرح ہیں جس کی اینٹیں ایک دوسری کو طاقت دیتی ہیں پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر یہ بات سمجھائی۔ (متفق علیہ مشکوٰۃ ۴۲۲)

نیز فرمایا

مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے۔ اس پر ظلم نہیں کرتا اور اسے اکیلا نہیں چھوڑتا۔ اور اسے حقیر نہیں سمجھتا اس لیے کہ تقویٰ سینے میں چھپی ہوئی چیز ہے۔ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ سینے مبارک کی طرف اشارہ فرمایا) کسی آدمی کے شرارتی ہونے کے لیے اتنا کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ تمام مسلمانوں پر مسلمانوں کا خون اور مال و متاع حرام ہے۔ (مسلم۔ مشکوٰۃ ص ۴۲۲)

marfat.com

Marfat.com

نیز فرمایا
اللہ کی قسم تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے بھائی کے لیئے وہی کچھ پسند نہ کرے جو وہ اپنے لیئے پسند کرتا ہے۔
(متفق علیہ، مشکوٰۃ ص۴۲۲)

تمام انسانوں کے حقوق

ارشادِ باری تعالیٰ ہے
وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ اٰدَمَ
ہم نے آدم کی اولاد کو عزت بخشی۔
(بنی اسرائیل ۷۰)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
لَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ جو لوگوں پر رحم نہ کرے اللہ اس پر رحم نہیں کرتا۔
(متفق علیہ، مشکوٰۃ ص۴۲۱)

نیز فرمایا
اِرْحَمُوا مَنْ فِي الْاَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَآءِ۔
جو زمین پر ہیں تم ان پر رحم کرو۔ جو آسمان پر ہے وہ تم پر رحم کرے گا۔
(ابوداؤد۔ ترمذی، مشکوٰۃ ص۴۲۳)

حقوق کی ادائیگی میں ترجیحات کا قائم کرنا نہایت ضروری ہے غیر مسلم پر مسلم کو، عام مسلمان پر رشتہ دار کو، عام رشتہ دار پر قریبی رشتہ دار کو ترجیح دی جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
اَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ
لوگوں سے ان کے مقام و مرتبے کے مطابق پیش آؤ۔
(ابوداؤد، مشکوٰۃ ص۴۲۴)

marfat.com

Marfat.com

لہٰذا انسانی حقوق کے نام پر کھچڑی پکا کر بیٹھ جانا غلط ہے۔

تمام مخلوق کے حقوق

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پر احسان کا حکم دیا ہے۔ جب تم (سزا اور قصاص) میں کسی کو قتل کرو تو اُسے اچھے طریقے سے قتل کرو۔ (یعنی اُسے ذلیل کر کے نہ مارو۔) اور جب جانور کو ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو اور چھری خوب تیز کر لو اور اُسے ٹھنڈا ہونے دو۔

(مُسلم ص ۱۵۲/۲)

اس پر امام نووی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ جانور کے سامنے چھری کو تیز نہ کرو۔ ٹھنڈا ہونے سے پہلے نہ کاٹو۔ ذبح کرنے سے پہلے اسے پانی پلا لو۔ دُودھ اور بچوں والے جانور ذبح کرنے سے بچو۔

دُودھ سارے کا سارا نہ نکالو بلکہ بچھڑے کے لیئے بھی چھوڑ دو۔ دُودھ دوہنے سے پہلے اپنے ناخن کاٹ لو۔ اور ایک جانور کے سامنے دوسرے کو ذبح نہ کرو۔

(شرح الاربعین النوویہ صفحہ: ۵۷-۵۸)

اخلاقی اور معاشرتی ضابطے کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر انسان کا پہلا تعلق اپنے آپ سے ہے، دُوسرا تعلق دُوسرے لوگوں سے ہے اور تیسرا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے۔ ان تعلقاتِ ثلاثہ کو درست رکھنے کیلئے میں نے خود اپنے لیئے ایک نصیحت نامہ تحریر کیا تھا جسے اہلِ اسلام کے فائدے کے لیئے منظرِ عام پر لا رہا ہوں۔

marfat.com
Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نصیحت نامہ

اے غلام رسُول!

اللہ سے ڈر۔ تیرا سب سے بڑا دشمن تیرا نفس ہے۔ یہی سب سے بڑا کافر ہے۔ تو اس کا فرِ اعظم کے خلاف جہادِ اکبر کا اعلان کر۔ ریاء، تکبّر، حسد، غصہ، جھُوٹ، غیبت، لذت، خُودنمائی، بُخل اور لالچ اس کے اہم محاذ ہیں۔ دوبارہ گن لے یہ دس محاذ ہوئے۔ ان سب کو ایک ایک کر کے کچل دے۔

چھوٹے گناہوں اور چھوٹی نیکیوں کو حقیر سمجھ کر ان کی طرف سے غافل مت ہونا شیطان کے پاس اہلِ ایمان کے خلاف یہی ایک راستہ باقی ہے۔ زیادہ کھانا تمام جسمانی بیماریوں کی جڑ ہے اور اس سے ذہانت اور حافظہ دونوں برباد ہو جاتے ہیں اور شہوت زور پکڑ جاتی ہے۔

نفس کی مکاریوں کی کوئی حد نہیں اس کی اکثر مکاریوں کے خلاف ایک زبردست ڈھال خاموشی ہے۔ خبردار! تیری زبان تیرے دماغ سے آگے نہ نکلنے پائے۔ تیرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہٗ سے فرمایا: کیا میں تجھے تمام اعمال کا نچوڑ نہ بتا دوں؟ انہوں نے

marfat.com

Marfat.com

عرض کیا، ضرور۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی زبان مبارک کو پکڑ کر فرمایا! اسے قابو میں رکھ۔

اے غلام رسُول!

حقوق العباد کا پُورا خیال رکھ۔ تجھ پر سب سے زیادہ حق تیری ماں کا ہے اور پھر باپ کا۔ تیرے ماں باپ ہی تیری جنت ہیں اور وہی تیری دوزخ ہیں۔ اگر وہ اس دُنیا سے جا چکے ہیں تو اُن کے لیئے استغفار کر اور ان کی طرف سے صدقہ دے اور اُن کی قبر کی زیارت کر۔ ان کے بعد بھائی، بہن، بیوی، اولاد، پڑوسی، تمام مسلمان، پھر سب انسان اور پھر تمام جاندار، ان سب کا درجہ بدرجہ حق ادا کر۔ تیرے نبئ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں سے اُن کے مرتبے کے مطابق پیش آؤ۔ اچھے دوستوں کی صحبت اختیار کر۔ جیسے تیرے دوست ہوں گے وہ تجھے ویسا ہی بنا دیں گے۔ تین دن سے زائد کسی بھائی سے ناراض نہ رہ اور اُسے بُلانے میں پہل کر۔

مریض کی عیادت کر وہاں تیری ملاقات تیرے رب سے ہو جائے گی۔ مظلوم کی آہ سے ڈر مظلوم کی آہ سیدھی عرش پر جاتی ہے۔ اور ظلم قیامت کے دن ظلمات ہوگا۔ یتیم پر رحم کر۔ جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ سوالی کو کبھی خالی ہاتھ نہ لوٹا۔ اور کچھ نہیں تو ایک میٹھا بول ہی سہی۔ میٹھا بول بھی صدقہ ہے۔ ٹوٹے ہوئے دلوں کی حوصلہ افزائی کر۔ اللہ ٹوٹے ہوئے دلوں میں رہتا ہے۔ زمین کی طرح بچھ جا جس کے سینے پر ساری دُنیا چلتی ہے۔ تو اس کھجور کی مانند ہو جا جسے لوگ پتھر مارتے ہیں مگر وہ کھجوریں پھینکتی

marfat.com
Marfat.com

ہے۔ رزقِ حلال کھا۔ حرام کی کمائی سے کھانے اور لباس پہننے والے کی دعا تک قبول نہیں ہوتی خواہ وہ کعبہ میں چلا جائے۔ ہو سکے تو نیکی کا راستہ بتا اور برائی سے روک۔ مگر اس کے لیئے علم، حلم اور زبردست صلاحیت کی ضرورت ہے اور ہر شخص اس کا اہل نہیں ہوا کرتا! البتہ اپنے ماتحتوں کی اصلاح ضرور کر۔ ان کے بارے میں تجھ سے پوچھا جائے گا۔ مومنوں کے بارے میں حسنِ ظن سے کام لے خصوصاً اولیاء اور علماء بہت ہی زیادہ حسنِ ظن کے حقدار ہیں۔ ان کے متعلق کبھی غلط نہ سوچنا۔ ہمیشہ ادب کو ملحوظ رکھنا۔ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُمت کے لیئے یہ دعا کیا کر۔

اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حقوق العباد کی ادائیگی کا خلاصہ خدمتِ خلق ہے یاد رکھ! الاکریم کسی کتے، بلی اور مکھی کی خدمت کو بھی ضائع نہیں کرتا۔

اے غلام رسول!

تجھ پر اللہ کا سب سے بڑا حق یہ ہے کہ تُو شرک نہ کرے۔ اپنے اعمال میں اخلاص پیدا کر۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سچی محبت کر جس کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت نہیں اس کے دل میں ایمان نہیں۔ وضو اچھی طرح کیا کر۔ نماز باجماعت پڑھا کر۔ روزانہ قرآن شریف کی تلاوت کیا کر خواہ تھوڑی سی ہو۔ صبح کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک اور عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے تک ذکر، درود اور استغفار میں مشغول رہا کر۔ ان دونوں وقتوں میں اللہ کی رحمت اور فیضان کی برسات ہوتی ہے۔

اپنے حال اور ضرورت کا علم حاصل کر۔ پھر اس پر عمل بھی کر۔ اپنے حال

marfat.com

Marfat.com

کی حفاظت کر اور اس کے آداب کو ملحوظ رکھ۔ عمل وہی اچھا ہے جو دائمی ہو خواہ تھوڑی ہی ہو۔ قبروں کی زیارت کر۔ اس سے دُنیا سے بے رغبتی پیدا ہوتی ہے اور آخرت کی یاد آتی ہے۔ اہلِ قبور کو ایصالِ ثواب کر کے اُن سے دُعائیں لے۔ مصائب پر صبر کر۔ اللہ پر توکل اختیار کر۔ اسی کی رضا پر راضی رہ۔ اللہ سے اچھا گمان رکھ۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہے۔ اللہ کی طرف سے کشائش کا منتظر رہ۔ یہ انتظار بہترین عبادت ہے۔ احکام خداوندی کی تفصیل بہت لمبی ہے۔ مگر اس کا خلاصہ یہ ہے کہ تو ہر وقت ذکرِ الٰہی میں مصروف رہے۔ تیرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے پوچھا یا رسول اللہ اسلام کے احکام بہت سارے ہیں۔ مجھے مختصر ترین بات بتا دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"تیری زبان اللہ کے ذکر سے تر رہے۔"

اے غلامِ رسول!

اس ساری نصیحت کا خلاصہ سُن لے۔

تیرا پہلا تعلق اپنے آپ سے ہے۔ اپنی ذات کی اصلاح کا مختصر ترین طریقہ خاموشی ہے۔ تیرا دوسرا تعلق دوسرے لوگوں سے ہے۔ اس تعلق کو درست کرنے کا مختصر ترین طریقہ خدمتِ خلق ہے۔ تیرا تیسرا تعلق اللہ کی ذات سے ہے۔ اس تعلق کو درست رکھنے کا مختصر ترین طریقہ ذکرِ الٰہی ہے۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

marfat.com
Marfat.com

بارھویں آیت:

وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝

اور اللہ نے آپ پر کتاب اور حکمت نازل کی اور آپ کو وہ سب کچھ سکھا دیا جو آپ نہیں جانتے تھے اور اللہ تعالیٰ کا آپ پر فضل عظیم ہے۔ (النساء: ۱۱۳)

اس آیت میں وعلمک مالم تکن تعلم کا جملہ اکیلا نہیں ہے۔ بلکہ اس سے پہلے وانزل اللہ علیک الکتاب والحکمۃ ہے۔ اور اس کے بعد وکان فضل اللہ علیک عظیماً کے الفاظ ہیں۔ اس سیاقِ کلام کو ملحوظ رکھتے ہوئے مفسرین نے وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ، کی تفسیر یہ لکھی ہے کہ اس سے مراد دین اور شریعت کے امور، خفیہ اور پوشیدہ اسرار اور دلوں کے بھید ہیں۔ (مدارک ص ۱/۲۲۹، خازن ص ۱/۲۲۹)

فضلِ عظیم کے الفاظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی بے پناہ وسعت کا تقاضا کرتے ہیں۔

تیرھویں آیت:

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى

آپ کا بعد والا وقت پہلے وقت سے بہتر ہے۔ (الضحیٰ: ۴)

گویا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درجات اور ترقی کی کوئی حد نہیں۔ ہر لحظہ رفعت اور ہر گھڑی علو ہے۔ کوئی کمال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا ہو جانے کے بعد چھن نہیں سکتا۔ اگر ایک مرتبہ کائنات کی ہر

marfat.com
Marfat.com

چیز کا نظارہ کرلیا (فتجلّی لی کل شیئ) تو اب اس میں ارتقاء ہی ارتقاء ہے۔ دنیا میں اگر اشہدان محمد رسول اللہ کا اعلان ہوا ہے تو آخرت میں مقامِ محمود اور لواءِ حمد آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے سراپا انتظار ہیں۔

(تفسیر مظہری میں ہے کہ جو فقیر دو دن تک ایک ہی کیفیت میں رہا وہ رُکا ہوا ہے۔ (مظہری ص ۲۸۳/۱۰)

یہی بات حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ نے کشف المحجوب میں حدیث کے حوالے سے لکھی ہے۔)

چودھویں آیت:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ جلد ہی آپ کو آپ کا رب اتنا عطا کرے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ (الضحیٰ : ۵)

اس آیت کی روشنی میں یہ کہنا درست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رضا چاہتا ہے۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم خدا چاہتا ہے رضائے محمد

وکان فضل اللہ علیک عظیما۔ اللہ کی اپنی رضی سے تھا۔ انا اعطینک الکوثر بھی اللہ کی اپنی عطا ہے۔ ورفعنا لک ذکرک کا انعام بھی بن مانگے عطا ہوا۔ وللآخرۃ خیر لک من الاولیٰ کی دائمی ترقی کا اعلان بھی خود اللہ نے اپنی طرف سے فرمایا۔

اتنی عطائیں نچھاور کر چکنے کے بعد محبت اپنے محبوب کی ناز برداریوں پر اُتر آئی اور بالآخر یہ پُوچھ ہی لیا کہ محبوب! اب تو ہی بتادے کہ تو کس طرح

marfat.com

Marfat.com

راضی ہوتا ہے؟

جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جب میرے اللہ نے مجھے راضی کرنا ہے تو پھر میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گا جب تک میرا ایک اُمتی بھی دوزخ میں ہوگا۔ میں اس وقت تک اُمت کی شفاعت کرتا رہوں گا جب تک میرا رب مجھ سے یہ نہ پوچھے کہ یا محمد! کیا آپ راضی ہو گئے ہیں؟ اور میں عرض کروں گا ہاں میرے رب میں راضی ہوں۔ (مظہری ص ۱۰/۲۸۳)

حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے رو رو کر فرمایا اے اللہ! میری اُمت اے اللہ! میری اُمت، اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا کہ جا کر کہہ دیں ہم آپ کو آپ کی اُمت کے معاملے میں راضی کریں گے اور آپ کو رنجیدہ نہیں ہونے دیں گے۔ (مسلم ص ۱/۱۱۳)

پندرھویں آیت:

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ اور ہم نے آپ کے ذکر کو آپ کی خاطر بلند کر دیا (الم نشرح: ۴)

رَفَعْنَا (ہم نے بلند کیا) سے مراد یہ ہے کہ جب اللہ نے آپ کے ذکر کو بلند کیا ہے تو کس کی مجال ہے کہ اللہ جل جلالہٗ کا مقابلہ کر سکے اور آپ کی شان کم کرنے میں کامیاب ہو سکے۔

جب کوئی شخص کسی چیز کو بلند کرتا ہے تو وہ اپنے قد و قامت کے مطابق اسے بلند کرتا ہے جب اللہ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

marfat.com

Marfat.com

کا ذکر بلند کیا تو یہ بلندی اللہ کی اپنی رفعتِ شان اور عظمت و جلال کے مطابق ہو گی۔ حضور کے ذکر کی بلندی کو وہی چھو سکتا ہے جو اللہ کی ذات کی بلندی کو چھو سکتا ہو۔ جب اللہ کی بلندی کو کوئی نہیں چھو سکتا تو معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان و مقام تک بھی کسی کی نگاہ نہیں جا سکتی۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ کے ذکر کی رفعت یہ ہے کہ جہاں میرا ذکر ہو گا وہاں آپ کا ذکر ہو گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اذان و اقامت میں تشہد اور خطبے میں اگر کوئی اللہ کا نام لے مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر نہ کرے تو یہ سب بے کار ہے۔ وہ کافر ہی رہے گا۔ تقریباً تمام مفسرین نے یہی بات لکھی ہے۔

خود اللہ کریم نے بھی قرآن شریف میں اپنے نام کے ساتھ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر بے شمار آیات میں کیا ہے مثلاً

اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت۔ (انفال: ۲۰)

اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی نہ کرنا۔ (النساء: ۱۴)

اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت۔ (النساء: ۱۰۰)

اللہ اور اس کے رسول پر ایمان۔ (النساء: ۱۳)

اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کی مذمت۔ (مائدہ: ۳۳)

اللہ اور اسکے رسول کی محبت۔ (توبہ: ۲۴)

marfat.com
Marfat.com

اللہ اور اس کے رسُول نے عطا کیا۔ (توبہ : ۵۹)
ہمیں اللہ اور اس کا رسُول اپنے فضل سے دیگا (توبہ : ۵۹)
اللہ اور اس کا رسُول زیادہ حقدار ہیں کہ انہیں راضی رکھا جائے (توبہ: ۶۲)
اللہ اور اسکے رسُول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔ (توبہ: ۷۴)
اللہ اور اس کے رسُول سے آگے مت بڑھو۔ (حجرات، ۱)
(اے حبیب!) اس پر اللہ نے انعام کیا اور تُو نے انعام کیا (احزاب ، ۳۷)
قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت اور حدیث اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ آسمان کے فرشتے بھی جب اللہ کا ذکر کرتے ہوں تو اس کے ساتھ محمد کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر بھی ضرور کرتے ہوں چنانچہ عرش کی دہلیز پر بھی آپ کا نام مبارک لکھا ہوا ہے۔ (مظہری ۲۹۲/۱۰)

سولہویں آیت:

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ۝ (توبہ : ۵۹)

کاش یہ لوگ اس پر راضی ہو جاتے جو کچھ انہیں اللہ اور اسکے رسُول نے عطا کیا اور یہ کہتے کہ ہمارے لیئے اللہ کافی ہے۔ ہمیں اللہ اور اس کا رسُول جلد ہی اپنے فضل سے نوازیں گے۔ ہم اللہ ہی کی طرف رغبت رکھتے ہیں۔

اس آیت میں اللہ اور اس کے رسُول کے فضل کے الفاظ قابلِ غور ہیں۔ اللہ کریم نے اپنے فضل و عطا کو بھی حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضل و عطا سے جُدا نہیں رکھا۔ سچ ہے کہ

marfat.com
Marfat.com

وہ خدا نہیں بخدا نہیں وہ مگر خدا سے جدا نہیں

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی عادت تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوال کے جواب میں اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ کہا کرتے تھے یعنی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تمام خزانوں کی ملکیت عطا فرمائی ہے حدیث شریف میں ہے

اُوْتِیْتُ بِمَفَاتِیْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِیْ یَدِیْ — میرے پاس زمین کے تمام خزانوں کی چابیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ پر رکھ دی گئیں۔

(بخاری ص ۱۰۳۸/۲ و ص ۱۰۸۰/۲)

تمام خزانوں کے مالک ان خزانوں کو بانٹنے کا اختیار بھی رکھتے ہیں حدیث شریف میں ہے کہ

اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّاللّٰہُ یُعْطِیْ — دینے والا اللہ ہے اور میں بانٹنے والا ہوں۔

(بخاری ص ۱۶/۱، مشکوٰۃ ص ۳۲)

خزانوں کے قاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے جواد اور سخی ہیں کہ مانگنے والا کبھی انکار نہیں سنتا۔ حدیث شریف میں ہے

مَا سُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ شَیْئًا قَطُّ فَقَالَ لَا — نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی سوالی کے سامنے "نہیں" کا لفظ نہیں بولا۔

(بخاری ص ۸۹۲/۲، مسلم ص ۲۵۲/۲)

ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اللہ کے نام پر

marfat.com

Marfat.com

پُورا ریوڑ مانگ لیا۔ آپ نے اُسے پُورا ریوڑ عطا کر دیا۔ وہ اپنی قوم میں جا کر کہنے لگا۔ لوگو! مسلمان ہو جاؤ محمد اپنا سارا مال لُٹا دیتا ہے۔ اور فقیر ہو جانے سے ذرا نہیں ڈرتا۔ (مسلم ص ۲۵۳/۲)

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

وَاللّٰہِ مَاقَالَ لَا اِلَّا فِیْ تَشَہُّدِہٖ لَوْلَا التَّشَہُّدُ لَکَانَ لَاءُہٗ نَعَم

(اللہ کی قسم آپ نے کبھی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے سوا لا کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ اگر یہ کلمہ شہادت ضروری نہ ہوتا تو آپ کی یہ لا بھی ہاں ہی ہوتی۔)

وَلَوْ اَنَّھُمْ رَضُوْا (کاش یہ راضی رہتے) سے معلوم ہوا کہ بندے کو چاہیئے کہ اللہ اور اسکے رسُول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دیئے پر راضی رہے اور جو ظاہری و باطنی دولت اللہ اور اس کے رسُول کی سرکار سے ملے اسی پر مسرور و مطمئن ہو۔

سترھویں آیت

اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ؕ (الکوثر: ۱) (اے حبیب) ہم نے آپ کو کوثر عطا کی۔

کوثر سے مُراد نبوت، قرآن، بقاءِ اسلام، ترقی اسلام، اولاد امجاد، حوض کوثر، خیرِ دُنیا اور خیرِ آخرت ہے۔ یہ سب چیزیں کوثر میں شامل ہیں۔ یہ خلاصہ ہے بے شمار تفاسیر کا۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کوثر سے مراد وہ بھلائی (خیر) ہے جو اللہ کریم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو عطا کی۔ حضرت ابوالبشر نے حضرت سعید سے پوچھا کہ لوگ کہتے ہیں کہ کوثر سے مُراد نہر کوثر ہے۔ اُنہوں نے

marfat.com

Marfat.com

فرمایا کہ جنت کی نہر کوثر تو اس خیر (کوثر) کا ایک حصہ ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا ہوئی۔ (بخاری صفحہ ۹۷۴/۲)

تفسیرات احمدیہ اور تفسیر مدارک میں ہے کہ اس سے مراد بے تحاشا عطائیں ہیں۔ (الخیر المفرط الکثیر تفسیرات احمدیہ صفحہ ۷۴۱، مدارک صفحہ ۳/۲۱۳)

سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ہے بے شمار نعمتیں اور فضیلتیں جن کی نہایت نہیں۔

(خزائن العرفان صفحہ ۹۶۱)

مفرط، کثیر اور بے شمار اور ہر چیز کے الفاظ ہی تقریباً تمام مفسرین نے لکھے ہیں۔

لہٰذا ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو بے حد دیا۔ ہر چیز دی گویا سب کچھ دیا۔

حدیث شریف سے اس کی تائید یوں ہوتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے پاس زمین کے خزانوں کی چابیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ پر رکھ دی گئیں۔ (بخاری صفحہ ۱۰۸۰/۲)

مرتبہ الوہیت کے سوا ہر وصف کمال نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بے دریغ منسوب کر دینا انا اعطینک الکوثر کا عین تقاضا ہے۔

اٹھارھویں آیت:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ

اگر یہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو اے نبی یہ آپ کے پاس آجائیں پھر اللہ سے معافی مانگیں

marfat.com

Marfat.com

وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ۝ اور رسول بھی ان کے لیے معافی مانگیں تو اللہ کو توبہ قبول کرنیوالا مہربان پائیں گے۔

(النساء: ۶۴)

اگر ہم سے خطا ہو جائے تو ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر توبہ کرنے اور حضور سے شفاعت کرانے پر معافی کی یقین دہانی کرائی گئی ہے۔ یہ آیت آج بھی قرآن میں موجود ہے۔ آج اس پر عمل صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی حیات ظاہری کی طرح آج بھی زندہ ہوں۔ حدیث شریف میں ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَآءِ فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُّرْزَقُ۔ بیشک اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ انبیاء کے جسموں کو کھائے۔ لہٰذا اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے۔ اُسے رزق ملتا ہے۔

(ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص۱۲۱)

تمام انبیاء علیہم السلام کے جسموں کے محفوظ ہونے اور ان کے زندہ ہونے پر پوری امت کا اتفاق ہے۔ اور پوری اُمت شروع سے طلب شفاعت کے لیئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور پر حاضر ہوتی آرہی ہے۔

نورالایضاح میں ہے کہ روضۂ انور پر حاضر ہونے والے کو چاہیئے کہ اللہ کی بارگاہ میں یہی آیت "وَلَوْ اَنَّھُمْ" پڑھ کر عرض کرے کہ اے باری تعالیٰ میں تیرے حکم کے تحت یہاں آیا ہوں۔ اور یہی آیت پڑھ کر نبی کریم صلی اللہ

marfat.com
Marfat.com

علیہ وآلہ وسلم سے عرض کرے کہ یا رسول اللہ میں اِس آیت پر عمل کرتا ہوا آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں میری شفاعت فرمائیے۔

(حاصل نور الایضاح ص ۱۹۳-۱۹۵)

اس کے برعکس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر شفاعت کرانے سے گریز کرنا اور اِس معاملے میں تکبر کرنا سیدھی منافقت ہے۔

سورۃ منافقون میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۝ (منافقون: ۵)

جب اِن منافقوں سے کہا جائے کہ آؤ اللہ کے رسول تمہارے لیئے استغفار کریں تو یہ سر مارتے ہیں اور تو دیکھے گا کہ وہ رُکتے ہیں اور غرور کرتے ہیں۔

اُنیسویں آیت

عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝ (بنی اسرائیل: ۷۹)

یقیناً آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز کرے گا۔

مقامِ محمود سے مُراد شفاعت کا مقام ہے۔ احمد، ابنِ ابی حاتم اور ترمذی نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مقامِ محمود سے مُراد وہ مقام ہے جہاں میں اپنی اُمت کے لیئے شفاعت کروں گا۔

(مظہری ص ۴۷/۵)

تفسیر مدارک میں ہے کہ مقامِ محمود سے مُراد مقامِ شفاعت ہے یہ عُلماء کا جمہوری فیصلہ ہے اور اِس پر احادیث وارد ہیں۔ (مدارک ص ۱۸۶/۳)

marfat.com
Marfat.com

جب آپ شفاعت کا دروزہ کھولیں گے تو اولین و آخرین سب کے سب آپ کی حمد کریں گے اِس لحاظ سے اس مقام کو مقام محمود کہا گیا ہے۔
یحمدہ الاولون والاخرون (مظہری ۲۷۱/۱)

شفاعت کی وجاہت

اسی لفظ محمود سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی شفاعت شان و شوکت اور وجاہت سے لبریز ہوگی۔ یہ شفاعت ایسی مجبور اور پابندِ سلاسل شفاعت نہیں ہوگی جس پر صرف شفاعت کا لیبل رہ جائے اور اس کی حقیقت کچھ بھی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی، اے حبیب اللہ آپ کو اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا جب میرا رب مجھے راضی کرے گا تو پھر میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گا جب تک میرا ایک امتی بھی دوزخ میں ہوگا۔ (مظہری ۲۸۳/۱۰)

اِس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے شفاعت کے سلسلے میں وسیع اختیارات ثابت ہوئے۔

حدیث شریف میں ہے کہ سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول ہوگی۔ اور میں اِس پر فخر نہیں کرتا ہوں۔ (مسلم ۲۴۵/۲)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اللہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوں گے تو اللہ کریم فرمائے گا۔ اپنا سر اُٹھایئے۔ مانگئے۔ آپ کو ملے گا۔ کہئے آپ کی ہر بات سُنی جائے گی۔ شفاعت کیجئے۔ آپ کی شفاعت قبول ہوگی۔
(بخاری ۹۷۱/۲، مسلم ۱۰۹/۱)

marfat.com

Marfat.com

ایک اور حدیث میں ہے کہ میری شفاعت میری اُمت کے اہلِ کبائر کے لئے ہے۔ (ترمذی صفحہ ۶۶ ج ۲، ابن ماجہ صفحہ ۳۱۹)

ایک اور حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن انبیاء، پھر علماء اور پھر شہداء تینوں شفاعت کریں گے۔ (ابن ماجہ صفحہ ۳۲۰)

ایک اور حدیث میں ہے کہ دوزخیوں کی صفیں بن رہی ہوں گی۔ ان کے پاس سے ایک جنتی آدمی گزرے گا۔ دوزخیوں میں سے ایک آدمی پکار کر اُسے بلائے گا کہ اے فلاں! کیا آپ مجھے نہیں پہچانتے۔ میں وہ شخص ہوں جس نے آپ کو پانی پلایا تھا۔ دوسرا آدمی کہے گا میں نے آپ کو وضو کرایا تھا۔ وہ ان دونوں کی شفاعت کرے گا اور انہیں جنت میں لے جائے گا۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۴۹۴)

ایک اور حدیث میں ہے کہ کچا بچہ (جو نامکمل ساقط ہو گیا تھا) اپنے ماں باپ کو دوزخ میں بھیجا جاتے ہوئے دیکھے گا تو وہ اللہ تعالیٰ سے جھگڑے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اے اپنے رب سے جھگڑا کرنے والے چھوٹے! اپنے ماں باپ کو جنت میں لے جا۔ وہ انہیں اپنی ناف سے باندھ کر جنت میں لے جائے گا۔ (ابن ماجہ صفحہ ۱۱۵)

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ شفاعت اللہ کریم کے اذن سے ہی ہوگی "مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ اسکے ہاں اس کے اذن کے بغیر کون شفاعت کر سکتا ہے"۔

مگر یہ اذن محض کھوکھلا اور ڈرامہ بازی پر مبنی نہیں بلکہ گزشتہ آیات اور بیشمار احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ شفاعت وجاہت اور شان و شوکت سے بھری ہوئی ہوگی حتیٰ کہ اسی وجاہت اور محبت کی بنا

marfat.com
Marfat.com

پر رب سے جھگڑا تک کرنے کی اجازت ہوگی جیسا کہ ایک ساقط شدہ بچہ اپنے ماں باپ کے لیئے جھگڑا کرے گا۔

بیسویں آیت:

وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۝

اگر تمہیں اس میں کچھ شک ہے جو ہم نے اپنے بندے پر نازل کیا ہے تو اس جیسی ایک سورت بنا کر لے آؤ۔ اور اللہ کے علاوہ اپنے مددگار بلا لو اگر تم سچے ہو۔

(البقرہ: ۲۳)

قرآن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زندہ جاوید معجزہ ہے اس جیسی کتاب تو کیا صرف ایک سورت بنا کر لانا بھی کسی کے بس کا کام نہیں۔ آج تقریباً ڈیڑھ ہزار سال گزر جانے کے باوجود قرآن کے اس چیلنج کو کوئی قبول نہ کر سکا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لَا یَنْقَضِیْ عَجَائِبُہٗ (ترمذی ص۱۱۴)
"قرآن کے عجائب ہمیشہ سامنے آتے رہیں گے۔"

یہی وجہ ہے کہ قرآن ہر دور میں انسانی ذہن کے ارتقاء کے ساتھ ساتھ انسان کی راہنمائی کرتا ہے۔ آج کے سائنسی دور میں ایک عیسائی تبصرہ نگار (جو بعد میں مسلمان ہو گیا)، لکھتا ہے

"The relationship between the Quran and science is a priore a surprise, especially when it turns out to be one of harmony and not of discord.

(The Bible the Quran & Science P 110 by Maurice Bucaille)

ترجمہ: قرآن اور سائنس میں ایسا زبردست تعلق ہے کہ انسان قرآن

marfat.com

Marfat.com

کی سائنس سے ہم آہنگی دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے۔"

ہمیں اس بات کا یقین ہے کہ اگر قرآن کسی سائنسی تحقیق کو رَدّ کر دے تو یقیناً ایسی سائنسی تحقیق نابالغ (Immature) ہوگی۔ اور بالآخر سائنس کو قرآن ہی کی طرف آنا پڑے گا۔ جیسا کہ سائنس والوں کے نظریات میں آئے دن تبدیلیاں آتی بھی رہتی ہیں۔

دیگر معجزات قرآن نبئ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کا لاجواب ثبوت ہے۔ اس کے علاوہ بے شمار معجزات سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی تائید ہوتی ہے۔ آپ نے چاند کو دو ٹکڑے کر کے جوڑ دیا۔ (سورہ انشقاق: ۱)

بخاری ص ۱/۵۴۶ مُسلم ص ۲/۳۷۳ میں اس کی تفصیل موجود ہے

آپ نے ڈوبے سورج کو واپس کر دیا۔ (الشفاء ص ۱/۱۸۵)

بھیڑیئے نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کی گواہی دی۔

(مشکوٰۃ ص ۵۴۱)

پتھر اور درخت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو السلام علیک یا رسول اللہ کہہ کر سلام عرض کرتے تھے۔ (ترمذی، مشکوٰۃ ص ۵۴۰)

ضرورت کے وقت سفر میں آپ کی انگلیوں سے پانی کے چشمے پھوٹ پڑے۔

(بخاری ص ۱/۵۰۴ مشکوٰۃ ص ۵۳۸)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تھوڑے سے کھانے کو اتنا زیادہ کر دیا کہ بے شمار لوگوں نے کھایا اور کھانا پھر بھی بچ رہا۔ (بخاری ص ۱/۵۰۵ مشکوٰۃ ص ۵۳۷)

marfat.com
Marfat.com

سوکھی کھجور کا ٹنڈ آپؐ کے فراق میں رویا۔ (بخاری ص۵۰۶)

طعام نے تسبیح کی۔ (بخاری ص۵۰۵، مشکوٰۃ ص۵۳۸)

ضب (سوسمار) نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بات کی اور آپ کی رسالت کی گواہی دی۔ (الوفا ص۳۸۹)

درخت آپؐ کے بلانے پر چل کر حاضر ہو گیا۔ (الشفا ص۱۹۶)

ایک صحابی کی نکلی ہوئی آنکھ کو اسکی جگہ پر فٹ کر کے درست کر دیا۔

(الوفا ص۳۸۲)

آپؐ نے مردوں کو زندہ کیا۔ (الشفا ص۲۱)

چڑیا نے آپؐ کو اپنا مسئلہ پیش کیا۔ (مشکوٰۃ ص۳۰۷)

جنگ بدر سے ایک دن پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفار کے نام لے کر فرمایا کہ اس جگہ پر فلاں مرے گا۔ اس جگہ پر فلاں مرے گا۔ اگلے روز وہ لوگ بالکل اسی جگہ پر مرے جس کی نشاندہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی تھی۔ ایک انچ بھی اِدھر اُدھر نہ مرے۔

(رواہ مسلم، مشکوٰۃ ص۵۳۱)

اس کے علاوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیب کی بے شمار خبریں دی ہیں جن کا احاطہ کرنا دائرہ امکان سے باہر ہے۔

بخاری شریف کے صفحہ نمبر ۵۰۴/۱ پر علامات النبوۃ کا پورا باب موجود ہے یہ سب باتیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی صداقت کا ثبوت ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

قرآن پڑھنے کے آداب

قرآن کا مطالعہ کرنے والے کو چند باتیں ذہن میں رکھنا چاہییں۔

۱۔ قرآن کا موضوع توحید ہے۔ اسکی تصریح سورۃ ابراہیم: ۵۲ میں موجود ہے۔ ہر نبی کی دعوت توحید تھی آیات قرآنی کے تمام مضامین دعوت الی التوحید کے محور کے گرد گھومتے ہیں۔ چلتے چلتے ہر بات اور ہر مضمون اچانک اللہ تعالیٰ کی توحید کی طرف پلٹتا ہے جو بظاہر جملۂ معترضہ معلوم ہوتا ہے حالانکہ قرآن اپنے موضوع کی طرف پلٹ رہا ہوتا ہے۔

۲۔ قرآن روحانی اور مابعد الطبیعاتی ضرورت کو درجۂ اوّل میں پورا کرتا ہے۔ جبکہ جسمانی اور سیاسی راہنمائی دلاتا اور بدرجۂ اولیٰ کرتا ہے۔ لہٰذا روحانیت کا منکر اور مادہ پرستانہ ذہن والا آدمی اس سے کماحقہٗ فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔

۳۔ روحانی تربیت کا انداز ابواب کی تقسیم اور موضوعات کی علیحدگی سے نہیں ہوا کرتا بلکہ اس کا انداز ملفوظی اور تقریری ہوا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ملفوظات کی کتب اسی ڈھب پر ہوتی ہیں۔ قرآن سالک طریقت کے لیے روحانی تربیت کا مکمل سامان فراہم کرتا ہے۔

۴۔ اسلام میں عقائد، احکام، اخلاص، معیشت، سیاست، دین و دنیا باہم مربوط ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کو لے کر اور باقیوں کو چھوڑ کر اسلام کے جزوی نفاذ کا دروازہ بند ہے۔ لہٰذا قرآن ان تمام مضامین کو ساتھ لے کر چلتا ہے کبھی عقائد کا بیان اور کبھی احکام کی تفصیل، کبھی

marfat.com

Marfat.com

سالک کی راہنمائی کے لیئے قصص، کبھی مجاہد کے لیئے ترغیب وغیرہ کی طرف لوٹ لوٹ کر آتا ہے۔ اِسے تصریف الآیات کہا جاتا ہے۔ اِس کے علاوہ ایک ہی بات یا واقعہ کا حسبِ موقع بار بار بیان ہونا بھی تصریف الآیات ہی ہے۔

اِس کے باوجود ترتیبِ قرآنی کا اپنا حُسن وجمال قائم ہے۔ شروع میں سُورۃ فاتحہ اس کے بعد قرآن کی سب سے لمبی سُورۃ۔ آخر میں چھوٹی سُورتیں اور سب سے آخر میں معوذتین ترتیب کا خوبصورت گلدستہ ہے۔ قرآن کو الحمد للہ سے شروع کرنا اور تعوذ باللہ پر ختم کرنا بھی ایک زبردست خوبی ہے گویا جس کی حمد سے ابتدا کی تھی اسی کی پناہ مانگتے ہوئے بات کو ختم کر دیا ہے۔

سپردم بتو مایۂ خویش را

۶۔ قرآن خصُوصی نزول کے لحاظ سے کبھی صرف کفّار کو خطاب کرتا ہے (یٰایّھا الکٰفرون) کبھی اہلِ ایمان کو خطاب کرتا ہے (یا ایھا الذین اٰمنوا) اور کبھی پوری دُنیا کو خطاب کرتا ہے (یا ایھا النّاس) کبھی خصُوصی نزول کسی ایک فرد یا ایک واقعہ کی وجہ سے ہوتا ہے لیکن اس کا بیان سب کے لیئے عام اور اس کا اطلاق پوری دُنیا کے لیئے وسیع ہوتا ہے اس میں اشارہ اس طرف ہے کہ جب قرآن کے احکام عرب کے ریگستان میں قابلِ عمل ہیں تو پوری دُنیا کے صحراؤں اور قیامت تک کے ارتقائی ادوار میں کیوں نہ قابلِ عمل ہوں گے۔

۷۔ قرآن بلاشبہ کتابِ ہدایت ہونے کے ساتھ ساتھ وظیفۂ عمل اور

marfat.com

Marfat.com

رُوحانی تاثیر کی حامل کتاب بھی ہے۔ مختلف سُورتوں کا مختلف مواقع اور ضروریات پر پڑھنا احادیث میں صراحتاً مذکور ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے ہم قرآن نازل کرتے ہیں جو مومنوں کے لیئے شفا اور رحمت ہے۔

(ترجمہ بنی اسرائیل : ۸۲)

حدیث شریف میں ہے کہ قرآن سب سے بہتر دوا ہے۔ (ابن ماجہ ص۲۵)

ایک حدیث میں یہاں تک ہے کہ ایک مرتبہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا ایک قافلہ کسی بستی کے پاس سے گزرا انہیں وہاں ٹھہرنا پڑگیا۔ بستی والوں نے مہمان نوازی سے انکار کر دیا۔ صحابہ کرام بستی کے باہر ٹھہر گئے۔ بستی والوں کے سردار کو سانپ نے ڈس لیا۔ انہوں نے سارے علاج کر لیئے مگر افاقہ نہ ہوا۔ بالآخر وہ صحابہ کرام کے پاس آئے اور ماجرا سنایا۔ ایک صحابی نے فرمایا۔ میں دم کروں گا۔ تمہارا سردار ٹھیک ہو جائے گا مگر تم نے ہماری مہمان نوازی سے انکار کیا تھا۔ ہماری شرط یہ ہے کہ ہمیں ایک بکرا چاہیئے صحابی نے سورۃ پڑھ کر دم کیا۔ سردار درست ہو گیا۔ اور بکرا وصول کر لیا گیا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں نے بالکل ٹھیک کیا۔ اس بکرے کو آپس میں بانٹ لو اور اس میں میرا حصہ بھی رکھنا۔ یہ فرما کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنس پڑے۔

(بخاری ص۳۰۴)

۸۔ قرآن کی تلاوت ادب سے باوضو قبلہ رُخ بیٹھ کر، ٹھہر ٹھہر کر کی جائے۔

marfat.com
Marfat.com

حسنِ قرأت عوام کے لیئے لائق تحسین ہے جبکہ خواص اس سے گریز کرتے ہیں۔ الفاظ پر غور و خوص اور مختلف مقامات پر حسب موقع دُعائیں کرتے جانا، رو رو کر تلاوت کرنا اور تقریباً دو سو آیات کی روزانہ تلاوت کرنا مناسب ہے۔

9. قرآن کسی قابل اُستاد کے پاس پڑھا جائے۔ اُستاد کے بغیر ناظرہ، حفظ اور تفسیر میں بھاری خطا بلکہ گمراہی تک کا اندیشہ ہے۔

۱۰. ذاتی مطالعہ میں رکھنے کے لیئے آج کے دَور میں تفسیر ضیاالقرآن ایک بہترین تفسیر ہے۔

اکیسویں آیت:

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا	پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو
مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا	راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر
الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ	کرائی جسکے ماحول کو ہم نے بابرکت بنایا ہے
اٰیٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ	تاکہ ہم اسے اپنی نشانیاں دکھائیں بیشک وہی
(بنی اسرائیل ، ۱)	سُننے والا دیکھنے والا ہے۔

اس آیت میں سبحٰن الذی کا اہتمام جسمانی معراج کی دلیل ہے۔ عبد کا لفظ جسم اور رُوح کے مجمُوعے پر بولا جاتا ہے لہٰذا لفظ عبد بھی جسمانی معراج کی دلیل ہے۔ کفّار نے معراج کا انکار کیا تھا۔ ان کا یہ انکار اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ معراج جسمانی تھی ورنہ رُوحانی معراج کے انکار کا کوئی تُک نہیں۔

marfat.com

Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج نبوت کے بارہویں سال ہوئی۔

قرآن پاک میں دو جگہ پر معراج شریف کا ذکر ہے۔ مذکورہ بالا آیت میں معراج شریف پر تشریف لے جانے کا ذکر ہے۔ جبکہ ستائیسویں پارے میں والنجم اذا ہویٰ (سورہ نجم ۱ تا ۱۸) میں معراج کی تفصیلات اور واپسی کا ذکر ہے۔

اس کے علاوہ کتب حدیث میں معراج کے پورے باب موجود ہیں مثلاً بخاری صفحہ ۵۴۸ ج ۱ پر باب المعراج، مسلم صفحہ ۹۱ ج ۱ پر باب الاسراء مشکوٰۃ صفحہ ۵۲۶ پر باب فی المعراج موجود ہے۔

تمام کتب سیرت میں بھی واقعہ معراج کی تفصیلات درج ہیں۔

کتب حدیث میں جو تفصیلات درج ہیں ان کا حاصل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حطیم یا کعبہ میں سو رہے تھے کہ حضرت جبرئیل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے آکر جگایا اور معراج کی خوشخبری سنائی۔ چاہ زمزم پر لے جاکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینۂ اقدس کو چاک کیا گیا۔ قلب اطہر نکال کر زمزم سے غسل دیا گیا۔ اس میں ایمان وحکمت بھر دی گئی اور واپس رکھنے کے بعد سینۂ اقدس کو سی دیا گیا۔ (یہ سب کچھ نورٌ علیٰ نور کرنے کے لئے تھا۔ جیسے وضو کے اوپر وضو نورٌ علیٰ نور ہے) پھر ایک سواری لائی گئی جو گدھے سے بڑی اور خچر سے چھوٹی تھی۔ اس کا نام براق تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس پر سوار کیا گیا۔ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک پہنچے۔ راستے میں قدرت خداوندی کے کئی مناظر دیکھے۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ اپنی قبر

marfat.com
Marfat.com

شریف میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ جب مسجد اقصیٰ پہنچے تو سواری کو باندھا۔ تمام انبیاء علیہم السلام منتظر تھے۔ حضور علیہ السلام کی اقتداء میں سب نے نماز پڑھی۔ پھر آسمان کی طرف عروج فرمایا۔ ہر آسمان کے دروازے پر ایک دربان ہوتا تھا۔ وہ پوچھتا کہ کون ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام فرماتے کہ جبرئیل ہوں۔ وہ پوچھتے ساتھ کون ہے؟ فرماتے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وہ پوچھتے کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ فرماتے ہاں۔ وہ مرحبا کہتے اور دروازہ کھول دیتے۔ ہر آسمان پر یہی ہوا۔ پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام، دوسرے آسمان پر حضرت یحییٰ و حضرت عیسیٰ علیہما السلام، تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام، چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام، پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام، چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ (یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ معراج سوچے سمجھے منصوبے اور باقاعدہ نظم و ضبط کے ساتھ کرائی جارہی تھی۔ اس میں میزبانانہ تکلف کو ملحوظ رکھا گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعزاز و تکریم کی پابندی کرائی گئی۔)

پھر سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے۔ سدرہ ایک درخت کا نام ہے جس کے پتے ہاتھی کے کان کی طرح اور اسکے پھل مٹکوں کی طرح ہیں۔ وہاں چار نہریں تھیں۔ دو ظاہر۔ دو باطن۔ باطنی نہریں جنت کی تھیں اور دوسری دو نہریں نیل اور فرات تھے۔ پھر بیت المعمور کی طرف رفع ہوا۔ پھر تین پیالے پیش کئے گئے۔ ایک میں شراب، دوسرے میں دودھ اور تیسرے میں

marfat.com

Marfat.com

شہد تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دُودھ کا پیالہ لے لیا۔ کہا گیا کہ یہی فطرت ہے جس پر آپؐ اور آپؐ کی اُمت ہیں۔ پھر اللہ کریم سے ملاقات کا شرف حاصل ہُوا۔ مازاغ البصر وماطغیٰ کی نوبت آئی اور فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ مااوحیٰ کے راز و نیاز ہُوئے۔ پچاس نمازیں فرض ہُوئیں جو حضرت مُوسیٰ علیہ السلام کے توسط سے پانچ تک کم ہوگئیں۔

آسمانوں کی سیر ہُوئی۔ حکومتِ سماوی کا مشاہدہ ہُوا۔ جنت اور دوزخ کے مناظر دیکھنے میں آئے اور پھر اس طویل سفر کا اختتام ہُوا مگر زمین پر ابھی وہی رات طاری تھی۔

واقعہ معراج اختصار سے آپ نے پڑھا۔ اسے کُتب احادیث سے اخذ کیا گیا۔ اس کا زیادہ ترجمہ صحیح بخاری اور صحیح مُسلم سے لیا گیا ہے جو مشکوٰۃ صفحہ ۵۲۷-۵۲۸ پر بھی درج ہے۔

نکات

۱۔ اتنے طویل سفر کے ایک ہی رات میں طے ہوجانے کی دلیل یہ ہے کہ حضُور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کائنات کی رُوح ہیں۔ جب رُوح نکل گئی تو وقت بے جان ہوگیا۔ مرورِ زماں تھم گیا۔ اور جب رُوح واپس آئی تو قصۂ زیست پھر سے بحال ہوگیا۔

۲۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھنا حیاتِ انبیاء علیہم السلام کی دلیل ہے۔

۳۔ پھر حضرت مُوسیٰ علیہ السلام کا مسجدِ اقصیٰ میں حضُور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے موجود ہونا اور آسمان پر بھی تمام انبیاء کا حضُور سے پہلے پہنچ کر استقبال کرنا رُوح کی محیر العقول رفتار کی دلیل ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۴۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نمازیں معاف کرانا۔ اہلِ قبور سے مدد لینے کے جواز کی دلیل ہے۔

۵۔ جسم سمیت آسمان پر تشریف لے جانا۔ آسمانوں کے عالمِ انسانیت کی زد میں ہونے کی دلیل ہے۔

۶۔ جوتوں سمیت اور لباس سمیت عرش پر چلے جانا اس بات کی دلیل ہے کہ جو چیز حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جسمِ مبارک سے نسبت اور مس حاصل کر لے وہ دنیا کی تمام اشیاء سے افضل و مشرف ہے۔ اس پر اُمت کا اجماع ہے کہ آج جو جگہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جسمِ اطہر سے چھو رہی ہے وہ عرشِ عظیم سے افضل ہے۔

تنبیہہ فاوحیٰ کی ضمیر مستتر اگر حضرت جبریل امین علیہ السلام کی طرف لوٹائی جائے اور عبدہ کی ضمیر اللہ کریم کی طرف لوٹائی جائے تو اس سے ضمائر کا انتشار لازم آتا ہے جو کسی کلام میں شدید نقص کا باعث ہے۔ معلوم ہوا کہ مرجع ضمائر ایک ہی ذات خداوندی ہے۔

ثانیاً مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی میں دید و مشاہدہ کو اتنے اہتمام سے بیان فرمانا محض سیدنا جبریل امین علیہ السلام کے شایانِ شان نہیں۔ یہ تجلیاتِ ذاتِ الٰہیہ ہی کی شان ہو سکتی ہے جن کا مشاہدہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرمائیں اور قرآن اسکی منظر کشی کرے۔

ثالثاً مَا طَغٰی کے معنی ہیں "حد سے نہ بڑھی"۔ جبریل امین تو خود درِ مصطفیٰ پر بصد ادب و احترام حاضری دیا کرتے تھے۔ چشمِ مصطفیٰ پر ادب

marfat.com

Marfat.com

جبریل لازم ہی نہیں۔ پھر حد سے بڑھنا یا نہ بڑھنا کیسا؟

یقیناً یہ اللہ پاک کی ذات والا صفات کا مشاہدہ ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ادب کو ملحوظ رکھا۔

بائیسویں آیت

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ۔ (فتح : ۱۰)

جو لوگ آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں وہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں کے اُوپر ہے۔

اس آیت میں اللہ کریم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا ہے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ عظیم تعلق اور کامل فنا کی بنا پر ہے۔ دُوسری جگہ ارشاد فرمایا

وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ رَمٰی۔ (انفال: ۱۷)

اے حبیب! جب آپ نے کنکریاں پھینکیں تو وہ آپ نے نہیں پھینکیں بلکہ اللہ نے پھینکیں۔

حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرے قریب آتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں وہ جن سے سنتا ہے۔ میں اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں وہ جن سے دیکھتا ہے۔ میں اُسکے ہاتھ بن جاتا ہوں وہ جن سے پکڑتا ہے۔ میں اسکے پاؤں بن جاتا ہوں۔ وہ جن سے چلتا ہے۔ (بخاری بمشکوٰۃ ص ۱۹۷)

اس لحاظ سے یہ کہنا درست ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ

marfat.com
Marfat.com

ازواجِ مطہرات کا عوام سے بڑھ کر درجۂ خواص پر فائز ہونا اس آیت سے قطعی طور پر ثابت ہے۔ اس کے فوراً بعد والی آیت میں فرمایا

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَیُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا۔ (احزاب : ۳۳)

اے نبی کے اہلِ بیت! اللہ یہی چاہتا ہے کہ ناپاکی آپ کے قریب بھی نہ آئے اور آپکو اسطرح پاک رکھے جس طرح پاکی کا حق ہے۔

اس آیت میں ازواجِ مطہرات علیہن الرضوان کو براہِ راست اہلِ بیت (گھر والیاں) کا خطاب دیا گیا ہے۔ لیکن ان کے ساتھ ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہزادی سیدۃ النساء، سیدنا علی المرتضیٰ اور حسنین کریمین علیہم الرضوان سب اہلِ بیت میں شامل ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار شہزادیاں ہیں۔ حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت اُمِ کلثوم، اور سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہن۔

چوبیسویں آیت :

کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْہَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ۔ (آلِ عمران ۱۱۰)

تم بہترین اُمت ہو۔ تمہیں لوگوں کے لیے تیار کیا گیا ہے۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کا فیضِ ہدایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

کی اُمت تمام اُمتوں سے افضل ہے۔ خیرِ اُمت (بہترین اُمت) کے اِس لقب سے صحابہ کرام علیہم الرضوان سرفہرست نوازے گئے۔ انہیں اِس آیت میں براہِ راست خطاب کیا گیا۔

اِس آیت کا ایک ایک لفظ صحابہ کرام کی فضیلت کا مُنہ بولتا ثبوت ہے۔ سب سے پہلے فرمایا کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ تم بہترین اُمت ہو۔ معلوم ہُوا کہ صحابہ کرام کی تعداد ایک دو تین چار نہیں بلکہ معرُوف یہ ہے کہ ان کی تعداد ایک لاکھ چودہ ہزار تھی اور یہ سارے کے سارے خیر یعنی بہترین لوگ ہیں۔

اِس کے بعد فرمایا اُخرِجَت لِلنَّاسِ یعنی تمہیں لوگوں کے لیے تیار کیا گیا ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ سب اللہ کے پسندیدہ اور دین کی خدمت کے لیے منتخب لوگ تھے۔

اِس کے بعد فرمایا تَأمُرُونَ بِالمَعرُوفِ وَتَنھَونَ عَنِ المُنکَرِ یعنی تُم نیکی کا حکم دیتے ہو اور بُرائی سے روکتے ہو۔ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام نہ صرف خُود نیکی کرتے اور بُرائی سے بچتے تھے کہ بلکہ لوگوں کو بھی نیکی کا حکم دیتے اور بُرائی سے منع کرتے تھے۔

اِس کے بعد فرمایا وَتُؤمِنُونَ بِاللہِ یعنی تُم اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ معلوم ہُوا کہ صحابہ کرام کے ایمان پر اللہ تعالیٰ کی تصدیق موجود ہے۔ منافق کسی انسان کو تو دھوکا دے سکتا ہے مگر دِلوں کے بھید جاننے والے خالق و مالک کو ہرگز دھوکا نہیں دے سکتا۔ اور جب وہی ذات کسی کے ایمان کی

marfat.com

Marfat.com

تصدیق کرے تو ایمان کی اس سے بڑی گواہی دائرۂ امکان سے باہر ہے۔
صحابہ کرام علیہم الرضوان کا باہمی اتفاق و اتحاد بھی اُن کے بہترین اُمت ہونے کا مظہر ہے۔ قرآن نے انہیں رُحَمَاءُ بَیْنَھُمْ (آپس میں رحمدل) کا خطاب دیا ہے۔ ان کی ایک زبردست خوبی یہ تھی کہ وہ ہر دوسرے بھائی کو اپنے سے بہتر اور متبرک سمجھتے تھے سیدنا علی المرتضیٰ شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ نے اپنے شہزادوں کے نام تبرکاً ابوبکر، عمر اور عثمان رکھے تھے۔ یہ تینوں شہزادے خوبصورت جوان تھے حضرت عباس شہید کربلا کے سگے بھائی تھے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہمراہ میدانِ کربلا میں بہادری کے جوہر دکھاتے ہوئے شہید ہو گئے۔ ان کے اسماء گرامی تاریخ کی بہت سی کتابوں میں آج بھی درج ہیں۔

(مثلاً جلاء العیون ص۴۱۲ وغیرہ)

قرآن کہیں مہاجرین و انصار اور ان کے پیروکاروں کو اللہ کی رضا کا سرٹیفکیٹ دیتا ہے (توبہ: ۱۰۰) کہیں صلح حدیبیہ کے موقع پر چودہ سو صحابہ کے لشکر کو نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دستِ اقدس پر خونِ عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کی خاطر بیعت کرنے پر اللہ کی رضا کا اعلان اور ان کے قلبی اخلاص کا پرچار کرتا ہے۔ (فتح: ۱۸) کہیں محمد رسول اللہ کے ساتھی قرار دے کر انہیں کفار پر سخت اور آپس میں رحم دل قرار دیتا ہے۔ (فتح: ۲۹) کہیں ان کے صحیح ایمان اور عمل کی بنا پر ان سے خلافت کا وعدہ کرتا ہے۔ (نور: ۵۵) کہیں کہتا ہے کہ "وہ لیسے مومن ہیں جیسے مومن ہونے کا حق ہے۔" (انفال: ۴)

marfat.com
Marfat.com

یہ سب سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہِ اقدس کا فیض ہے۔

اجماعِ اُمت

اس آیت کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ سے ہی معلوم ہوا کہ اس اُمت کا اکثریتی اور اجماعی فیصلہ کبھی غلط نہیں ہو سکتا۔ قرآن شریف میں اُمت کے اجماعی فیصلوں کو سبیل المومنین قرار دیا گیا ہے۔ (النساء : ۱۱۵)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

۱۔ یَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ — اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔

(ترمذی ۲/۳۹)

۲۔ عَلَیْکُمْ بِالْجَمَاعَۃِ فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ مَعَ الْوَاحِدِ۔ — ہمیشہ جماعت کے ساتھ رہو۔ اکیلے آدمی کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔

(ترمذی ۲/۳۹)

۳۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَجْمَعُ اُمَّتِیْ عَلٰی ضَلَالَۃٍ وَیَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ وَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ — بے شک اللہ میری اُمت کو گمراہی پر جمع نہیں کریگا۔ اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے جس نے جماعت کو چھوڑا اُسے آگ میں ڈالا جائے گا۔

(ترمذی ۲/۳۹، مشکوٰۃ ۳۰)

۴۔ اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّہٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ — ہمیشہ بڑے گروہ کی پیروی کرو جس نے بڑے گروہ کو چھوڑا اُسے آگ میں ڈالا جائیگا۔

(ابن ماجہ، مشکوٰۃ ۳۰)

۵۔ اِنَّ اُمَّتِیْ لَا تَجْتَمِعُ عَلٰی ضَلَالَۃٍ — میری اُمت کبھی بھی گمراہی پر متفق نہیں ہوگی

marfat.com
Marfat.com

فَاِذَا رَأَیْتُمُ الْاِخْتِلَافَ فَعَلَیْکُمْ بِالسَّوَادِ الْاَعْظَمِ — جب تم اختلاف دیکھو تو بڑے گروہ کے ساتھ ہو جاؤ۔

(ابن ماجہ، ۲۸۳)

سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ فرماتے ہیں۔

"میرے بارے میں دو طرح کے لوگ ہلاک ہو جائیں گے ایک حد سے زیادہ محبت کرنے والا جسے یہ محبت حق سے دور لے جائے گی۔ اور دوسرا مجھ سے بغض رکھنے والا جسے یہ بغض حق سے دور لے جائے گا۔ میرے بارے میں درمیانی راہ پر چلنے والے ہی صحیح ہوں گے۔ ہمیشہ بڑے گروہ کی پیروی کرو۔ بے شک اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔ تفرقہ بازی سے ہمیشہ بچو۔ جماعت سے الگ ہونے والا شیطان کا شکار بن جاتا ہے جس طرح اکیلی بکری ریوڑ سے بچھڑ کر بھیڑیئے کا شکار بن جاتی ہے۔ (نہج البلاغہ خطبہ نمبر ۱۲۵)

امر بالمعروف و نہی عن المنکر

اسی آیت کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ کے الفاظ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ سے معلوم ہوا کہ نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا اس اُمت کا طرۂ امتیاز ہے۔

پورا قرآن مجید مختلف قسم کے اوامر اور نواہی سے لبریز ہے اور خصوصاً اُمتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو فریضۂ امر و نہی کی ادائیگی کا

marfat.com
Marfat.com

حکم ان الفاظ سے ہوا ہے۔

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔

تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے جو اسلام کی طرف دعوت دے۔ نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے۔

(آل عمران: ۱۰۴)

اسی طرح حدیث شریف کا تمام ذخیرہ بھی قرآن مجید ہی کے اوامر و نواہی کی تفصیل ہے۔ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں جو بھی برائی کو ہوتا ہوا دیکھے اُسے چاہیئے کہ ہاتھ سے روکے۔ اگر ہاتھ سے روکنے کی ہمت نہیں رکھتا تو پھر زبان سے روکے۔ اور اگر زبان سے روکنے کی بھی ہمت نہیں رکھتا تو پھر کم از کم دل میں برا جانے۔ یہ ضعیف ترین ایمان ہے۔ (مسلم جلد ۱/۵۱۔ ابوداؤد جلد ۲/۲۴۰، ترمذی جلد ۲/۲۴۰، ترمذی جلد ۳۹/۲، ابن ماجہ ۲۹۰، مشکوٰۃ ۴۳۶)

حدیث کی کتابوں میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر، دعوت، وعظ اور نصیحت کے ناموں سے مستقل ابواب موجود ہیں مثلاً بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۶، مسلم جلد ۱ صفحہ ۵۱، ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۲۴۰، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۳۹، ابن ماجہ صفحہ ۲۸۹، مشکوٰۃ صفحہ ۴۳۶ پر مذکورہ ابواب موجود ہیں۔

کتب فقہ کی کتاب الحظر والاباحہ میں امر و نہی پر مستقل بحث ہوا کرتی ہے۔

حضرت امام ابوبکر جصاص رحمہ اللہ (م ۳۷۰ھ) نے اپنی تفسیر

marfat.com
Marfat.com

احکام القرآن جلد ۲ صفحہ ۴۸۶ پر، حضرت امام نووی رحمہ اللہ (م ۶۷۶ھ) نے شرح مسلم جلد ۱ صفحہ ۵۱ پر اور حضرت ملا احمد جیون (م ۱۱۳۰ھ) نے اپنی کتاب تفسیرات احمدیہ صفحہ ۲۰۹ پر لکھا ہے کہ امر و نہی کے وجوب پر پوری اُمت کا اجماع اور اتفاق ہے۔

ترکِ امر و نواہی کا وبال

اللہ کی لعنت: قرآن مجید میں اللہ جل مجدہٗ نے یہودیوں پر لعنت فرمائی ہے۔ محض اس وجہ سے کہ اُنہوں نے لوگوں کو بُرائی سے منع کرنا چھوڑ دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝	اللہ نے داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبانی بنی اسرائیل پر لعنت بھیجی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ نافرمان تھے اور حد سے بڑھ گئے تھے۔ وہ بُرائی کرنے والوں کو بُرائی سے روکتے نہیں تھے۔ اور یہ بہت بُری حرکت تھی۔

(المائدہ: ۷۸، ۷۹)

اس آیت کی تفسیر میں خود محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب بنی اسرائیل نافرمان ہوئے تو ان کے علماء نے انہیں منع کیا، لیکن وہ باز نہ آئے۔ اس کے بعد ان کے علماء نے ان سے میل جول رکھنا اور اکٹھے کھانا پینا شروع کر دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے نافرمانوں کی نحوست

marfat.com
Marfat.com

سب کے دلوں پر ڈال دی اور اِن پر لعنت فرمائی۔

(مشکوٰۃ صفحہ ۴۳۶)

معلوم ہُوا کہ نافرمانوں کی اصلاح کے لیے کوشش جاری رکھنا ضروری ہے۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ کہہ کر صلح کُلی کر لینے کی اجازت نہیں۔

عذابِ الٰہی

محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

اَوْحَى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِلٰى جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنْ اَقْلِبْ مَدِيْنَةَ كَذَا وَكَذَا بِاَهْلِهَا فَقَالَ يَارَبِّ اِنَّ فِيْهِمْ عَبْدَكَ فُلَانًا لَمْ يَعْصِكَ طَرْفَةَ عَيْنٍ قَالَ فَقَالَ اَقْلِبْهَا عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ فَاِنَّ وَجْهَهٗ لَمْ يَتَمَعَّرْ فِيَّ سَاعَةً قَطُّ

اللہ عزوجل نے جبریل علیہ السلام کو حکم دیا کہ فلاں فلاں شہر کو تباہ کر دو۔ اُنھوں نے عرض کیا یا رب اِن لوگوں میں تیرا ایک ایسا بندہ بھی ہے جس نے آنکھ جھپکنے کی دیر بھی آپ کی نافرمانی نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس سمیت سب کو تباہ کر دو۔ اس نے لوگوں کو کبھی بُرائی سے نہیں روکا۔

(مشکوٰۃ ص : ۴۳۹)

اس حدیث میں عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ کے الفاظ قابلِ غور ہیں۔ مُراد یہ ہے اللہ عزوجل نے امر و نہی نہ کرنے والے نیک آدمی کو عذاب دینے میں سب سے پہلے رکھا۔ باقی لوگوں کا ذکر بعد میں فرمایا۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ مطیع اور نافرمان کی مِثال ایسی ہے جیسے

marfat.com

Marfat.com

دو منزلہ جہاز میں لوگ سوار ہوں۔ نیچے کی منزل والے پانی لینے کے لیئے اُوپر جایا کرتے ہوں۔ یہ سوچ کر کہ بار بار اُوپر جانے سے اُوپر والے تنگ نہ آجائیں، انہوں نے نیچے سے جہاز میں سوراخ کردیا تاکہ پانی حاصل کر سکیں۔ اُوپر والوں نے یہ سوچ کر انہیں منع نہ کیا کہ ہمیں کسی سے کیا غرض؟ تو اِس صورت میں پورا جہاز ڈوب جائے گا۔ اور دونوں فریق غرق ہو جائیں گے اور اگر اُوپر والوں نے اِس حرکت سے منع کیا تو جہاز نہیں ڈوبے گا اور دونوں فریق ہلاکت سے بچ جائیں گے۔

(رواہ البخاری والترمذی مشکوٰۃ ص ۴۳۶)

یہی معنی قرآن مجید کی اِس آیت کے بھی ہیں۔

وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاصَّةً (انفال: ۲۵)	کہ اس عذاب سے ڈرو جو تم میں صرف نافرمانوں کو ہی نہ پہنچے گا (بلکہ ان کے ساتھ نیک لوگ بھی اس کی لپیٹ میں آجائیں گے۔)

پھر دُعائیں قبول نہیں ہوں گی

محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَتَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ اَوْ لَيُوْشِكَنَّ اللّٰهُ اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْهُ فَتَدْعُوْنَ فَلَا يُسْتَجِيْبُ لَكُمْ	اللہ کی قسم تمہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا پڑے گا۔ ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر عذاب نازل کرے پھر تم دعائیں مانگو گے مگر وہ قبول نہیں ہوں گی۔

(ترمذی، مشکوٰۃ ص ۴۳۶)

marfat.com
Marfat.com

اِس حدیثِ پاک کا مطلب یہ ہے کہ دو کاموں میں سے ایک کام ہو کر رہے گا۔ یا تو تم امر و نہی کرو گے یا پھر تمہارے رب کی طرف سے عذاب نازل ہو گا۔ پھر عذاب نازل ہونے کے بعد تم اللہ سے دُعائیں مانگو گے تو وہ قبول نہیں ہوں گی۔

بزاز اور طبرانی کے الفاظ یہ ہیں کہ تم امر و نہی نہیں کرو گے تو اللہ تمہارے اُوپر شریر حکمران مُسلط کرے گا۔ پھر تمہارے نیک لوگ دُعائیں مانگیں گے مگر وہ قبول نہیں ہوں گی۔ (مرقاۃ جلد ۹/۳۳۲)

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث بھی نقل فرمائی ہے کہ اگر تم امر و نہی نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے اُوپر شرارتی لوگوں کو حاکم بنا دے گا پھر وہ تمہیں شدید تکلیف دیں گے۔ پھر تمہارے نیک لوگ دُعا کریں گے مگر ان کی دُعائیں قبول نہیں ہوں گی۔ (مرقاۃ جلد ۹ صفحہ ۳۳۳)

یہاں تک جو کچھ عرض کیا جا چکا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ

۱۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اس اُمت پر فرض ہے۔

۲۔ امر و نہی کے ترک کر دینے والوں پر عذاب نازل ہوتا ہے۔ اور ان پہ ظالم حکمران مُسلط ہو جاتے ہیں پھر ان کی دُعائیں قبول نہیں ہوتیں۔

اَمر و نہی کرنے والوں کے مختلف طبقات

امر و نہی کا فریضہ ایک نہایت نازک فریضہ ہے۔ یہ ہر آدمی کے بس کا کام نہیں غلط دوا تجویز کر دینے کی وجہ سے قدم قدم پر رُوحانی مریض کی موت کا خطرہ ہے۔ اس کام کی نزاکت کے

marfat.com

Marfat.com

پیش نظر یہاں قدرے تفصیل سے عرض کیا جاتا ہے کہ کون سا کام کس شخص کی ذمہ داری ہے اور کس شخص پر لازم ہے کہ وہ کس معاملے میں خاموش رہے۔

۱۔ خروج وانقلاب یہ ارباب حل وعقد کا کام ہے۔ سربراہ مملکت کے قابل عزل ہوجانے کے بعد اہل علم آپس میں رابطہ اور ساز باز کریں اور حکمران کو ہٹانے کے لیئے باہمی مشورے کے ساتھ مناسب اقدام اٹھانے کا فیصلہ کریں۔ یہ اہل حل وعقد اور ان کے ساتھیوں کے لیئے عزیمت ہے۔

اِذَا اُمِرُوْا بِمَعْصِیَۃٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَۃَ (بخاری ۱/۴۱۵) اور مَنْ رَاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا سے ثابت ہے اس کے لیے حاکم کا قابل عزل ہونا انقلاب پول میں اہلیت کا ہونا اور پہلے سے بھی بڑے فتنے کا اندیشہ نہ ہونا شرط ہے۔ جو نہایت نازک مسائل ہیں۔

امام اعظم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ اکیلے آدمی کا کام نہیں۔ اسے انبیاء نے بھی اس وقت تک ہاتھ نہیں ڈالا جب تک انہیں اللہ کی طرف سے اس کا حکم نہیں ملا۔ (احکام القرآن ۲/۳۳)

۲۔ حدود وتعزیرات کا اجراء اور اقامۃ الصلوٰۃ یہ سرکاری سطح کا کام ہے جو حکومت پر فرض عین ہے۔ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ (الحج: ۴۱) اور اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ (النساء: ۵۸) سے ثابت ہے۔

marfat.com

Marfat.com

۳- جہاد بالسیف

جہاد فرضِ کفایہ ہے اسکی فرضیت کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِتَالُ (البقرہ: ۲۱۶) وغیرہ سے ثابت ہے اور اس کا کفایہ ہونا لَا یَسْتَوِی الْقَاعِدُوْنَ الیٰ قولہٖ تعالیٰ کُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰی (النساء: ۹۵) سے ثابت ہے۔

جہاد ایک خاص مقصد کے حصول کے لیئے کیا جاتا ہے۔ جتنے لوگوں سے وہ مقصد حاصل ہو جائے۔ انہی پر جہاد فرض ہے اور ان لوگوں کو جہاد کا حکم خود حکومت دے گی۔ یہی وجہ ہے کہ دشمنوں کے ہجوم اور اندھا دھند چڑھائی کے وقت تمام مردوں اور عورتوں پر جہاد فرضِ عین ہو جاتا ہے۔ (یہ نفیرِ عام کی صورت کہلاتی ہے۔)

جہاد کے لیئے ماں باپ کی اجازت ضروری ہے۔

(بخاری: ۲/ ۸۸۲)

مقروض کے لیئے قرض خواہ کی اجازت اور بیوی کے لیئے شوہر کی اجازت ضروری ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جہاد فرضِ کفایہ ہے اور ماں باپ اور شوہر کی خدمت اور قرض کی ادائیگی فرضِ عین ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ماں باپ کی اجازت کے بغیر جہاد پر آنے والوں کو واپس بھیج دیا۔

(ابن ماجہ: ۲۰۰)

marfat.com
Marfat.com

ایک اور حدیث میں ہے کہ شہید کو قرض کے سوا ہر بات کی معافی ہو جاتی ہے۔ (مسلم، مشکوٰۃ : ۲۵۲)

نیز زراعت، تجارت، عورتوں اور بچوں اور گھروں کی دیکھ بھال جیسے اہم کاموں کے لئے مردوں کی ایک معقول تعداد کا اپنے اپنے علاقوں اور گھروں میں موجود رہنا عقلاً و نقلاً ضروری ہے۔

قدوری، کنز اور ہدایہ وغیرہ میں ہے کہ الجہاد فرضٌ علی الکفایۃ۔ جہاد کے فرض کفایہ ہونے پر پوری امّت کا اجماع ہے۔ بے شمار احادیث کو سامنے رکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ جہاد کا درجہ ہر فرض عین کے بعد اور تمام نوافل سے اوپر ہے اور ظاہر ہے کہ فرضِ کفایہ کا یہی درجہ ہونا چاہیئے۔

احادیث شریفہ میں ذکرِ الٰہی اور نفس کے خلاف جہاد کو جہاد بالسّیف سے بہتر قرار دیا گیا ہے اور اسے جہادِ اکبر کا نام دیا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ نفس ہر برائی اور کفر کی طرف مائل ہے حتیٰ کہ جہاد بالسّیف سے بھی روکتا ہے تو سب سے پہلے تو اس اندر کے موذی کو قتل کرنا پڑے گا جس کی اصلاح پر جہاد بالسّیف موقوف ہے۔ ورنہ سارے کام دھرے کے دھرے رہ جائیں گے۔ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ میں اسی امر کی طرف اشارہ ہے۔

ایک غزوہ میں ایک شخص نے کفّار کے خلاف زبردست جنگ لڑی اور زخمی حالت میں خیمے میں آکر لیٹ گیا مگر اپنے نفس پر قابو نہ رکھ سکا

marfat.com

Marfat.com

اور زخموں کی تاب نہ لاکر خودکشی کرلی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر فرمایا "اللہ اس دین کی امداد فاجر آدمی سے بھی کراتا ہے"۔

(بخاری، مشکوٰۃ: ۵۳۴)

میدانِ جہاد میں ایک کافر کے سینے پر سوار شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ نے اس کافر کو عین اس وقت چھوڑ دیا جب اس نے آپ رضی اللہ عنہ کے چہرۂ اقدس پر تھوک دیا۔ اب ایک طرف جہاد بالسیف تھا اور دوسری طرف جہادِ اکبر۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کافر کے خلاف جہاد پر نفس کے خلاف جہاد کو ترجیح دی۔ حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص اللہ تعالیٰ سے کہے گا کہ میں نے تیری راہ میں جہاد کیا اور اپنی جان قربان کردی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تم نے یہ سب کچھ بہادر کہلانے کی غرض سے کیا پھر لوگوں نے تجھے بہادر کہا۔ تم نے جو چاہا وہ تمہیں مل چکا۔ پھر اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (مسلم ۲/۱۴۰)

اس کے برعکس صدقِ دل سے شہادت کی دعا مانگنے والا شہادت کا مرتبہ پائے گا خواہ وہ اپنے بستر پر ہی مرا ہو۔ (مسلم ۲/۱۴۱)

یاد رکھیے! یہ کوئی ڈھکا چھپا مسئلہ نہیں ہے بلکہ قرآن وسنت اور عقل وانصاف کی روشنی میں پایۂ ثبوت کو پہنچی ہوئی بات ہے کہ "بڑے موذی کو مارا نفسِ امارہ کو گر مارا"۔

یہی وجہ ہے کہ تمام اولیاء کرام جہادِ اکبر کے قتیل ہونے کے سبب سے زندہ ہیں۔ ان کی حیات میدانِ جنگ میں مارے جانیوالوں کی حیات سے

marfat.com
Marfat.com

قوی تر ہے اور بخدا ایسا ہی ہے۔

جنگ کا ضابطہ جنگ کی غرض وغایت فتنہ کا خاتمہ اور کلمۃ اللہ کی سربلندی ہے۔ (حتیٰ لاتکون فتنۃ، انفال: ۳۹
اور لتکون کلمۃ اللہ ھی العلیا، بخاری، مسلم: ۲/۱۳۹)

اس مقصد کے حصول کے لیئے اسلامی حکومت کی سربراہی میں ایک خاص منصوبہ بندی اور طے شدہ ضابطے کے مطابق کفار کے خلاف حتمی کارروائی کا نام جہاد بالسیف یا قتال ہے۔ اس جہاد کی پانچ مختلف صورتیں ہیں۔

۱۔ دشمن اگر زبردستی کرے اور چڑھائی کرے تو اپنا دفاع کرنا۔ ایسے جہاد میں طاقت کا زیادہ ہونا ضروری نہیں۔ ہر حال میں دفاع فرض ہے۔ اور کفار کے ہجوم کی صورت میں تمام مردوں اور عورتوں پر فرض عین ہے۔ جیسے جنگ خندق ہوئی تھی۔

۲۔ غیر اسلامی مملکت میں پھنسے ہوئے مظلوم مسلمانوں کو آزادی دلانا۔ اس کے لیئے طاقت کا ہونا اور مناسب وقت کا انتظار ضروری ہے جیسے فتح مکہ۔

۳۔ غیر مسلم اقوام کی بڑھتی ہوئی طاقت سے اگر اہل اسلام خطرہ محسوس کریں تو ان کی طاقت کو بالغ ہونے سے پہلے ہی ختم کر دینا۔ جیسے جنگ بدر

اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ خود اسلامی مملکت کے اندر غیر مسلموں کو انسانی حقوق کے نام پر بے جا مراعات دے کر آستین

marfat.com
Marfat.com

کے سانپ پالنا کتنی بڑی خطا ہے۔

۴۔ غیر مسلم ملک میں مختلف ادیان و اقوام کے لوگوں کو ظلم و ستم سے نجات دلا کر اسلامی نظامِ عدل فراہم کرنا۔ خواہ وہ لوگ بعد میں مسلمان ہو جائیں یا نہ ہوں۔ ان پر زبردستی نہیں کی جائے گی۔ اس کے لیئے بھی طاقت کا ہونا ضروری ہے۔ جیسے فتح اندلس۔

۵۔ اگر اہل اسلام اس پوزیشن میں ہوں تو کسی دوسری وجہ کے بغیر صرف اسلام کو پھیلانے کے لیئے غیر مسلم حکمرانوں کو خطوط لکھے جائیں۔ اگر وہ اسلام کو قبول کر لیں تو ٹھیک ورنہ انہیں جزیہ دینے اور ماتحت ہو جانے کو کہا جائے اس لیئے کہ دین میں زبردستی نہیں ہے یہیں پر آیت لا اکراہ فی الدین صحیح طور پر فٹ بیٹھتی ہے لیکن اگر وہ اس کے لیئے بھی تیار نہ ہوں تو ان کے خلاف باقاعدہ جنگ لڑی جائے۔ اسلام کے علاوہ تمام ادیان فتنہ ہیں اور اللہ کریم فرماتا ہے کہ فتنہ قتل سے بھی بدتر ہے۔ (البقرہ : ۱۹۱)

فتنے کو ختم کرنا ایسا ہی ہے جیسے سانپ، بچھو اور پاگل کتے کو مار دینا۔ جہاد میں عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو مارنا اسی لیئے منع ہے کہ یہ فتنہ نہیں پھیلا سکتے۔ لیکن اگر عورت کفار کی حکمران ہو تو اسے مارنا جائز ہے اس لیئے کہ اب وہ فتنہ پھیلا رہی ہے۔

ایسے جہاد کے لیئے بھی افرادی اور بارودی طاقت کا کفار کے مقابلے پر زیادہ ہونا اور محتاط اندازے کے مطابق فتح کا یقینی ہونا ضروری ہے۔

marfat.com

Marfat.com

ورنہ عین اندیشہ ہے کہ یہ خودکشی کے مترادف نہ ہو جائے۔
حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فارس کے لشکر کے امیر کے نام جو خط لکھا اُسے پڑھیئے اور اپنا ایمان تازہ کیجئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من خالد بن الولید الیٰ رستم و مھران فی ملاء فارس
سلامٌ علیٰ من اتبع الھدیٰ اما بعد۔

ہم تمہیں اسلام کی دعوت دیتے ہیں اگر تم انکار کرو تو پھر جزیہ ادا کرو اور ہمارے ماتحت ہو کر رہنا قبول کر لو۔ اور اگر اس سے بھی انکار کرو گے تو پھر سُن لو کہ میرے ہمراہ ایسی قوم ہے جنہیں اللہ کی راہ میں مرنا اتنا محبوب ہے جتنی اہلِ فارس کو شراب محبوب ہے۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

(مشکوٰۃ ص۳۴۲)

جہاد کا اسلامی حکومت کی سربراہی میں ہونا ضروری ہے اگر حکومت اسلامی نظام سے غافل اور جہاد میں متساہل ہو تو اسے خطوط اور وفود کے ذریعے اِس امر پر آمادہ کیا جائے اور جہاد اِن قواعد وضوابط کے مطابق کیا جائے جن کی تفصیل اِسلام نے فراہم کر دی ہے۔ کوئی ایسا قدم نہ اٹھایا جائے جس سے فتنہ ختم ہونے کی بجائے پہلے سے بھی زیادہ ہو جائے اور کلمۃُ اللہ کے بلند ہونے کی بجائے اِسلام کی رُسوائی ہو۔ جذبات میں آکر نعرے لگا دینا آسان ہے مگر حُکم خداوندی کی کماحقہٗ پاسداری ذرا

marfat.com
Marfat.com

مشکل ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نصیحت کرنے والا خارجی بھی اپنی دانست میں کلمۂ حق کہہ رہا تھا اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے خلاف تلوار اٹھانے والے بھی نعرۂ تکبیر ہی بلند کر رہے تھے۔

عوام کے جذبۂ جہاد سے فائدہ اُٹھا کر عوام کے ہاتھوں میں براہِ راست اسلحہ دے دینا جائز نہیں۔ قتل کا بدلہ قتل، چور کی سزا، زانی کی سنگساری اور مُرتد کا قتل سب حکومت کے کام ہیں۔ اگر عوام کے لیے کسی کافر یا مُرتد کو قتل کرنا جائز ہوتا تو ہم نے منکرینِ ختمِ نبوت کی اینٹ سے اینٹ بجا دی ہوتی۔ مُلک میں فتنہ پھیل جائے تو اسلحہ پر پابندی لگا دینا جائز ہے۔ ویکرہ بیع السلاح فی ایام الفتنۃ (قدوری: ۲۶۰)

مُنکرینِ جہاد کا انجام

حدیث شریف میں ہے کہ جہاد قیامت تک سرسبز و شاداب رہے گا۔ جلد ہی مشرق سے ایک گروہ اُٹھے گا جو کہے گا کہ اللہ کی راہ میں جہاد بند ہو چکا ہے وہ لوگ جہنم کا ایندھن ہیں حالانکہ اللہ کی راہ میں ایک دِن کا جہاد ہزار غلام آزاد کرنے سے بہتر ہے اور تمام اہلِ زمین کا صدقہ دینے سے بہتر ہے۔ (کنز العمال: ۳۲۸/۴)

اس حدیث میں منکرینِ ختمِ نبوت کی واضح نشاندہی موجود ہے جن کا مرکز، مدینہ شریف سے سیدھا مشرق میں ہے اور وہ واقعی جہاد کے منکر بھی ہیں۔

marfat.com

Marfat.com

خلاصہ یہ ہے کہ یہ سرکاری سطح کا کام ہے جسے حکومت حکم دے اس پر فرضِ عین ہے جہاد کی ضرورت اور صورتحال کے مطابق حکومت کم یا زیادہ لوگوں کو حکم دے سکتی ہے نفیر عام کی صورت میں تمام مردوں اور عورتوں پر فرضِ عین ہے کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِتَالُ وغیرہ سے ثابت ہے۔

۴۔ کلام و مناظرہ و تردیدِ باطل

یہ اُمت کی تنظیمی سطح کا کام ہے فرضِ کفایہ ہے۔ وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّۃٌ (آل عمران: ۱۰۴) اور وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ سے ثابت ہے۔

۵۔ تفقہ فی الدین اور فقہی راہنمائی

یہ علاقائی، مدنی اور دیہی سطح کا کام ہے۔ یہ بھی فرضِ کفایہ ہے۔ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ کُلِّ فِرْقَۃٍ مِّنْھُمْ طَائِفَۃٌ (التوبہ: ۱۲۲) سے ثابت ہے اس کا تعلق اپنوں کی اصلاح سے ہے۔

۶۔ اپنی رعایا اور اہل و عیال کو امر و نہی

یہ انفرادی سطح کا کام ہے ہر شخص پر فرضِ عین ہے۔ قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا (تحریم ۶) اور حدیث کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِیَّتِہٖ (بخاری ۲/۱۰۵۷) سے اسکی فرضیت ثابت ہے۔ ماں باپ اپنی اولاد کو، افسر اپنے ماتحتوں کو، اُستاد اپنے شاگردوں کو اور حکومت اپنی رعایا کو امر و نہی کرے۔

marfat.com
Marfat.com

۷۔ مِن وعَن ابلاغ

یہ ہر کسی کے لئے مستحب ہے بَلِّغُوا عَنِّی وَلَوْ آیَۃ سے ثابت ہے اس میں شرط یہ ہے کہ رٹی رٹائی بات آگے کردی جائے یا مستند کتاب پڑھ کر سنادی جائے۔

جاہل آدمی کا قرآن کی تفسیر یا حدیث کی شرح بیان کرنا سراسر ناجائز ہے۔ ایسے کام کے لئے عربی دانی، ناسخ و منسوخ وغیرہ کا علم بہت ضروری ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہلاء کی فتویٰ بازی کو قیامت کی نشانی قرار دیا ہے: فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی کریں گے۔

(بخاری ۱/۲۰، مسلم ۲/۳۴۰)

صحابہ کرام علیہم الرضوان جاہل مبلغین کو مساجد سے نکال دیتے تھے۔

۸۔ ظاہر اور واضح معروف و منکر کا ہر کسی کو امر و نہی

یہ انفرادی سطح کا کام ہے

عام طور پر مطلق امر و نہی سے یہی مراد لیا جاتا ہے اس کا تعلق اپنی رعایا کے علاوہ دوسرے عام لوگوں کو امر و نہی کرنے سے بھی ہے۔ اس کا حکم مَنْ رَاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ (الحدیث) میں دیا گیا ہے۔ فقہ کی کتابوں میں امر و نہی کے اس خاص پہلو پر بحث ملتی ہے۔ فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے کہ امر بالمعروف کئی طریقوں سے ہوتا ہے اگر گمان غالب ہو کہ لوگ اسکی بات مان لیں گے تو اس صورت میں امر و نہی واجب ہے۔ اگر گالی گلوچ، دشمنی کھڑی ہونے اور مار کھانے کا خطرہ ہو تو کم ہمت آدمی امر بالمعروف نہ کرے تو بہتر ہے اور اگر ہمت والا ہو تو امر بالمعروف کر سکتا ہے اگر گمان غالب ہو کہ لوگ بات نہیں مانیں گے لیکن نقصان بھی نہیں پہنچائیں گے تو اس کی مرضی ہے کہ امر بالمعروف کرے یا نہ کرے لیکن کرنا افضل ہے۔

marfat.com

Marfat.com

ایسا شخص جب امر بالمعروف کرنے لگے تو اس کے لیے مندرجہ ذیل باتوں پر عمل کرنا ضروری ہے۔

۱۔ اخلاص: حدیث شریف میں ہے کہ اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔ (بخاری ۱/۲، مسلم ۲/۱۴۱)۔ قیامت کے روز ایک شخص اللہ تعالیٰ سے عرض کرے گا کہ میں نے تیری راہ میں علم سیکھا اور لوگوں کو سکھایا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تیری نیت یہ تھی کہ لوگ تجھے عالم اور قاری سمجھیں اور لوگوں نے تجھے عالم اور قاری سمجھا بھی۔ جو تو نے چاہا وہ تجھے مل چکا۔ فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اسے ناک کے بل گھسیٹ کر دوزخ میں گرا دو۔

(مسلم ۲/۱۴۰)

۲۔ حصول علم: علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

(مشکوٰۃ: ۳۴)

کتب حدیث میں عموماً اخلاص و ایمان کے بعد علم کی بحث ملتی ہے۔ بعض بزرگوں نے اپنی معرکۃ الآرا کتابوں کا آغاز ہی علم کی بحث سے فرمایا ہے۔ مثلاً داتا ہجویری علیہ الرحمہ نے کشف المحجوب کا آغاز اور امام غزالی علیہ الرحمہ نے احیاء العلوم کا آغاز علم کی بحث سے کیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم کی زیادتی طلب کرنے کا حکم ہوا ہے۔ وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْماً (طٰہٰ: ۱۱۴) دعا کرو کہ اے اللہ! میرے علم میں اضافہ فرما۔

اگر علم کے بغیر کوئی شخص امر و نہی شروع کر دے تو عین ممکن ہے کہ

marfat.com
Marfat.com

امر کے موقع پر نہی اور نہی کے موقع پر امر کر ڈالے یا نرمی کے موقع پر سختی اور سختی کے موقع پر نرمی کرے یا غلط اور جذباتی فیصلے کرتا ہے۔

۳۔ **عمل:** علم کے مطابق عمل کرنا بہت ضروری ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ (البقرہ: ۴۴) کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھلا دیا ہے؟ حدیث پاک میں ہے کہ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے شریر آدمی وہ ہوگا جس نے اپنے علم سے فائدہ نہ اٹھایا ہو۔ (مشکوٰۃ: ۲۷)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ انْفَعْنِيْ بِمَا عَلَّمْتَنِيْ وَ عَلِّمْنِيْ مَا يَنْفَعُنِيْ وَزِدْنِيْ عِلْمًا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ حَالِ اَهْلِ النَّارِ

اے اللہ مجھے اس علم سے نفع پہنچا جو تو نے مجھے سکھایا ہے اور مجھے علم نافع سکھا اور میرے علم میں اضافہ فرما۔ ہر حال میں اللہ کا شکر ہے اور میں اہل نار کے حال سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

(مشکوٰۃ: ۲۱۹)

علم کے مطابق عمل کرنے سے مبلغ کی بات میں اثر پیدا ہوتا ہے اور اس کی شخصیت دوسروں کے لئے نمونہ بن جاتی ہے۔

۴۔ **بدکلامی سے پرہیز:** اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ۔

یہ اللہ کی رحمت ہے کہ آپ ان کے لئے نرم ہیں اگر آپ تند خو اور سخت دل ہوتے تو یہ لوگ آپ کے ارد گرد سے اٹھ کر چلے جاتے۔

(آل عمران: ۱۵۹)

marfat.com
Marfat.com

حدیث شریف میں ہے کہ عالم علم و ادب سے وعظ کرتا ہے اور جاہل آدمی مار پیٹ اور سخت کلامی سے کام لیتا ہے۔ (سر الاسرار: ۸۴)

ایک مرتبہ ایک دیہاتی نے مسجد میں پیشاب کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانی منگا کر مسجد دھلوادی اور دیہاتی کو بعد میں آرام سے سمجھا دیا۔ (مسلم ۱/۱۳۸)

۵۔تعلیم میں تدریج: کسی نو مسلم پر بیک وقت تمام اعمال کا بوجھ تنفر کا باعث بن سکتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن میں تبلیغ کے لیئے بھیجا تو یوں ہدایت فرمائی کہ اہل کتاب کو پہلے توحید و رسالت کی دعوت دینا۔ جب وہ اسے مان لیں تو پھر پانچ نمازوں کا حکم سنانا۔ جب وہ اسے بھی مان لیں تو پھر زکوٰۃ کا حکم سنانا۔ جب وہ اسے بھی مان لیں تو پھر زکوٰۃ لیتے وقت ان کا اچھا اچھا مال نہ لے لینا اور مظلوم کی آہ سے ڈرنا۔ مظلوم کی آہ اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا۔ (بخاری ۲/۱۰۹۶)

۶۔ ہمہ وقتی اور لمبی تقریر سے پرہیز: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ یہ تھا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو کبھی کبھی وعظ فرماتے اور ان کے تھک جانے کا خیال رکھتے تھے۔ (بخاری ۱/۱۶)

حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہر جمعرات کو وعظ کیا کرتے تھے کسی نے آپ سے کہا کہ آپ روز وعظ کیا کریں۔ آپ نے فرمایا میں یہ نہیں چاہتا کہ میں تقریر کرتا رہوں اور لوگ تھک جائیں میرا طریقہ وہی ہے جو نبی کریم

marfat.com
Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ تھا۔ (بخاری: ۱/۱۶)

حتیٰ کہ امام کے لیئے بھی یہ ہدایت ہے کہ بیمار، ضعیف اور حاجت مند لوگوں کا خیال رکھتے ہوئے قراءۃ لمبی نہ کیا کرے۔

(بخاری: ۱/۱۹، مسلم: ۱/۱۸۸)

۷۔ جہلاء سے مت الجھیں: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا — میرے بندے وہ ہیں کہ اگر ان سے جاہل بحث کریں تو سلام کہہ کے ٹال دیتے ہیں۔

(فرقان: ۶۳)

۸۔ لوگوں کی سمجھ سے بالاتر بات نہ کریں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نا اہل کے سامنے علم کی بات کرنا ایسے ہی ہے جیسے خنزیر کے گلے میں جواہر، موتیوں اور سونے کا ہار ڈال دیا جائے۔

(مشکوٰۃ: ۳۴)

نیز فرمایا اَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ (مشکوٰۃ: ۴۲۴) لوگوں سے ان کے مرتبہ کے مطابق پیش آؤ۔

۹۔ فقہی اختلافات کو ہوا نہ دیں: اگر عوام علماء کے فقہی اختلافات دیکھیں تو ان میں چہ میگوئیاں شروع ہو جاتی ہیں اور تنفر کو فروغ ملتا ہے۔ اسی لیئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "لوگوں کو خوش رکھو متنفر مت کرو۔ آسانی پیدا کرو، مشکل پیدا نہ کرو۔ ایک جیسی بات کرو، اختلاف نہ کرو۔"

(مشکوٰۃ: ۳۲۲)

marfat.com
Marfat.com

۱۰۔ بحث کا طریقہ حتی الوسع گریز کے باوجود اگر کسی سے بحث کرنا ہی پڑ جائے یا حکمت و مصلحت، بحث و مناظرے ہی کی مقتضی ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ

اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ۝ — اچھے طریقے سے رد کریں۔ یہ انداز اپنائیں کہ جیسے آپ کا مخالف آپ کا جگری دوست ہو۔

(حٰم ۳۴:۴۱)

مناظرے میں مخالف کے رویّے، پاس بیٹھی ہوئی عوام کی نفسیات اور اپنی بات میں وزن پیدا کرنے کی ضرورت کا لحاظ بہت ضروری ہوتا ہے۔ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ میں اسی کا ذکر ہوا ہے۔

۱۱۔ کسی کو کافر کہنے میں جلدی نہ کریں سب سے پہلے تو ضروری ہے کہ فیصلہ کرنے والے کو کفر اور ایمان کی تعریف کا بخوبی علم ہو۔ اسکے بعد کسی کے قول کے بارے میں مکمل حسنِ ظن سے کام لے کر اس میں صحت کا پہلو تلاش کرنا چاہیئے تاکہ وہ شخص کفر کے فتوے سے بچ سکے۔ اگر کسی قول کے سو معنی بنتے ہوں، جن میں سے ننانوے معنی کفریہ ہوں اور ایک معنی درست بنتا ہو تو ایسے قول پر کفر کا فتویٰ نہیں دینا چاہیئے۔

حدیث شریف میں ہے کہ اگر کسی نے دوسرے کو کافر کہا اور وہ فی الواقع کافر نہ ہو تو یہ کفر اسکی اپنی طرف لوٹ آئے گا۔ (مسلم ۱/۵۷)

marfat.com

Marfat.com

۱۲۔ تبلیغ کو نتیجہ خیز بنانے کی کوشش کریں

مبلغ کے لیے ضروری ہے کہ اپنی تبلیغ کے نتائج پر نظر رکھے۔ جذباتی باتوں اور غلط طریقۂ کار کے ذریعے مبلغ اپنا کلیجہ تو ٹھنڈا کر سکتا ہے مگر تبلیغ کا حق ادا نہیں کر سکتا۔

۱۳۔ نرمی اور سختی کے مواقع

مبلغ کے لیے ضروری ہے کہ موقع کی مناسبت سے نرم یا سخت رویہ اختیار کرنے پر دسترس رکھتا ہو۔ اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ کب ہاتھ کا استعمال کرنا ہے، کب زبان کا استعمال کرنا ہے۔ کب خاموش رہنا ہے اور کب صرف اپنے موڈ سے اگلے کو احساس دلانا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں دس سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہا آپؐ نے مجھے ایک بار بھی نہیں فرمایا کہ یہ کام تُم نے کیوں کیا اور یہ کام تُم نے کیوں نہیں کیا۔ (بخاری، مسلم ۲/۲۵۳)

اس کے لیے فرض، واجب، سُنّت، مستحب اور مباح وغیرہ شرعی احکام کا فرق جاننا بھی ضروری ہے تاکہ حکم کی سختی اور نرمی کے مطابق تبلیغ میں بھی سختی اور نرمی کی جا سکے۔

مثلاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لباس مبارک، کھانا، پینا، نشست و برخاست، سونا جاگنا، طب اور زراعت کا طریقہ یہ سب چیزیں سُننِ زوائد ہیں۔ یہ سب مستحبات کے حکم میں ہیں۔ ان پر سختی کرنا مغزِ شریعت اور رُوحِ تبلیغ کے منافی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

حضرت مُلّا احمد جیون رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سُنت کی ایک قسم سُنتِ زائدہ ہے۔ اسکے ترک سے بُرائی لازم نہیں آتی۔ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا لباس اور نشست و برخاست کا طریقہ اِسی زمرے میں آتے ہیں۔ یہ سب کام نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے عبادت کے طور پر نہیں بلکہ عادت کے طور پر کیئے ہیں۔ (نورالانوار صفحہ ۱۷۱)

شامی میں ہے کہ

سُنتِ زائدہ مستحب کے حکم میں ہوتی ہے۔ (شامی ۱/۷۹)

مستحب کا جان بوجھ کر ترک کر دینا بھی جائز ہوتا ہے بلکہ مکروہِ تنزیہی بھی جائز ہی کی اقسام سے ہے حتیٰ کہ بیانِ جواز کے لیئے مکروہ تنزیہی کا جان بوجھ کر ارتکاب مسنون ہے۔

جیسا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے جان بوجھ کر ننگے سر نماز پڑھی کسی نے آپ سے پوچھا کہ آپ نے کپڑا پاس ہونے کے باوجود ننگے سر نماز کیوں پڑھی؟ فرمایا میں نے یہ اس لیئے کیا کہ تیرے جیسا احمق دیکھ لے۔

(بخاری ۱/۵۱)

دراصل یہ کام اتنا مشکل ہے کہ کسی مدرسے سے فارغ التحصیل ہونا بھی اسکے لیئے ناکافی ہے۔ چہ جائیکہ ہر کس و ناکس اسلام کے سر پر دستِ شفقت رکھنے کے لیئے اس کی تبلیغ شروع کر دے۔ اِس کا تعلق حکمت سے ہے جو سالہا سال تک آداب سیکھے اور زانوئے مُریدی طے کیئے بغیر کسی کے خلق میں داخل نہیں ہوتی۔

marfat.com
Marfat.com

۱۴۔ دعائے نصرت دعا مومن کا ہتھیار ہے۔ فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (بقرہ: ۲۸۶)۔ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ (آل عمران: ۱۷۳) اور وَاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا (بنی اسرائیل: ۸۰) خاص طور سے امر و نہی کے موضوع پر وارد ہوئی ہیں۔

۱۵۔ دل برداشتہ نہ ہوں اور نگھرے رہیں مبلغ کو چاہیئے کہ ثابت قدم اور مستقیم رہے۔ اپنا کام پوری ہمت سے کرتا جائے لیکن اگر اس کی مکمل کوشش کے باوجود کوئی شخص ٹھیک نہ ہو تو دل برداشتہ نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ (بقرہ: ۲۷۲) ان کو ہدایت دے کے ہی چھوڑنا آپ کی ذمہ داری نہیں ہے۔

پھر فرماتا ہے لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (شعراء: ۳) کہ اے محبوب! کیا آپ ان کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے اپنی جان پر کھیل جائیں گے۔

اسلام کا سیاسی ضابطہ

اسلامی مملکت کے سربراہ کے لیئے بالغ، عالم باعمل صحت مند اور مرد ہونا ضروری ہے۔ قرآن شریف میں طالوت بادشاہ کو اس عہدے کے لیئے ترجیح دینے کا سبب یہ بیان ہوا ہے کہ

وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِى الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ اسے اللہ نے علم اور جسم میں فراخی دی۔

(البقرہ: ۲۴۷)

marfat.com

Marfat.com

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ قوم کبھی فلاح نہیں پا سکتی جس نے اپنا حاکم عورت کو بنا لیا۔ (بخاری ۲/۱۰۲۷، ۲/۵۲-۱، ترمذی ۲/۵۱، مشکوٰۃ ۳۲۱)
نیز فرمایا جب تمہارے معاملات عورتوں کے سپرد ہوں تو پھر تمہارے لیے زندگی سے موت بہتر ہے۔ (ترمذی ۲: ۵۱) ۔ قرآن وسنت کے بے شمار دلائل، عورت کے پردے، نسوانی مجبوریوں اور شریعت اسلامیہ کے مزاج کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ عورت کی حکمرانی سخت ناجائز ہے۔ سربراہ کا انتخاب کرنا اہل حل وعقد یعنی اہل علم کا کام ہے جو موقع پر حاضر ہوں ان کی اکثریت کا فیصلہ مان لیا جائے گا۔ (جیسا کہ خلفاء راشدین علیہم الرضوان کے لیے ہوا۔)

شوریٰ سربراہ مملکت کو بادشاہ، امیر، حاکم، وزیر اعظم یا صدر وغیرہ کچھ بھی کہہ سکتے ہیں۔ سربراہ مملکت اپنی صوابدید سے شوریٰ کے افراد کو نامزد کرتا ہے اور انہیں وزارتیں سونپ سکتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ امیر کا بھلا چاہتا ہے تو اُسے اچھا وزیر عطا کر دیتا ہے جب وہ بھولتا ہے تو وزیر اُسے یاد کرا دیتا ہے اور اگر وہ یاد رکھے تو وزیر اس سے تعاون کرتا ہے۔ اس کے برعکس جب اللہ تعالیٰ امیر کا بھلا نہیں چاہتا تو اس کو بُرا وزیر دے دیتا ہے جب وہ بھولتا ہے تو وزیر یاد نہیں دلاتا اور اگر وہ یاد رکھے تو وزیر اس سے تعاون نہیں کرتا۔

(ابو داؤد، نسائی، مشکوٰۃ ۳۲۲)

marfat.com
Marfat.com

نیز فرمایا زمین پر میرے وزیر ابوبکر اور عمر ہیں۔

(ترمذی، مشکوٰۃ ۵۶۰)

عدالت

ججوں کا تقرر بھی سربراہ مملکت اپنی صوابدید سے کرتا ہے۔ جج کے لیے عالم اور مجتہد ہونا شرط ہے۔ اسکی نظر عدالتی نظائر پر کامل ہونی چاہیئے تاکہ قرآن، حدیث اور صالحین کے فیصلوں کے مطابق فیصلہ کر سکے جیسا کہ سنن نسائی میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے فرمان موجود ہیں کہ قرآن، سنت اور صالحین کے فیصلوں کے مطابق فیصلے کیئے جائیں اور اگر ان میں مسئلے کا حل نہ ملے تو اجتہاد کریں۔

(نسائی صفحہ ۲/۲۶۰)

جج شوریٰ کا رکن بھی ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ متعدد صحابہ کرام علیہم الرضوان دونوں طرف کام کرتے تھے۔ خود سربراہِ مملکت جج کے فرائض انجام دینے کا سب سے زیادہ حق دار ہے۔ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفائے راشدین خود فیصلے دیا کرتے تھے اور مختلف علاقوں کے گورنر خود ہی جج بھی ہوتے تھے۔

جیسے حضرت عمرو بن عاص مصر میں اور حضرت معاذ بن جبل یمن میں۔

جج کے لیئے ضروری ہے کہ صورتحال کی مکمل معلومات حاصل کرے۔

حدیث شریف میں ہے کہ جس نے لاعلمی میں فیصلہ دیا وہ دوزخی ہے۔

(ابو داؤد۔ ابن ماجہ، مشکوٰۃ : ۳۲۴)

اور غصے میں فیصلہ نہ دے (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ ۳۲۴) مکمل طور پر تازہ دم ہونے کی حالت میں فیصلہ دے تاکہ اس کا فیصلہ کسی دوسرے دباؤ سے متاثر نہ ہو۔

marfat.com
Marfat.com

جج کا عہدہ ایسا نازک ہے کہ حدیث پاک میں ہے جسے قاضی (جج) بنایا گیا وہ چھری کے بغیر ذبح ہو گیا۔

(ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ مشکوٰۃ ۔ ۳۲۴)

اسلام میں ان میں سے کسی بھی عہدے کو طلب کرنا منع ہے حدیث شریف میں ہے کہ اللہ کی قسم ہم یہ امر (عہدہ) کسی ایسے شخص کو نہیں دیتے جو اسے خود طلب کرے یا اس کا لالچ رکھے۔

(بخاری، مسلم مشکوٰۃ ۳۲۰)

خارجہ پالیسی

خارجہ پالیسی کی بنیاد یہ ہے کہ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (المائدہ : ۲) نیکی اور تقویٰ کے معاملے میں تعاون کرو اور گناہ اور سرکشی کے معاملے میں تعاون مت کرو خواہ کوئی معاملہ (DEAL) کسی مسلم ملک سے ہو یا غیر مسلم سے۔ البتہ مسلمان کو غیر مسلم پر ترجیح دیتے ہوئے اس کے اسلام کا پاس رکھا جائے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

مسلمانوں کے درمیان معاہدہ جائز ہے سوا اس معاہدے کے جس میں حلال کو حرام یا حرام کو حلال کر دیا گیا ہو۔ مسلمان اپنی طے شدہ شرائط کے پابند ہوں گے سوا ان شرائط کے جن میں حلال کو حرام یا حرام کو حلال کر دیا گیا ہو۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ مشکوٰۃ ۲۵۳)

اسلامی ممالک کا ایک اتحادی بلاک (FEDERATION) تیار کرنا

marfat.com

Marfat.com

بہت اچھی تدبیر ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے

وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً یقیناً یہ تمہاری اُمت، ایک ہی اُمت ہے

(الانبیاء: ۹۲ - مومنون، ۵۲)

اور لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ج

مومن مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں۔ (آلِ عمران: ۲۸)

اِن آیتوں میں اسلامی بلاک کی حوصلہ افزائی موجود ہے۔ اس کے علاوہ مندرجہ ذیل آیات میں خارجہ پالیسی کے بُنیادی نکات موجود ہیں صرف ترجمہ اور خلاصہ ملاحظہ فرمائیں۔

معاہدے پُورے کرو۔ (المائدہ: ۱)، اگر کسی قوم سے خیانت کا ڈر ہو تو معاہدہ سیدھا ان کی طرف پھینک دو۔ (انفال: ۵۸)، اخبار اور اطلاعات کے بارے میں پُوری چھان پھٹک اور تفتیش ضروری ہے۔ (الحجرات: ۵)، تم میں ان کے سُننے والے (جاسوس) موجود ہیں (توبہ: ۴۷)، دشمن کے خلاف جس قدر ہو سکے اپنی جنگی تیاری مکمل رکھو۔ (انفال: ۶۰)

اسلام اور جمہوریت

اسلام کا ضابطہ کسی دُوسرے نظام کا نہ تو پابند ہے اور نہ ہی اُسے کسی دُوسرے نظام پر قیاس کیا جاسکتا ہے۔ اسلام کا مطالعہ کرتے وقت آمریت اور جمہوریت کی عینک اُتار دینا ضروری ہے۔ جمہوری نظام میں ہر پڑھے لکھے اور جاہل کا ووٹ برابر ہے۔ کثیر جماعتی نظام میں اقلیت، اکثریت پر حکومت کرتی ہے۔ صرف ستر لاکھ ووٹ لے کر چودہ کروڑ انسانوں پر حکومت کی جا چکی ہے۔ ووٹ خریدنے کے لئے ناجائز اور اوچھے ہتھکنڈے استعمال کئے جاتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

برادری سسٹم، نسل پرستی اور لسانیت وغیرہ کے حوالے سے ووٹ مانگے جاتے ہیں نیز جو پہلے ووٹ مانگ لے جو مسئلہ حل کر دے جو رشوت دے دے ______ جس کے لیئے برادری مجبور کر دے یا جس کی سفارش آجائے جس نے کسی قاتل کو رہا کرایا ہو اسے ووٹ دیا جاتا ہے اور جو اشتہار بازی، کنویسنگ زیادہ کرے یا ووٹ کے دن جس کی گاڑی ووٹر کو اٹھانے کے لیئے پہلے پہنچ جائے اُسے ووٹ مل جاتا ہے۔ یہ ہے جمہوریت۔ سمجھدار لوگوں کے لیئے یہ سوچنے اور عبرت پکڑنے کی باتیں ہیں۔

اس کے برعکس اسلام میں خود عہدہ طلب کرنے اور اس کے لیئے لوگوں کو منانے اور قائل کرنے (CANVASSING) کی بالکل کوئی اجازت نہیں۔

(بخاری، مسلم، مشکوٰۃ صفحہ ۳۲۰)

پھر اسلام میں کثیر پارٹیوں اور حزب اختلاف کا کوئی تصور نہیں۔ پارٹی اور حزب کی بنیاد پر ہی جمہوریت میں اپنی پارٹی کی خاطر ہر جائز ناجائز کام اور ظلم وستم کو روا رکھا جاتا ہے۔ یہ پارٹی تعصب ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے عصبیت کی دعوت دی وہ ہم میں سے نہیں اور جس نے عصبیت کی خاطر جنگ لڑی وہ ہم میں سے نہیں اور جو عصبیت پر مرا وہ ہم میں سے نہیں۔

(ابو داؤد، مشکوٰۃ، ۴۱۸)

حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ عصبیت کیا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

فرمایا عصبیت یہ ہے کہ تو ظلم کرنے میں اپنی قوم کی مدد کرے۔
(ابوداؤد، مشکوٰۃ ۴۱۸)

نیز فرمایا کہ تم میں اچھا وہ ہے جو اپنے اقارب کی حمایت اس وقت تک کرے جب تک وہ غلطی پر نہ ہوں۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ ۴۱۸)

اسلام میں حق کے لیے ہر کوئی حزب اقتدار ہے اور باطل کے لیے ہر کوئی حزب اختلاف ہے ورنہ یہ عصبیت اور جہالت ہے۔

پھر اسلام میں وطن کا تصور اس طرح نہیں ہے جس طرح آج کل اس کا پراپیگنڈہ کیا جا رہا ہے۔ آج کل ہر مسلم اور غیر مسلم کو وطنیت کے حوالے سے اہمیت دی جا رہی ہے بلکہ غیر مسلموں کو اندرون خانہ ترجیح دی جا رہی ہے اور اس پر لیبل جمہوریت کا لگایا جا رہا ہے۔ ایک غیر مسلم اور مسلمان مل کر کہہ رہے ہوتے ہیں کہ وطن میرا ایمان ہے۔

یاد رکھئے وطن اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام کے نفاذ کی خاطر ایک اہمیت ضرور رکھتا ہے مگر وطن ایمان نہیں ہے۔ بلکہ اگر وطن میں احکام اسلامیہ پر چلنا ممکن نہ رہے تو وہاں سے ہجرت کر جانا ضروری ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا — کیا اللہ کی زمین وسیع نہ تھی جس میں تم ہجرت کر جاتے؟ (النساء: ۹۷)

marfat.com
Marfat.com

بقول اقبال علیہ الرحمۃ

چین و عرب ہمارا ہندوستان ہمارا مُسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا

بعض صُوفیاء نے ایک حدیث نقل کی ہے کہ وطن کی محبت ایمان میں سے ہے لیکن ساتھ ہی وہ خود ہی لکھتے ہیں کہ وطن سے ان کی مُراد رُوح کا وطنِ اصلی ہے جہاں سے روح اس دُنیا میں آئی ہے۔

پھر اسلام میں جمہور سے مُراد اہلِ علم کی اکثریت ہوتی ہے نہ کہ ہر کس و ناکس کی۔

اسلام کی اگر انہی چند ہدایات پر عمل کر لیا جائے تو موجودہ جمہوریت کی اچھی طرح مرمّت ہو جائے۔

پچّیسویں آیت:

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۖ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝	جو شخص اس پر ہدایت کے واضح ہو جانے کے بعد رسُول کی نافرمانی کرے اور مومنوں کے راستے سے انحراف کرے تو وہ جدھر جلتا ہے ہم اُسے جانے دیں گے۔ اور اسے جہنم میں ڈالیں گے اور وہ بُرا ٹھکانا ہے۔

(النسآء: ۱۱۵)

اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی اور مومنوں کے راستے (سبیل المومنین) سے ہٹنے پر جہنم کی وعید سُنائی گئی ہے۔ اس سے ایک تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث، سُنّت اور فیصلوں کی حجیت معلوم

marfat.com

Marfat.com

ہوئی۔ اور دوسرے نمبر پر صحابہ کرام علیہم الرضوان کا قابلِ اتباع ہونا معلوم ہوا سبیل المومنین میں سب سے پہلے صحابہ کرام کا راستہ شامل ہے۔ اسی لفظ سبیل المومنین سے تقلید کا مفہوم بھی نکل رہا ہے۔

تقلید

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۔ جو میری طرف رجوع کرے اسکی پیروی کر۔ (لقمان : ۱۵)

ایک اور جگہ فرمایا

فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۔ اگر تم خود نہیں جانتے تو اہلِ علم سے پوچھ لو۔ (انبیاء : ۷)

نیز فرمایا

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْا اِلَيْهِمْ ۔ ان کے ہر طبقے میں سے ایک گروہ کیوں نہ نکل پڑا۔ جو دین کی سمجھ حاصل کرتا ہے اور اپنی قوم کو ڈراتا ہے جب انکی طرف لوٹ کر آتے (توبہ : ۱۲۲)

ان آیات سے معلوم ہوا کہ ہر طبقے میں اہلِ علم کا وجود ضروری ہے دین کی مکمل سمجھ اور فقہ حاصل کرنا فرضِ کفایہ ہے۔ اور جو لوگ یہ مہارت حاصل نہ کر سکیں۔ انہیں چاہیئے کہ اہلِ علم سے پوچھ لیا کریں اور ان کی پیروی کیا کریں۔ یہی تقلید ہے۔

حدیث شریف میں ہے

اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ قَالُوْا لِمَنْ ۔ دین خیر خواہی کا نام ہے۔ صحابہ کرام نے پوچھا

marfat.com

Marfat.com

قَالَ لِلّٰہِ وَلِکِتَابِہٖ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِاَئِمَّۃِ الْمُسْلِمِیْنَ وَعَامَّتِہِمْ۔ کس کی خیرخواہی. فرمایا اللہ کی اس کی کتاب کی اس کے رسُول کی مسلمانوں کے آئمہ کی اور عوام کی خیر خواہی۔

(مسلم: ۵۴/۱)

اِس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض مسلمانوں کو آئمہ اور باقیوں کو عوام قرار دیا ہے. مقتدی اور مقتدا کا فرق واضح ہو گیا. یہی اقتدا تقلید کہلاتی ہے۔

اِجتہاد کا دائرہ اور حدود

اِسی آیت (سبیل المومنین) سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ مجتہد اپنی گردن سے سبیل المومنین کا پٹہ نہیں اُتار سکتا. حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیشہ بڑے گروہ کی پیروی کرو. تمام مذاہب کے صحیح ہونے کے باوجود اِن میں سے صرف چار مذاہب پر اُمت متفق ہو گئی اور باقی کا نام ونشان نہ رہا. تو اب انہی چار مذاہب کا اتباع ہی سوادِ اعظم کا اتباع ہے. اور ان میں سے نکلنا سوادِ اعظم میں سے نکلنا ہے." (عقد الجید: ۳۳)

آگے فرماتے ہیں

"مذاہب اربعہ (حنفی، شافعی، حنبلی، مالکی) کے اختیار کرنے میں بہت بڑی مصلحت پوشیدہ ہے اور ان کے چھوڑنے

marfat.com

Marfat.com

میں بہت بڑا فساد ہے۔" (عقد الجید : ۳۴)

فقہ حنفی فقہ حنفی نام ہے امام اعظم ابو حنیفہ اور آپ کے شاگردوں کی تحقیقات کا۔ اِس پر فقہ حنفی کے لفظ کا اطلاق اِس لیے کیا جاتا ہے کہ اس کے اصول امام اعظم نے وضع کیے ہیں۔ اور مقدم اور استاد ہونے کا شرف بھی آپ علیہ الرحمۃ کو ہی حاصل ہے۔ لہٰذا امام اور صاحبین کے اختلاف کو دلیل بنا کر آئمہ سے اختلاف کرنا جائز نہیں بلکہ ایسا اختلاف اصولی اختلاف ہوگا جس کی اجازت نہیں۔

فروعی اختلاف اِختِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَةٌ (میری اُمت کا اختلاف رحمت ہے۔) اِس حدیث کے بارے میں علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ اسے بیہقی نے اپنے رسالہ اشعریہ میں سند کے بغیر روایت کیا ہے۔

(جامع صغیر : ۱۲)

حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ اسے حلیمی، قاضی اور امام الحرمین وغیرہ نے روایت کیا ہے شاید یہ بعض حفاظ کی کتب سے لی گئی ہو جو ہم تک نہ پہنچ سکیں۔ (موضوعاتِ کبیر : ۱۱)

ناصر الدین البانی نے لکھا ہے کہ اِس حدیث کی کوئی بنیاد ہی نہیں۔

(سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ : ۱/۷۶)

اگر اِسے حدیث مان ہی لیا جائے تو اِس سے مراد صرف فروعی اختلاف ہے۔ شامی میں ہے کہ فی الفرع لا فی الاصل یعنی اصول میں اختلاف

marfat.com

Marfat.com

جائز نہیں فروع میں اختلاف جائز ہے۔

(شامی: ۱/۵۰)

ایسے مسائل جن کے بارے میں امام کا قول موجود نہ ہو یا ایسے مسائل جو نئے زمانے میں سامنے آئے ہوں ان میں اختلاف فروعی اختلاف ہے۔ مثلاً قطبین پر نمازوں کا مسئلہ ایسا ہے جس کے بارے میں امام اعظم علیہ الرحمۃ اور صاحبین سے کچھ منقول نہیں لہٰذا یہ فروعی مسئلہ ہے۔ لاؤڈ سپیکر کا استعمال، اعضاء کی پیوندکاری، بیمۂ زندگی، انعامی بانڈ، ہومیوپیتھک دواؤں کا استعمال، ہوائی جہاز میں سفر کے مسائل وغیرہ بے شمار ایسے مسائل ہیں جو نئے دور میں سامنے آئے ہیں۔ اور ان کے بارے میں آئمہ اربعہ سے کچھ منقول نہیں۔ لہٰذا یہ فروعی مسائل ہیں اور ان میں اختلاف فروعی اختلاف ہے۔

فروعی اختلاف پر پابندیاں

فروعی مسائل کے تعین اور اس اختلاف کی تعریف جان لینے کے بعد یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ فروعی مسائل میں بھی بے دھڑک ہر بات کہہ دینے کی اجازت نہیں ہے بلکہ اس کے لیے مندرجہ ذیل پابندیاں ضروری ہیں۔

پہلی پابندی

اُمت ایک طرف لگ چکی ہو تو نئی لائن مت دو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

marfat.com

Marfat.com

اِس اُمت کے امرِ جمیع کو متفرق کرنے کی جو بھی کوشش کرے اسے تلوار سے مارو خواہ وہ کوئی بھی ہو۔ (مُسلم: ۲/۱۲۸)

سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ فرماتے ہیں۔
مجھے اختلاف سے اتنی نفرت ہے کہ مَیں چاہتا ہوں کہ یا تو سب لوگ ایک ہو جائیں یا پھر مجھے موت آ جائے۔ (بخاری: ۱/۵۲۶)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم چاہتے تھے کہ کعبہ شریف کو گرا کر نئے سرے سے بُنیادِ ابراہیمی پر تعمیر کریں لیکن فرمایا کہ مَیں ایسا اس لئے نہیں کر رہا کہ میری اُمت فتنے میں پڑ جائے۔

(بُخاری: ۱/۲۱۵، مُسلم: ۱/۴۲۹)

اس حدیث کی یاد دہانی کے بعد آج کے ماڈرن مجتہدین کو چاہیئے کہ اُدھر ہی تھم جائیں اور منشاءِ رسُولِ کریم کو سمجھنے کی کوشش کریں۔
ایک مرتبہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے وضو فرمایا اور پاؤں کو بہت اُوپر تک دھویا۔ ایک دیہاتی نے اعتراض کر دیا کہ آپ پاؤں دھونے میں اس قدر مبالغہ کیوں کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم دیکھ رہے ہو تو مَیں ایسا ہرگز نہ کرتا۔ (مُسلم: ۱/۱۲۶)
مطلب یہ ہے کہ پاؤں اوپر تک دھونا حضرت ابو ہریرہؓ کے نزدیک ایک استحبابی امر اور ذوق کی بات تھی لہٰذا ایک دیہاتی کی سمجھ سے بالاتر مسئلہ سمجھتے ہوئے فوراً معذرت خواہانہ رویہ اختیار فرمایا۔
حضرت سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ سے پُوچھا گیا کہ فلاں

marfat.com
Marfat.com

شخص جُوتوں سمیت نماز پڑھنے کا جواز دلائل سے ثابت کرتا ہے اور اس کی تبلیغ کرتا ہے۔ اِس کا کیا جواب ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اُن دلائل کا جواب دینے سے پہلے میں ایک اہم بات کہنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ اس کے نزدیک جُوتوں سمیت نماز پڑھنا زیادہ سے زیادہ جائز یا مستحب ہے اور وہ جُوتے اُتار کر نماز پڑھنے کے جواز کا بھی قائل ہے تو اس سے پُوچھا جائے کہ محض ایک جائز یا مستحب کام کے لیئے اُمّت کی لائن خراب کرنے اور ایک نئی بات چھوڑ کر لوگوں کے ذہن خراب کرنے کا کیا جواز ہے۔ اس کے بعد آپ نے اس کے دلائل کا مکمل جواب بھی دیا۔ (حاصل انوارِ شریعت جلد دوم کا آغاز)

دُوسری پابندی جب تک اللہ کے حکم کی خلاف ورزی نہ دیکھ لو اختلاف سے بچو۔

نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے اِس بات پر بیعت لی کہ جب تک اللہ کے حکم کی صاف مخالفت اور کفر ہوتا ہُوا نہ دیکھ لو اختلاف سے بچو۔

(بخاری: ۲/۱۰۴۵ مسلم: ۲/۱۲۵)

اِس حدیث سے معلوم ہُوا کہ اختلاف اتنا بڑا منکر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اِسے صرف کُفر کے مقابلے پر روا رکھا۔

تیسری پابندی بحث وتکرار سے بچو۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اختلاف اگر علمی حد سے

marfat.com

Marfat.com

بڑھ کر بحث و تکرار تک پہنچ جاتا (جنگ و جدل تو دُور کی بات) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِسے سخت ناپسند فرماتے۔ قراۃ کے مسئلہ پر دو صحابیوں میں بحث ہو رہی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم دونوں ٹھیک ہو۔ اختلاف مت کرو۔ تم سے پہلی قوموں نے اختلاف کیا اور ہلاک ہوئیں۔ (بخاری ۱ / ۴۹۵ و مسلم: ۲ / ۳۳۹)

محض اختلاف جائز تھا لہٰذا فرمایا تم دونوں ٹھیک ہو لیکن بحث کرنا اور جھگڑنا درست نہ تھا لہٰذا سخت ناراض ہوئے بلکہ ہلاکت کا خوف دلایا۔

لہٰذا کسی کے مؤقف کے درست ہونے یا غلط ہونے سے ہمیں سروکار نہیں۔ جہاں لے دے شروع ہو گئی وہاں منشاءِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انحراف لازم آیا۔ جب ایک اِنسان کو معلوم ہو کہ میری اِس نئی بات سے لے دے شروع ہو جانے کا اندیشہ ہے تو ایسی بات چھوڑنے سے پہلے ہوش کو ہاتھ مار لینا ضروری ہے۔

صحیح بخاری میں اِس موضوع پر مستقل ابواب موجود ہیں۔ باب مایکرہ من التعمق والتنازع (بخاری: ۲ / ۱۰۸۴) اور باب کراہیۃ الاختلاف۔ (بخاری ۲ / ۱۰۹۵)

چوتھی پابندی مشکلات اور تنفر سے اجتناب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما کو یمن میں بھیجا تو نصیحت

marfat.com
Marfat.com

فرمائی کہ

آسانی پیدا کرنا مشکل پیدا نہ کرنا۔ لوگوں کو خوش رکھنا نفرت پیدا نہ کرنا اور دونوں ایک جیسی بات کرنا اختلاف نہ کرنا۔

(بخاری: ۲/۱۰۶۳، مسلم: ۲/۸۲، مشکوٰۃ: ۳۲۲)

اگر ایک صحابی کا فیصلہ کچھ اور دوسرے کا کچھ اور ہوتا تو یہ لوگوں کے لیئے مشکل اور تنفر کا باعث ہوتا لہٰذا علمی اختلاف کے جواز کے باوجود فرمایا کہ ایک جیسی بات کرنا اختلاف نہ کرنا۔

نیز علمی بحث کو عوامی حلقوں میں گھسیٹ کر لے آنا اور اشتہار بازی اور اخباری بیان سب تنفر ہے جو کہ ممنوع ہے نیز حدیث شریف میں ہے کہ نا اہل کے سامنے علمی بات کرنا ایسے ہے جیسے خنزیر کے گلے میں سونے اور موتیوں کے ہار ڈال دیئے جائیں۔

(مشکوٰۃ: ۳۴)

نیز فرمایا علم کی آفت نسیان ہے اور یہ ضائع اس طرح ہوتا ہے کہ اسے نا اہل کے سامنے رکھ دیا جائے۔ (مشکوٰۃ: ۳۷)

آج اِختلافُ اُمّتی رحمۃٌ ہر کوئی پڑھ دیتا ہے مگر اسکے حقوق کی رعایت اور پاسداری بہت مشکل ہے۔

پانچویں پابندی فیصلہ اکثریت کریگی

جدید مسائل میں اجتہاد نہ صرف جائز ہے بلکہ واجب ہے اور لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهٗ ـــ الآیۃ اور حدیث

marfat.com

Marfat.com

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ (مشکوٰۃ: ۳۲۴) وغیرہ سے ثابت ہے۔ اسی کے بارے میں نبراس میں لکھا ہے کہ الاجتہاد باق الی آخر الدہر (نبراس: ۲۰۷) کہ اجتہاد قیامت تک باقی ہے لیکن ایسے مسائل میں اگر تمام علماء متفق ہو جائیں تو بہت اچھا ورنہ فیصلہ اکثریت کے قول کے مطابق ہوگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

جب تم اختلاف دیکھو تو بڑے گروہ کے ساتھ ہونا تم پر لازم ہے۔

(ابن ماجہ: ۲۸۳)

سنن نسائی میں مستقل باب اس نام سے موجود ہے۔

اَلْحُکْمُ بِاِتِّفَاقِ اَھْلِ الْعِلْمِ (نسائی ۲/۲۶۰) یعنی فیصلہ اہل علم کے اتفاق سے ہوگا۔

بعض لوگ اپنے ہی رفقاء کو جمع کر لیتے ہیں اور اپنی فضول تحریروں پر اُن سے تائید اور تقریظ لکھا کر شائع کر کے عوام میں بڑے بڑے بنا لیتے ہیں اگر ایسی لاکھوں تائیدات و تقاریظ بھی میسر آجائیں تو وہ محض فردِ واحد کی تحریر کی حیثیت رکھتی ہیں۔ پھر اس فردِ واحد کا حق پر یا خطا پر ہونا ایک الگ بحث ہے۔

ان پانچ پابندیوں میں سے کسی ایک کو بھی توڑ کر اختلاف کیا جائے تو یہ اختلاف نہیں بلکہ سبیل المومنین سے انحراف ہے۔

اجتہاد جاری ہے مگر کہاں اجتہاد کرنا چاہیئے

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

نے یمن میں قاضی بنا کر بھیجا تو آپ سے امتحاناً پوچھا کہ فیصلہ کیسے کرو گے؟ انہوں نے عرض کیا کتاب اللہ میں تلاش کروں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر کتاب اللہ میں نہ پاؤ تو پھر کیا کرو گے؟ عرض کیا پھر سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تلاش کروں گا فرمایا اگر میری سنت میں بھی نہ پاؤ تو پھر کیا کرو گے؟ عرض کیا پھر اجتہاد کروں گا اور انصاف سے کام لوں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کے سینے پر ہاتھ مبارک مارا اور اللہ کا شکر ادا کیا۔

(مشکوٰۃ : ۳۲۴)

یہ اصول سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے لیے درست تھا اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا معاذ بن جبل کے درمیان کوئی اور واسطہ نہ تھا جسے ترجیح دی جاتی۔ آج کے دور میں قرآن پھر حدیث پھر اجماعِ اُمت اور پھر صالحین کے فیصلے ترجیح رکھتے ہیں اور اس کے بعد کسی قاضی یا مجتہد کی ذاتی رائے کا نمبر آتا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر تم میں سے کسی کو فیصلہ دینا پڑے تو سب سے پہلے قرآن میں دیکھے۔ اگر قرآن میں نہ ملے تو سنت میں دیکھے اگر سنت میں بھی نہ ملے تو فَلْيَقْضِ بِمَا قَضٰى بِهِ الصّٰلِحُوْنَ یعنی صالحین کے فیصلے دیکھے اور ان کے مطابق فیصلہ کرے اور اگر صالحین کے فیصلے بھی نہ ملیں تو فلیجتہد رایہٗ

marfat.com

Marfat.com

یعنی اپنی رائے سے کام لے کر اجتہاد کر سکتا ہے (نسائی، ۲/ ۲۶۰)

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے قاضی شریح کو لکھا کہ اگر اللہ کی کتاب اور سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں بھی مسئلہ نہ ملے اور صالحین نے بھی اس بارے میں کوئی فیصلہ نہ دیا ہو تو اب چاہو تو آگے بڑھو (یعنی اجتہاد کرو۔) اور چاہو تو پیچھے رہو۔ میرا خیال یہ ہے کہ تمہارے لیے پیچھے رہنا (اجتہاد نہ کرنا) ہی بہتر ہے۔ والسلام علیکم۔
(نسائی، ۲/ ۲۶۰)

قاضی شریح جلیل القدر تابعی ہیں انہیں فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ مشورہ دے رہے ہیں کہ تمہارے لیئے اجتہاد نہ کرنا بہتر ہے۔

یہی وہ سبیل المومنین کا پٹہ ہے جسے گلے میں ڈالنے کے بعد بقول سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ ماقضیٰ بہ الصالحون (صالحین کے فیصلے) اختیار کرنے کے بعد اجتہاد کی اجازت ہے اگر اہلیت مشکوک ہو تو بقول سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹ جاؤ اور اگر اہلیت موجود ہو تو بقول سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ اجتہاد سے مت ڈرو۔

اس اجتہاد کا تعلق اجتہاد فی المسائل سے ہے یعنی جدید پیش آنے والے مسائل۔ ایسا اجتہاد نہ صرف جائز ہے بلکہ واجب کفائی ہے اگر کوئی بھی ان مسائل کا محققانہ حل پیش نہ کرے گا تو پوری امت گناہگار ہو گی۔ اس توضیح کے بعد پوری امت پر جمود کا الزام محض سینہ زوری ہے۔ اور اجماع امت یا صالحین کے فیصلوں کے مقابلے پر اجتہاد کرنا اور

marfat.com
Marfat.com

پرانے طے شدہ مسائل کو چھیڑ بیٹھنا سبیل المومنین سے انحراف ہے اور امت کے شیرازہ پر ایک ضرب کاری ہے۔

مذاہب اربعہ کے اختلافات کو چھیڑ بیٹھنا اور دورِ حاضر کے جدید مسائل پر اختلافی بحث عوامی حلقوں میں لے آنا عوام کے لیئے زہرِ قاتل ہے۔ نیز اجتماعی اور اکثریتی راستے کو چھوڑ کر کسی فردِ واحد کے قول کو لے بیٹھ جانا بھی سراسر غلط ہے۔ شاذ اور متروک و مردود اقوال کو یکجا کر کے اسلام سے الگ تھلگ ایک مکمل میتھالوجی تیار کی جا سکتی ہے۔ جو سبیل المومنین سے انحراف ہے اور کنتم خیر امتہ کے منافی ہے۔

اگر ہماری تحقیق اکثریتی فیصلے یا قولِ امام کے خلاف جا رہی ہو تو ہم پر اپنی تحقیق اور مجتہدانہ بہادری کے جوہر دکھانا واجب نہیں بلکہ امتِ مسلمہ کے اتحاد اور اسکی بھلائی کی خاطر خاموش رہنا لازم ہے۔

اجتہاد میں خطا و صواب دونوں کا امکان ہے یہ مسئلہ منصوص ہے کہ مجتہدِ خاطی کو بھی اجر ضرور ملتا ہے۔ (متفق علیہ مشکوٰۃ ۳۲۴) اگر بالفرض کوئی اجتہادی مسئلہ مبنی بر خطا ہی مروج ہو تو کون سی قیامت آ چلی ہے بلکہ ہماری یہ جدید مُرمّت قیامت برپا کر دے گی۔ اور اگر ہم ہی خطا پر ہوئے تو قیامت بالائے قیامت ہوگی۔

آج کے دور میں چونکہ زمامِ اقتدار باطل کے ہاتھوں میں ہے۔ لہٰذا فقہی اور عدالتی اختلافات کو چھیڑنا محض جگ ہنسائی کا باعث بنتا ہے

marfat.com

Marfat.com

حکومت کو ہاتھ میں لینے سے پہلے ایسے اختلافات کو چھیڑنا علم کا قبل از وقت اسقاط ہے۔

اگر کسی کو کسی سے علمی اختلاف ہو تو اسے باہمی گفتگو یا خط و کتابت کے ذریعے دُور کرنے کی کوشش کی جائے۔ چھوٹے چھوٹے اختلافات کو عوامی حلقوں میں اُچھالنا اُمتِ مُسلمہ پر ظُلم ہے۔

چھبیسویں آیت :

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ	محمد تمہارے مردوں میں سے کسی ایک کے
وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ	باپ بھی نہیں ہیں بلکہ وہ اللہ کے رسُول
وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا	اور آخری نبی ہیں۔ اور اللہ ہر چیز سے باخبر ہے۔

(احزاب : ۴۰)

نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پُوری کائنات کے لیے ہے کوئی علاقہ اور کوئی قوم رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہنچ سے باہر نہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا۔ (اعراف : ۱۵۸) کہہ دو اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسُول بن کر آیا ہُوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کا دائرہ اس قدر وسیع ہے کہ علم و ہنر اور رُشد و ہدایت کا کوئی گوشہ اس معلمِ کتاب و حکمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیض سے محروم نہیں۔ سیاست و معیشت، اخلاق و معاشرت، سائنس و طب، تعلیم و اصلاح وغیرہ کے تمام پہلوؤں

marfat.com

Marfat.com

میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکمل راہنمائی فراہم کر دی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف لانے کے ساتھ ہی کاغذ کی ایجاد۔ ڈاک سسٹم کی ترویج اور آہستہ آہستہ مواصلاتی نظام کی بے پناہ ترقی سے پوری دنیا باہم مربوط ہو چکی ہے۔ عالم گیر نبوت کا پیغام عالمی سطح تک پھیلانے کا یہ خدائی بندوبست ہے۔ سائنس کی یہ ترقی ختم نبوت کے ساتھ بڑا گہرا تعلق رکھتی ہے۔

پھر بھی جدید پیش آنے والے مسائل کو حل کرنے کے لیئے قرآن و سنت کی روشنی میں اجتہاد و استنباط کا مکمل سسٹم قیامت تک کے لیئے جاری و ساری ہے۔ اس منصوبے کی قیامت تک کے لیے حتمی حیثیت کے پیش نظر اللہ کریم نے اعلان فرمایا کہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (المائدہ ۳) آج میں نے تمہاری خاطر تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور تمہارے لیئے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا۔" گویا اجتہاد کا قیامت تک کے لیئے جاری ہو جانا بھی ختم نبوت کی بڑی واضح دلیل ہے۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہونے والی وحی کے بعد کسی دوسری آسمانی تعلیم کا ذکر نہیں کیا گیا۔ اس کے بعد قیامت کا ذکر کیا گیا ہے فرمایا وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ۔ (البقرۃ ۴) متقی وہ ہیں جو آپ پر نازل ہونے والے اور آپ سے پہلے نازل ہونے والے پر ایمان رکھتے

marfat.com
Marfat.com

ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں"۔ اس آیت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے نازل ہونے والے آسمانی احکام کا بھی ذکر ہے اور خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہونے والے آسمانی احکام کا بھی ذکر ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد میں نازل ہونے والے آسمانی احکام کی بجائے فرمایا وبالآخرۃ هم یوقنون یعنی وہ آخرت پر پورا یقین رکھتے ہیں۔ پورا قرآن پڑھ کر دیکھ لیجئے آخرت اور یوم آخر کے الفاظ قیامت کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ کہ اب قیامت تک نبوت اور وحی نبوت کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے۔

ختم نبوت پر احادیث

یہ گزارش اچھی طرح یاد رکھیئے کہ قرآن کے معانی و مفاہیم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث کی روشنی میں ہی معلوم کیئے جا سکتے ہیں۔ ہر زبان میں ایک ایک لفظ کے کئی کئی معانی ہوا کرتے ہیں۔ عربی زبان میں یہ احتمال اور بھی زیادہ ہے خصوصاً قرآن میں تو زبردست احتمالات موجود ہوتے ہیں مثلاً صلوٰۃ، زکوٰۃ، صوم، اور حج وغیرہ کے لفظی معنی بالترتیب رحمت پاکیزگی، رکنا اور غلبہ ہیں۔ اب یہ الفاظ بول کر اللہ تعالٰی نے کیا کہنا چاہا ہے؟ اس بات کا فیصلہ لغت (Dictionary) نہیں دے سکتی۔ یہ فیصلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات سے ہی ہو سکتا ہے۔ اس لیئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کتاب کے معلم ہیں۔

یہ ایمان اور نصیب کا ایسا موڑ ہے کہ اگر کسی کی سوچ کا سٹیئرنگ

marfat.com
Marfat.com

حدیث کو چھوڑ کر صرف لغت کی طرف مڑ گیا تو وہ زمانہ در زمانہ اور علاقہ در علاقہ بدلتی رہنے والی لغات کے سنگلاخ جنگلوں میں بھٹک گیا۔ اور اگر کسی کی سوچ کا رخ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہو گیا تو اُسے ایک فیصلہ کن چیز (یعنی حکمت) ہاتھ آ گئی اور وہ قرآن کے حقیقی معنی اور منشاءِ خداوندی سے آگاہ ہو گیا۔

حُجیت حدیث پر ایک تفصیلی مضمون اس کتاب کے صفحہ ۸۸ پر موجود ہے۔ اُسے خوب سمجھ لیجئے۔ اِس انتباہ کے بعد مندرجہ ذیل احادیث کا مطالعہ کیجئے۔

ا۔ كَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ تَسُوْسُهُمُ الْاَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهٗ نَبِيٌّ وَ اِنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ وَسَيَكُوْنُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُوْنَ قَالُوْا مَاذَا تَاْمُرُنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فُوْا بَيْعَةَ الْاَوَّلِ فَالْاَوَّلِ اَعْطُوْا حَقَّهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ۔	بنی اسرائیل میں لوگوں کی اصلاح کا کام انبیاء کرتے تھے۔ ایک نبی کے بعد دوسرا آجاتا تھا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں بلکہ اب خلفاء ہوں گے اور کثرت سے ہوں گے۔ صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ پھر ہم کس کی پیروی کریں فرمایا پہلے کی بیعت نبھاؤ۔ پہلے کی بیعت نبھاؤ۔ تم ان کا حق ادا کرتے رہو۔ اللہ اُن سے اُن کی رعایا کے بارے میں پوچھ لے گا۔

(بخاری ۱/۴۹۱، مسلم ۱/۱۲۶، مشکوٰۃ ۳۲۰)

اِس حدیث میں ختم نبوت کی وضاحت چار طرح سے کر دی گئی ہے۔

ا۔ بنی اسرائیل کے پے در پے آنے والے انبیاء علیہم السلام کی بجائے

marfat.com
Marfat.com

لَانَبِیَّ بَعْدِی کے الفاظ فرمائے گئے۔ اِس سے ظلی اور بروزی وغیرہ کی جڑ کٹ گئی۔

(ب)۔ کثرت سے خلفاء کا ہونا بھی اِس بات کو واضح کر رہا ہے کہ خلفاء سے مُراد انبیاء نہیں ہیں ورنہ چودہ سو سال میں بے شمار انبیاء آچکے ہوتے۔

(ج) پہلے خلیفہ کی بیعت نبھانے کے الفاظ سے معلوم ہوا کہ ان خلفاء کا زمانہ آپس میں قریب اور مُسلسل ہوگا۔ خُلفاء کا یہ باہمی قُربِ زمانی اور تسلسل بھی ختمِ نبوت میں کسی ظلی اور بروزی رخنہ اندازی کی اجازت نہیں دیتا۔

(د)۔ "تم ان کا حق ادا کرتے رہو۔ اللہ اُن سے اُن کی رعایا کے بارے میں پوچھے گا۔" اِن الفاظ سے معلوم ہوا کہ وہ خُلفاء معصوم نہیں ہونگے اور جو معصوم نہ ہو وہ نبی نہیں ہوتا۔

۲۔ اِنَّ مَثَلِی وَمَثَلَ الْاَنْبِیَآءِ مِنْ قَبْلِی کَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی بَیْتًا فَاَحْسَنَہٗ وَاَجْمَلَہٗ اِلَّا مَوْضِعَ اللَّبِنَۃِ فِی زَاوِیَۃٍ فَجَعَلَ النَّاسُ یَطُوْفُوْنَ بِہٖ وَیَعْجَبُوْنَ لَہٗ وَیَقُوْلُوْنَ ھَلَّا وُضِعَتْ ھٰذِہِ اللَّبِنَۃُ فَاَنَا اللَّبِنَۃُ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ۔	میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک آدمی نے حسین وجمیل محل بنایا ہو مگر کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی ہو۔ لوگ آکر اس محل میں گھوم پھر کر دیکھتے ہیں اور حیران ہو کر کہتے ہیں کہ اس میں یہ ایک اینٹ کی جگہ کیوں خالی ہے بس میں وہ آخری اینٹ ہوں۔ اور میں خاتم النبیین ہوں۔ (بخاری ۱/۵۰۱، مسلم ۲/۲۴۸، ترمذی ۲/۲۲۴)

marfat.com
Marfat.com

۳۔ سَيَكُوْنُ فِيْ أُمَّتِيْ كَذَّابُوْنَ ثَلَاثُوْنَ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ۔

میری اُمت میں تیس جھوٹے ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ حالانکہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (بخاری ۱/۵۰۹، مسلم ۲/۳۹۷)

۴۔ إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِيْ وَلَا نَبِيَّ

رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی۔ اب میرے بعد کوئی رسول نہیں اور کوئی نبی نہیں۔

(ترمذی: ۲/۶۳)

۵۔ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ

میں اور قیامت دو انگلیوں کی طرح جڑے ہوئے ہیں۔

(بخاری ۲/۹۶۳، مسلم ۲/۴۰۶)

۶۔ أَنَا الْعَاقِبُ الَّذِيْ لَيْسَ بَعْدَهُ أَحَدٌ

میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد ایک بھی نہ ہو۔

(مسلم: ۲/۲۶۱)

۷۔ أَمَا تَرْضٰى أَنْ تَكُوْنَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ۔

اے علی! کیا آپ خوش نہیں کہ آپ میرے وہی کچھ لگتے ہیں جو کچھ موسیٰ کے ہارون لگتے تھے۔ فرق صرف یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

(بخاری ۱/۵۲۶، مسلم ۲/۲۷۸، مشکوٰۃ ۵۶۳)

۸۔ لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيٌّ لَكَانَ

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر

marfat.com
Marfat.com

عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ　　　بن خطاب ہوتا۔

(ترمذی ۲/۲۰۹، مشکوٰۃ ۵۵۸)

اِن احادیث میں مثالیں دے دے کر اور الفاظ پھیر پھیر کر نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ختمِ نبوت کی وضاحت کی حد کر دی ہے۔ کہیں فرمایا پے دَرپے انبیاء کے بجائے اب خلفاء ہوں گے کہیں فرمایا انبیاء کے محل کی آخری اینٹ میں ہُوں۔ کہیں فرمایا لانبیّ بعدی۔ کہیں فرمایا نبوت ختم ہو گئی۔ کہیں فرمایا میں اور قیامت دو اُنگلیوں کی طرح جڑے ہُوئے ہیں کہیں فرمایا میں عاقب ہُوں۔ کہیں سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہٗ کے حوالے سے ماتحت نبوت کی نفی کر دی۔ کہیں یہاں تک وضاحت کر دی کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عُمر بن الخطاب ہوتا۔

اِن تمام احادیث میں لفظ خاتم کی ایسی زبردست وضاحت کر دی گئی ہے کہ ایک بد دماغ شخص کا دماغ بھی ٹھکانے آجائے۔

حیاتِ مسیح علیہ السلام | حضرت عیسٰی علیہ السلام کا جسم سمیت آسمان پر اُٹھائے جانا اور قیامت کی نشانی کے طور پر آسمان سے نازل ہونا قطعی دلائل سے ثابت ہے۔ ختمِ نبوت کی وضاحت کرتے ہوئے تمام مفسّرین نے بیان کیا ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کا نزول ختمِ نبوت کے منافی نہیں۔ مدارک، خازن، تفسیراتِ احمدیہ اور مظہری وغیرہ میں اِس مسئلے کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے مثلاً مظہری کے الفاظ یہ ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ختم نبوت کے منافی نہیں ہے۔ اس لئے کہ جب وہ نازل ہوں گے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت پر چلیں گے۔ اسکے علاوہ یہ بات بھی ہے کہ ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے نبوت مل چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمانی خبروں کا سلسلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم کر دیا ہے لیکن کسی سابق نبی کا باقی رہنا ختم نبوت کے خلاف نہیں ہے۔ (مظہری ۷/۳۵۱)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر اٹھایا جانا اس آیت سے ثابت ہے۔

وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ	اسے یہودیوں نے یقیناً قتل نہ کیا بلکہ اللہ
اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيزًا حَكِيمًا	نے اسے اپنی طرف اٹھالیا۔ اور اللہ غالب
وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا	حکمت والا ہے۔ تمام اہل کتاب اسکی موت سے
لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ	پہلے پہلے اس پر ایمان لائیں گے اور وہ قیامت
الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا	کے دن ان پر گواہ ہوگا۔

(النساء : ۱۵۷-۱۵۹)

اس آیت کی تشریح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح فرمائی ہے اللہ کی قسم تم میں عیسیٰ بن مریم ضرور نازل ہوگا حکومت کرے گا۔ عدل کرے گا صلیب کو توڑے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا (یعنی صلیب پرستی اور خنزیر خوری ختم ہو جائیگی) جنگ بند کرے گا۔ دولت اس قدر بہائے گا کہ اسے کوئی قبول ہی نہ کرے گا۔ نوبت یہاں تک آجائے گی کہ لوگ ایک سجدہ

marfat.com

Marfat.com

کرنا دنیا اور اس کی ہر چیز سے بہتر سمجھیں گے۔ پھر ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ لو۔

وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا	اور تمام اہل کتاب اُسکی موت سے پہلے
لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ	پہلے اُس پر ایمان لائیں گے اور وہ قیامت
الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا	کے دِن اِن پر گواہ ہوگا۔

(بخاری ۱/۴۹۰، مسلم ۱/۸۷، ترمذی ۱/۴۶، ابن ماجہ ۲۹۹، اللفظ للبخاری)

ایک اور حدیث کے الفاظ یہ ہیں

اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم علیہ السلام کو بھیجے گا۔ وہ دمشق کے مشرقی سفید مینار کے پاس نازل ہوگا۔ دو زرد چادریں اوڑھی ہوں گی۔ دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوں گے جب اپنے سر کو جھکائے گا تو اس میں سے قطرے ٹپکیں گے اور جب سر اٹھائے گا تو جواہرات جیسے موتی گریں گے۔ اس کی سانس کی ہوا جس کافر تک پہنچے گی وہ مرجائے گا۔ وہ دجال کو لُد کے دروازے کے پاس پکڑ کر قتل کردے گا۔ (واضح رہے کہ لُد آج کل اسرائیل کی ایئرپورٹ ہے۔)

(مسلم ۲/۴۰۱-۴۰۳، ترمذی ۲/۴۷، ابو داؤد ۲/۲۳۷، ابن ماجہ ۲۹۷)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دُعا

درصل حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ کریم سے یہ دُعا فرمائی تھی کہ اے باری تعالیٰ مجھے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شرف عطا فرما۔

marfat.com

Marfat.com

انجیل برنباس کے الفاظ پڑھیے

Unworthy though I am to untie his hosen, I have received grace and mercy from God to see him.

(Barnabas: 97:1)

ترجمہ: اگرچہ میں اس کے جوتے کا تسمہ کھولنے کے قابل بھی نہیں ہوں میں نے اللہ سے اس بات کی عاجزانہ دعا کی ہے کہ میں اُسے مل سکوں۔"

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ دُعا قبول ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سُنّت اور قرآن کے مطابق فیصلے کریں گے۔ (مسلم ۱/۸۷)

وہ حج یا عمرہ کریں گے اور مکہ شریف سے مدینہ طیبہ تک سفر کریں گے۔ (واضح رہے کہ قادیانی صاحب نے زندگی بھر نہ حج کیا نہ عمرہ) (مسلم ۲/۴۰۸)

وہ مدینہ شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ اقدس میں دفن ہوں گے اور قیامت کے روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دونوں ایک ہی روضے میں سے سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے بیچ میں سے اُٹھیں گے۔

(مشکوٰۃ ۵۱۴)

حضرت عبداللہ بن سلام (سابق یہودی عالم تھے) رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تورات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا ایک جگہ دفن ہونا لکھا ہوا ہے۔ ابو مودود فرماتے ہیں کہ آج بھی روضہ اقدس میں ایک

marfat.com

Marfat.com

قبر کی جگہ خالی ہے۔ (ترمذی مشکوٰۃ ۵۱۵)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے میری اُمت! تمہاری شان اس وقت کیا ہوگی جب عیسیٰ بن مریم تم میں نازل ہوگا اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ (مسلم ۱/۸۷)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر تشریف لے جانے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُمتی ہونے کا شرف حاصل کرنے کے لئے دوبارہ تشریف لانے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو شان پوشیدہ ہے اور اس اُمت کا جو اعزاز پنہاں ہے۔ اس پر ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ یہ اُمت کس طرح ہلاک ہو سکتی ہے جس کے شروع میں میں ہوں۔ درمیان میں مہدی اور آخر میں عیسیٰ ہے۔

(مشکوٰۃ ۵۸۳)

اس حدیث سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت امام مہدی (رضی اللہ عنہ) دو الگ الگ شخصیتیں ہیں۔ دوسرے یہ معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ تشریف آوری اس اُمت کے لئے اعزاز ہی اعزاز ہے۔

marfat.com
Marfat.com

شناخت ایک دلچسپ بات یہ بھی ہے کہ جن صاحب نے مسیحیت کا دعویٰ کیا ہے وہ اپنی مسیحیت کو ثابت کرنے کے لیئے لکھتے ہیں کہ استعارے کے رنگ میں وہ خود ہی مریم بنے پھر انہیں حمل ہوا پھر ان سے عیسیٰ پیدا ہوا۔ وہ پیدا ہونے والا عیسیٰ بھی یہ خود ہی تھے۔ اِس طرح وہ عیسیٰ ابنِ مریم ٹھہرے۔

(کشتی نوح صفحہ ۶۸ تا ۶۹ کا خلاصہ)

جب ان سے پوچھا گیا کہ احادیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول دمشق میں بتایا گیا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ دمشق سے مُراد قادیان ہے۔ جو دمشق سے مشابہت رکھتا ہے۔

(حاشیہ ازالہ اوہام صفحہ ۶۳ تا ۷۳ کا حاصل)

احادیث کی روشنی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول سفید مینار کے پاس ہوگا۔ اِن صاحب نے اس طرح کا مینار خود آکر قادیان میں تعمیر کرا لیا اور خانہ پُری مکمل کر ڈالی۔

جب ان سے پُوچھا گیا کہ حدیث شریف کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو لُد کے دروازے پر قتل کریں گے۔ تو ان صاحب نے جواب دیا کہ لُد سے مُراد لُدھیانہ شہر ہے اور دجال کو قتل کرنے سے مُراد مخالفین کو علمی طور پر ہرانا ہے۔ (الہدیٰ صفحہ نمبر ۹۱ کا حاصل)

اور جب ان سے یہ پوچھا گیا کہ قرآن کی روشنی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیماروں کو شفا دیتے اور مُردے زندہ کر لیتے تھے۔ آپ بھی یہ سارے کام کر کے

marfat.com
Marfat.com

اپنی مسیحیت کو ثابت کریں تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ سب مسمیرزم (ایک قسم کا جادو) تھا۔ اگر میں ان چیزوں کو جائز سمجھتا تو کسی طرح عیسیٰ ابن مریم سے کم نہ رہتا۔

(ازالۂ اوہام صـ ۱۲۸)

فردِ واحد کے مختلف دعوے

قادیان میں جن صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے

کہ وہی محمد رسول اللہ ہیں۔ (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ نمبر ۴)

اور وہی مسیح ابن مریم ہیں۔ (حقیقت الوحی اور ازالۂ اوہام وغیرہ)

اور وہی امام مہدی ہیں۔ (سیرت المہدی وغیرہ)

ان کی کتابوں میں کہیں صرف مجدد ہونے کا دعویٰ موجود ہے اور کہیں باقاعدہ نبوت کا اعلان پایا جاتا ہے۔ کوئی دُوسرا ان کے متضاد بیانات کو کیا سمجھے گا۔ خُود ان کے ماننے والے بھی اس چکر کو نہ سمجھ سکے اور وہ دو فرقوں میں تقسیم ہو گئے۔ ایک فرقہ صرف مجددیت کا قائل ہے جسے لاہوری گروپ کہا جاتا ہے اور دُوسرا فرقہ نبوت اور مسیحیت کا قائل ہے جسے قادیانی گروپ کہا جاتا ہے۔ دونوں ایک دُوسرے کو احمدیت سے خارج سمجھتے ہیں اور ایک دوسرے کے خلاف لٹریچر شائع کرتے ہیں۔ یہ مسئلہ اچھا خاصا اُلجھا ہوا ہے اور ان کے مذہب میں داخل ہونے والے ایسے نئے لوگوں کے لیئے سخت پریشانی کا باعث ہے۔ جو ذرا سی بھی سُوجھ بُوجھ رکھتے ہیں یہ لوگ مرزا صاحب کا لٹریچر اپنے نوجوان طبقے سے چُھپا کر رکھتے ہیں اور انہیں صرف بعد کا لکھا ہُوا لٹریچر پڑھاتے ہیں۔

marfat.com

Marfat.com

ضبط الکلام فی ردّ الغلام

۱۔ حدیث شریف کی موجودگی میں قرآن کا مفہوم لغت سے متعین کرنا باطل ہے۔ مثلاً صلوٰۃ، زکوٰۃ، صوم، حج، خاتم، رفع وغیرہ میں حدیث کو چھوڑ کر محض لغت کی روشنی میں منشاءِ خداوندی تک نہیں پہنچا جا سکتا۔

۲۔ دلیلِ قطعی کے مقابلے پر اشارے یا اٹکل پچو سے کھینچا تانی کرنا غلط ہے۔ جیسے بل رفعه الله الیه کے مقابلے میں قد خلت سے استدلال یا آیتِ ختمِ نبوت کے مقابلے پر دردِ ابراہیمی سے استدلال۔ یہ آیات اور احادیث اس موضوع پر وارد ہی نہیں ہوئیں جس موضوع پر انہیں زبردستی چسپاں کیا جا رہا ہے۔ جو اس نکتے کو سمجھ گیا سو سمجھ گیا اور جو پھسل گیا سو پھسل گیا۔

۳۔ دلیل کا دعویٰ کے مطابق ہونا ضروری ہے۔ غیر مستقل نبوت کا دعویٰ کرنے والوں کی ہر دلیل سے مستقل نبوت کا دروازہ بھی کھل جاتا ہے۔

۴۔ سیاق و سباق چھوڑ کر آیت یا حدیث کا مفہوم طے کرنا درست نہیں۔ جیسے لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا عَلٰی شِرَارِ النَّاسِ کو چھوڑ کر وَلَا الْمَهْدِیُّ اِلَّا عِیْسٰی پڑھ ڈالنا۔

۵۔ معجزہ اور کرامت (یا خوارقِ عادت) بعید ہوا کرتے ہیں۔ محال نہیں ہوا کرتے جیسے شق قمر، معراج جسمی، نزولِ آدم علیہ السلام، رفع و نزولِ مسیح علیہ السلام وغیرہ۔ یہ خوارق بھی سنت اللہ ہی میں داخل ہیں۔ اسی لیے ان سے قرآن لبریز ہے۔

marfat.com

Marfat.com

۶۔ حقیقت متعذر نہ ہو تو مجاز کو اختیار کرنا درست نہیں۔ جیسے توفی، رفع، نزول، خاتم اور خلو وغیرہ میں حقیقت متعذر نہیں۔ نکتے کی بات یہ ہے کہ انکارِ ختمِ نبوت کی پوری عمارت انہی چند الفاظ میں مجاز کی بنیادوں پر کھڑی کی گئی ہے۔

۷۔ نبی معصوم ہوتے ہیں۔ زعمِ نبوت سے پہلے حیاتِ مسیح علیہ السلام کا عقیدہ رکھنا اور بعد میں اِسے شرک قرار دے دینا اپنے ہی پاؤں پر کلہاڑی مارنا ہے۔

۸۔ الہام اگر قرآن و سنت و اجماع کے خلاف ہو تو یہ شیطانی الہام ہے۔ (ان الشیٰطین لیوحون الایہ) یہیں سے اکثر متنبی پھیلے ہیں مثلاً شیطان کسی سے کہہ دیتا ہے کہ تو مسیح ہے پھر اس پر وہ کچھ بے تکے دلائل بھی فراہم کر دیتا ہے یہ دلائل کچھ لوگوں کو اپیل بھی کر جاتے ہیں اور یوں شیطان کا مشن پورا ہو جاتا ہے۔

۹۔ ایک فن کی اصطلاح کو دوسرے فن سے جوڑ کر نیا مفہوم پیدا کر لینا ایمان اور دیانت کے ساتھ کھلا مذاق ہے۔ جیسے اصطلاحات صوفیہ کو اصطلاحاتِ شرعیہ کے مفہوم میں لینا یا لغوی معنی اور اصطلاحی معنی کو گڈمڈ کرنا۔

۱۰۔ فنائیت کی بنا پر کیا جانے والا دعویٰ بذاتِ خود دوئی اور عدمِ فنا پر دلالت کرتا ہے۔

۱۱۔ ہم بائیبل کو محرّف سمجھ کر اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بشارات کا کھوج لگاتے ہیں مگر قرآن کے ساتھ موجودہ بائیبل جیسا سلوک گنا ہی

marfat.com
Marfat.com

باغیانہ ذہنیت کا مظاہرہ ہے۔

۱۲۔ یہ کہنا کہ عیسیٰ ابنِ مریم سے مُراد اُن کا مثیل ہے۔ دمشق سے مُراد قادیان ہے، لُد سے مُراد لدھیانہ ہے، دجّال سے مُراد فلاں پادری ہے اور دجّال کے قتل سے مُراد علمی طور پر ہرانا ہے۔ اُحادیث کی تصریحات کے ساتھ کھُلا مذاق ہے اور ایک شخص کا مریم، مسیح، محمّد رسُول اللہ اور امام مہدی سب کچھ بن بیٹھنا لوگوں کو بیوقوف بنانے کی انتہا ہے۔ اور باوجود اِس کے بعض لوگوں کا اُس کے دعوے کو تسلیم کر لینا سادگی کی انتہا ہے۔

۱۳۔ یہ بات ڈھکی چھُپی نہیں ہے کہ جن صاحب نے یہاں نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ ان کی ایک آنکھ میں واضح نقص تھا۔ آج بھی ان کی تصویر دیکھ کر اُن کی وجاہت کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے بلاشبہ حسن و قباحت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اِس معاملے میں کسی پر چوٹ کرتے وقت اللہ سے ڈرنا ضروری ہے لیکن اظہارِ حقیقت کے طور پر عرض ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے انبیاء علیہم السلام کا معیارِ حُسن یہ بیان فرمایا ہے کہ

مَا بَعَثَ اللّٰہُ نَبِیًّا اِلَّا حَسَنَ الْوَجْہِ — اللہ نے کوئی ایسا نبی نہیں بھیجا جس کا چہرہ خوبصورت نہ ہو۔ (شمائل ترمذی ۲۴)

۱۴۔ اگر قد لبثت فیکم عمراً سے استدلال درست ہے تو پھر وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ سے استدلال کرتے ہوئے دُرِ ثمین کے شاعر مصنف کی نبوت کو باطل سمجھنا بھی درست ہے۔

marfat.com

Marfat.com

۱۵۔ قادیانی صاحب کے اخلاق کا یہ عالم ہے کہ وہ سخت فحش گو اور گالی نواز تھے۔ اُن کی تہذیب اور شائستگی کے چند نمونے ملاحظہ فرمائیں۔ وہ لکھتے ہیں۔

۱۔ ہمارے مخالف جنگلوں کے خنزیر ہو گئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں۔ (نجم الہدیٰ ص۱۵)

ب۔ جو ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اُسے حرام زادہ بننے کا شوق ہے۔ اور وہ حلال زادہ نہیں۔ (انوار الاسلام ص۳۰)

ج۔ لئیم فاسق شیطان لعنتی یا گلوں کا نطفہ خبیث۔ بدکارہ کا بچہ

(حقیقت الوحی ۱۴-۱۵)

۱۶۔ قادیانی صاحب جہاد کو حرام قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال
آگیا مسیح جو دین کا امام ہے
دین کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

(درثمین از مرزا قادیانی صاحب)

نیز لکھتے ہیں

"میری عمر کا اکثر حصہ سلطنت انگریزی کی تائید و حمایت میں گزرا ہے۔ اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہارات شائع

marfat.com
Marfat.com

کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔"

(تریاق القلوب ص۲۵ از مرزا قادیانی صاحب)

اِدھر حدیث شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیش گوئی صاف موجود ہے کہ مشرق سے ایک گروہ نکلے گا جو جہاد کا انکار کرے گا۔ وہ گروہ جہنم کا ایندھن ہے۔ (کنز العمال حدیث نمبر ۱۰۷۴۲)

بلاشبہ قادیان مدینہ شریف سے سیدھا مشرق میں واقع ہے اور قادیانی صاحب نے جہاد کا انکار بھی صاف صاف کیا ہے۔ اِس حدیث شریف کی پیش گوئی صادق آجانے کے بعد اس کے انکار یا اسے ضعیف کہنے کا کوئی تک باقی نہیں رہتا۔ چنانچہ خود قادیانی صاحب نے یہ معیار مقرر کیا ہے کہ

"اگر کوئی ایسی حدیث جو کسی پیش گوئی پر مشتمل ہے مگر محدثین کے نزدیک وہ ضعیف ہے اور تمہارے زمانے میں یا اس سے پہلے اس حدیث کی پیش گوئی سچی نکلی ہے تو اِس حدیث کو سچی سمجھو اور ایسے محدثوں اور راویوں کو مخطی اور کاذب خیال کرو۔ جنہوں نے اِس حدیث کو ضعیف اور موضوع قرار دیا ہو۔" (کشتی نوح ص۸۴)

لہٰذا ہماری پیش کردہ جہاد والی حدیث ان کے لیے حرف آخر ہونی چاہیئے۔

marfat.com

Marfat.com

۱۷۔ نزولِ مسیح علیہ السلام کا اجرائے نبوت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ قادیانی صاحب خود لکھتے ہیں۔

"مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہماری ایمانیات کی جزو یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو بلکہ صدہا پیش گوئیوں میں سے یہ ایک پیش گوئی ہے جس کا حقیقتِ اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں جس زمانے تک یہ پیشگوئی بیان نہیں کی گئی تھی اُس زمانے تک اسلام کچھ ناقص نہ تھا اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہو گیا۔"

(ازالۂ اوہام ص۱۴۲)

معلوم ہوا کہ یہ صاحب اپنے ہی قول کے مطابق ایک غیر ضروری شخصیت ہیں لہٰذا انہیں اُمتِ مسلمہ کے لئے امتحان بننے کا کوئی حق نہیں۔

۱۸۔ یہ لوگ ہمیں مسلمان سمجھتے ہیں جبکہ ہم انہیں کافر سمجھتے ہیں۔ وَالْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْأَعْدَاءُ لہٰذا اگر تفصیلی دلائل کسی کی سمجھ میں نہ بھی آئیں تو احتیاطاً ترکِ قادیانیت میں ہی عافیت ہے۔

---

marfat.com
Marfat.com

ستائیسویں آیت:

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی ان پر درود و سلام اچھے طریقے سے بھیجو۔ (احزاب ۵۶)

صلوٰۃ کے لفظی معنی صلوٰۃ کے لفظی معنی رحمت اور دُعا کے ہیں (المنجد ۵۶۵) مفردات الفاظ القرآن میں ہے۔

قال کثیرٌ من اھل اللغۃ ھی الدعاء والتبریک و التمجید۔

(مفردات ۲۸۵)

یعنی بے شمار اہل لغت نے کہا ہے کہ صلوٰۃ سے مُراد دُعا تبریک اور تمجید ہے۔

شرعی معنی اللہ کے اپنے نبی پر صلوٰۃ بھیجنے سے مُراد رحمت کرنا ہے اور بندوں کے صلوٰۃ بھیجنے سے مُراد دُعا کرنا ہے۔ (خازن ۵۱۰/۳، احکام القرآن ۳۷۰/۳ مظہری ۳۷۴/۷) بلکہ تمام مفسرین نے تقریباً یہی بات لکھی ہے۔)

درُود شریف کا مقصود: درُود شریف کا مقصود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنا، تعظیم کرنا، شان بیان کرنا اور درجات کی بلندی کی دُعا کرنا ہے۔

حضرت ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

صَلوٰۃُ اللّٰہِ ثَنَاءُہٗ عَلَیْہِ عِنْدَ اللہ کی صلوٰۃ سے مُراد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

اَلْمَلٰئِکَۃِ وَصَلٰوۃُ الْمَلٰئِکَۃِ الدُّعَآءُ — کی فرشتوں کے سامنے ثناء خوانی ہے اور فرشتوں کی صلوٰۃ سے مُراد دعا ہے۔

(بخاری: ۲/۷۰۷)

بیضاوی میں ہے۔

ان اللہ وملائکتہ یعتنون باظہار شرفہ وتعظیم شانہ یا ایہا الذین اٰمنوا اعتنوا ایضًا فانکم اولی بذلک — بیشک اللہ اور اسکے فرشتے آپ کی فضیلت کا اظہار اور شان وتعظیم کا اہتمام کرتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی اسی بات کا اہتمام کرو۔ تم تو اس چیز کے زیادہ حقدار ہو۔

(تفسیر بیضاوی)

حضرت سید نعیم الدین مُراد آبادی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

درود شریف اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکریم ہے۔

(خزائن العرفان ۶۷۹)

حضرت مُلا علی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

کثرۃ الصلوٰۃ منبئۃ عن التعظیم المقتضی للمتابعۃ الناشئۃ عن المحبۃ الکاملۃ المرتبۃ علیہا محبۃ اللہ تعالیٰ قال تعالیٰ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم۔ — کثرت سے درود شریف پڑھنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کی وجہ سے ہے تعظیم اور محبت کاملہ ہی اتباع کا تقاضا کرتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت پر ہی اللہ تعالیٰ کی محبت مرتب ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کریگا اور تمہارے گناہ معاف کریگا۔

(مرقاۃ ۲/۳۴۰)

marfat.com

Marfat.com

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے "المقصود بالصلاۃ" کی سرخی قائم فرماتے ہوئے جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے۔

صلوٰۃ سے مقصود اللہ کا حکم مان کر اس کا قرب حاصل کرنا ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حق ادا کرنا ہے۔ ہماری صلوٰۃ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کرنے کے لیئے نہیں ہے۔ ہم کہاں اور حضورؐ کہاں۔ دراصل حضورؐ کے ہم پر اتنے احسانات ہیں کہ ان سے بڑھ کر کسی احسان کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ہم اِن احسانات کا کچھ بدلہ تو دے نہیں سکتے البتہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کی بارگاہ میں درود کے نذرانے پیش کرنے کی راہ دکھائی ہے۔ درود شریف پڑھنے کا فائدہ خود پڑھنے والے کو ہی پہنچتا ہے اور وہ درحقیقت اپنی ذات کیلئے ہی دعا کرتا ہے۔ شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی فرماتے ہیں کہ درود شریف کا فائدہ اسکے پڑھنے والے کو پہنچتا ہے۔ اس لیئے کہ درود پڑھنے میں سچے عقیدے، خلوصِ نیت، محبت و اطاعت اور ادب و احترام کی جھلک موجود ہوتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر محبت میں ڈوب کر حقِ غلامی کی ادائیگی اور توقیر و تعظیم کی خاطر درود بھیجنا ایمان کا اعلیٰ ترین شعبہ ہے درود شریف حضور کی نوازشات کا شکرانہ ہے۔ آپ کی عنایات کا شکر ہم پر واجب ہے۔ آپ جہنم سے ہماری خلاصی اور جنت میں دخول کا ذریعہ ہیں کامیابی کا آسان راستہ سعادت کے تمام دروازوں کی کشاد اور بغیر کسی حجاب کے

marfat.com

Marfat.com

عظیم مراتب اور اعلیٰ مناقب کے وصول کا ذریعہ ہیں۔ بیشک اللہ نے مومنوں پر احسان کیا ہے کہ ان میں ان کے نفسوں میں سے ہی عالیشان رسول کو بھیجا۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ

(القول البدیع ۲۶-۲۵)

مطالع المسرات میں ہے۔

يُصَلُّوْنَ اَيْ يَعْطِفُوْنَ فَاِنَّ	یصلون سے مراد محبت کے ساتھ میلان ہے
اللّٰهَ يَعْطِفُ بِرَحْمَتِهٖ وَالْمَلٰئِكَةُ	اللہ کا میلان رحمت ہے اور فرشتوں کا
يَعْطِفُوْنَ بِاسْتِغْفَارِهِمْ.	میلان استغفار ہے۔

(مطالع المسرات ۲۱)

نیز لکھا ہے۔

اللہ کی صلوٰۃ سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ثناء اور عظمت کا بیان ہے اور فرشتوں اور دوسروں کی صلوٰۃ سے مراد اللہ سے اسی چیز میں مزید اضافہ کرنے کی دعا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ صلوٰۃ سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کا اظہار ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر طرح سے خیر خواہی کرنا ہے۔ اس معنی کو امام غزالی اور زرکشی نے پسند

marfat.com
Marfat.com

کیا ہے۔ اس لیے کہ یہ قدر مشترک ہے۔

(مطالع المسرات ۲۵)

آپ نے دیکھا کہ ان تمام عبارات میں درود شریف کے ساتھ ثناء، محبت، شان، تعظیم، شرف، عطف، (جھکاؤ) جیسے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ جیسی صلوٰۃ بھیجنے والے کی شان ہوگی ویسے ہی صلوٰۃ کے معنی ہوں گے۔ لیکن شرف و تعظیم کا لحاظ و اعتناء اللہ، فرشتوں اور مومنین کی صلوٰۃ میں مشترک طور پر موجود ہے اور یہی درود شریف کا مقصود ہے۔ لہٰذا صلّوا علیہ وسلّموا ہی وہ منبع و مرکز ہے جہاں سے کثرت درود کے علاوہ نعت خوانی، محافل نعت، اشعار میں صلوٰۃ وسلام اور محافل میلاد و قیام کو جنم ملتا ہے۔ یہی وہ عظمت و محبت ہے جس کی وجہ سے ایک عاشق پروانہ وار گنبد خضراء کی طرف لپکتا ہے۔ اسی صلّوا علیہ وسلّموا کا عکس آپ کو اس حدیث شریف میں ملے گا کہ

"تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اُسے اُس کے ماں باپ، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ بن جاؤں۔"

(بخاری ۱/۷، مسلم ۱/۴۹)

سیاق و سباق اور شان نزول

یہ آیت کفار کی ایذا رسانی کے مقابلے پر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راحت و سکون کی فراہمی کے لیے نازل فرمائی۔ اس آیت سے پہلے ایذا سے منع کرنے کے الفاظ ہیں

marfat.com

Marfat.com

(وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللهِ) اور اس کے بعد میں اَلَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللهُ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا۔ کے الفاظ سے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دکھ پہنچانے کو دُنیا و آخرت میں لعنت کا سبب قرار دیا ہے۔

مُراد یہ ہے کہ مخالفین، اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جلالتِ شان اور رفعتِ ذکر میں کیا رخنہ اندازی کر سکیں گے؟ جبکہ خود اللہ جو مسبب الاسباب ہے اور اس کے فرشتے جو اس نظام کائنات کو چلانے پر سبب کے طور پر مامور ہیں سب کے سب مل کر اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہر وقت درود بھیجنے میں مصروف ہیں۔

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

سیاقِ کلام سے واضح ہو گیا ہے کہ صلوا علیہ وسلموا کے الفاظ ایذا کے مقابلے پر استعمال ہوئے ہیں جب کفار اور مخالفین کی طرف سے ایذا رسانی کا ہر حربہ استعمال ہو رہا ہے تو مومنین اور غلاموں کی طرف سے راحت و تسکین، تعظیم و توقیر اور رفعتِ شان میں کیوں کسر باقی رہے۔

فضائلِ درود

درود شریف نماز جیسی اہم ترین عبادت کا جزوِ لازم ہے۔ اس کے بغیر نماز ہوتی ہی نہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ دُعا عبادت کا مغز ہے۔

(ترمذی ۲/۱۷۳، مشکوٰۃ ۱۹۵)

marfat.com
Marfat.com

لیکن عبادت کا یہ مغز بھی اس وقت تک زمین اور آسمان کے درمیان لٹکا رہتا ہے جب تک حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر درود شریف نہ پڑھ لیا جائے۔ (ترمذی ۱/۶۴، مشکوٰۃ ۸۷)

ذکر، استغفار اور دُعا کا قائم مقام

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ پر کثرت سے درود شریف پڑھنا چاہتا ہوں یہ فرمائیے کہ میں اسکے لیے کتنا وقت مقرر کروں۔ فرمایا جتنا چاہو۔ میں نے عرض کیا وقت کا چوتھا حصہ؟ فرمایا جتنا چاہو اور اگر اس سے زیادہ کرو تو تمہارے لیئے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا آدھا؟ فرمایا جتنا چاہو۔ اور اگر اس سے بھی زیادہ کرو تو تمہارے لیئے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا ۲/۳ حصہ؟ فرمایا جتنا چاہو اور اگر اس سے بھی زیادہ کرو تو تمہارے لیئے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا پھر سارا وقت آپ پر درود شریف ہی پڑھا کروں گا۔ فرمایا اگر ایسا کرو گے تو یہ درود تمہارے لیئے ہر امر میں کافی ہے اور یہ تیرے گناہ معاف کرائے گا۔ (ترمذی، مشکوٰۃ: ۸۶)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ درود شریف ذکر کا قائم مقام بھی ہے یعنی اللہ کا ذکر اسکے اندر ہی موجود ہے "ہر امر میں کافی ہے" سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ہر دُعا کا بدل ہے اور "تیرے گناہ معاف کرائے گا" سے ظاہر ہے کہ یہ استغفار کا کام بھی کرتا ہے۔

علامہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

marfat.com

Marfat.com

"درود شریف تمام عبادات سے افضل ہے اس لیے کہ
اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو باقی عبادات کا حکم دیا ہے
مگر درود شریف پہلے خود بھیجا، پھر فرشتوں کو اس کا حکم
دیا اور پھر مومنین کو اس کا حکم دیا۔"

(مطالع المسرات ۲۱-۲۲)

امتیازی شان

حدیث شریف میں ہے

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً وَّاحِدَۃً — جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھا۔ اللہ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرَ صَلَوٰتٍ وَّ — اس پر دس مرتبہ درود بھیجے گا اور اس کے
حُطَّتْ عَنْہُ عَشْرُ خَطِیْئٰتٍ وَّ — دس گناہ معاف کرے گا۔ اور اس کے
رُفِعَتْ لَہٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ۔ — دس درجات بلند کرے گا۔

(رواہ النسائی، مشکوٰۃ: ۸۶)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشْرُ اَمْثَالِھَا
کہ جو بھی نیکی کرے گا اسے دس گنا اجر ملے گا۔" لیکن درود شریف
ایک ایسا عمل ہے کہ صرف اس کا ثواب ہی دس گنا نہیں بلکہ خود اللہ تعالیٰ کی
ذات دس مرتبہ درود بھیجے گی۔ اللہ کے درود کے سامنے محض ثواب نہایت
چھوٹی چیز ہے۔ پھر یہیں تک بس نہیں بلکہ دس گناہ بھی معاف اور
دس درجات بھی بلند۔ جَزَی اللّٰہُ تَعَالٰی عَنَّا سَیِّدَنَا مُحَمَّدًا مَّا ھُوَ
اَھْلُہٗ۔

اللہ تعالیٰ نے جو معاملہ اپنے ذکر سے کیا وہی اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

پر درود بھیجنے سے کیا۔ وہاں فرمایا فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ (بقرۃ: ۱۵۲)
"تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا"۔ یہاں فرمایا جو ایک مرتبہ درود پڑھے گا اللہ اس پر دس مرتبہ درود بھیجے گا۔

(کذا فی القول البدیع: ۱۲۸)

قربِ حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حدیث شریف میں ہے

اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلٰوۃً

قیامت کے دن میرے سب سے قریب وہ شخص ہوگا جس نے سب سے زیادہ مجھ پر درود پڑھا ہوگا۔

(ترمذی ۱/۶۴، مشکوٰۃ ۸۶)

معلوم ہوا کہ عاشقوں کو جس گوہرِ نایاب کی تلاش ہے یعنی قربِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، وہ کثرتِ درود میں ہی پنہاں ہے۔

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محبوبِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام اور آپ کی باتیں لوگوں تک پہنچانے والے اس میدان میں سب سے آگے ہیں اس لیئے کہ یہ زبان سے بھی اور عمل سے بھی درود شریف ہی میں مصروف ہیں۔

(یعنی زبانی درود قولی ہے اور دینِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چرچا درودِ فعلی ہے۔)

(القول البدیع: ۱۴۰)

چند درود شریف

ذیل میں مختلف الفاظ کے ساتھ چند درود شریف تحریر کیئے جاتے ہیں جنہیں ایک غلام اپنے آقا کے احسانات کے شکرانے کے طور پر پڑھ سکتا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

دِل میں والہانہ پن اور پروانے جیسی فدائیت ہو۔ رُخِ زیبا کے تصوّر میں ڈوب کر قاری اپنے محبوب پر عقیدت کے پھول یُوں نچھاور کرے۔

۱۔ اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ۔
اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہِ۔
اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَانَبِیَّ اللّٰہِ۔
اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔

یقیناً ہم اپنے آقا و مولا کے احسانات کا بدلہ نہیں دے سکتے لہٰذا لاچار ہو کر اللہ کریم ہی کی بارگاہ میں یُوں عرض کناں ہوتے ہیں۔

۲۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَسَلَّمَ۔

۳۔ جَزَی اللّٰہُ تَعَالٰی عَنَّا سَیِّدَنَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَاھُوَ اَھْلُہٗ۔

۴۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

۵۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَعِتْرَتِہٖ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ۔

۶۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

درود شریف کا ایک بہترین مجموعہ "دلائل الخیرات" ہے۔ اِس کتاب کو اپنے مرشد کی اجازت سے پڑھنا صُوفیاء کا طریقہ چلا آرہا ہے۔ یہ کتاب بجا طور پر لائق تحسین ہے اور اِس کے مصنف امام ابو عبداللہ محمد بن سلیمان الجزولی علیہ الرحمہ

marfat.com
Marfat.com

ہماری دُعاؤں اور شکریے کے حقدار ہیں۔

باقی رہا صیغہ خطاب کا اختلاف اور براہِ راست اور بالواسطہ کی باریکیاں تو اسکے لیئے وہی قاعدہ یاد کر لیجئے کہ

عقل کو تنقید سے فرصت نہیں
عِشق پر اعمال کی بُنیاد رکھ

اٹھائیسویں آیت:

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝	اے ایمان والو اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند نہ کرو۔ اور اسے اس طرح نہ بلاؤ جس طرح ایک دوسرے کو بُلاتے ہو ورنہ تُمہارے اعمال برباد ہو جائینگے اور تمہیں خبر تک نہ ہوگی۔

(الحجرات : ۲)

اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادب کی زبردست تعلیم موجود ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں اُونچی آواز سے بولنا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عام لوگوں کی طرح نام سے پکارنا بھی بے ادبی ہے اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو جہات ہیں۔ ایک تو یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذاتی نام ہے۔ ذاتی نام سمجھ کر یا محمدؐ کہنا منع ہے۔ دُوسرے یہ اپنے معنی کے لحاظ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صفاتی نام ہے (یعنی تعریف کیا گیا) اِس صفاتی نیت سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا محمد

marfat.com

Marfat.com

کہہ کر پکارنا جائز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے مدینہ شریف میں آپ کے استقبال میں نعرے لگائے۔ یا محمدُ یا رسولَ اللہِ یا محمدُ یا رسولَ اللہِ (مسلم ۲/۴۱۹)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا پاؤں سن ہوگیا تو انہوں نے شفا حاصل کرنے کے لیے یا محمد کا نعرہ لگایا۔

(الشفا ۲/۱۸)

میدان جنگ میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کی فوجوں کا نعرہ یا محمد ہوا کرتا تھا۔ (فتوح الشام ۳۸۵)

بلکہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں صحابہ کرام علیہم الرضوان جنگ لڑ رہے تھے اور ان کے لشکر کی پہچان یہ نعرہ تھا "یا محمد یا منصور اَجِب اَجِب" یعنی اے محمد۔ اے امداد یافتہ، مدد کو پہنچ۔ مدد کو پہنچ۔ (فتوح الشام ۲۴۹)

انتیسویں آیت:

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ ○ (الشعراء: ۲۱۷-۲۱۹)

اس زبردست رحم والے پر بھروسہ کر۔ جو تجھے کھڑا ہوتے ہوئے دیکھتا ہے۔ اور تیرا سجدہ کرنیوالوں میں آنا جانا بھی دیکھتا ہے۔

اس آیت کریمہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان محبوبیت اپنی آب و تاب کے ساتھ جلوہ فگن ہے۔

گویا اللہ کریم اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُٹھنے، بیٹھنے،

marfat.com
Marfat.com

آنے جانے اور اداؤں کو محبانہ انداز میں دیکھتا ہے۔

ایمانِ والدین شریفین

اس آیت میں وَتَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیْنَ سے استدلال کرتے ہوئے مفسرین نے ساجدین سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آبا بھی مراد لیتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پاک مردوں کی پشت سے پاک خواتین کے رحم میں منتقل ہوتے چلے آئے۔ اُنہوں نے یہاں تک استدلال کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تمام آبا، مومن اور ساجد تھے۔

اس کی تائید بخاری کی اس حدیث سے ہوتی ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ میں بنی آدم کے بہترین لوگوں میں سے زمانہ در زمانہ چلا آیا حتیٰ کہ اس زمانے میں میری بعثت ہو گئی۔ اور مسلم میں حدیث ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کی اولاد میں سے اسماعیل کو۔ اسماعیل کی اولاد میں سے بنی کنانہ کو، ان میں سے قریش کو، قریش میں سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھ کو چن لیا۔ بیہقی نے روایت کیا ہے کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا میں بہترین لوگوں میں پیدا ہوا۔ میں اپنے ماں باپ میں سے پیدا ہوا اور مجھے جہالت کی کوئی بات نہ چھو سکی۔ میرے آباء و اجداد سب باکردار تھے۔ میں تم سب میں اپنی ذات اور آباء کے لحاظ سے بہتر ہوں۔ اس موضوع پر علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مکمل کتاب لکھی ہے جس میں انہوں نے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے

marfat.com
Marfat.com

آباؤ اجداد کا ایمان ثابت کیا ہے اور اس کا حق ادا کر دیا ہے۔

نعت کی تاریخ

قرآن شریف میں کہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کھڑے ہونے اور آنے جانے کا ذکر ہے۔

(الشعراء : ۱۱۹)

کہیں چہرۂ انور کو آسمان کی طرف اُٹھانے کا ذکر ہے۔ (البقرہ : ۱۴۴)
کہیں جنگ کے لئے گھر سے نکلنے کا ذکر ہے۔ (آل عمران : ۱۲۱) کہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہرۂ انور کی قسم ہے۔ (الضحیٰ : ۱) کہیں زلفوں کی قسم ہے۔ (الضحیٰ : ۲) کہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے شہر کی قسم ہے۔ (البلد : ۱) کہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جان کی قسم ہے (الحجر : ۷۲)۔ کہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی چادر کا تذکرہ ہے۔ (مزمل : ۱) کہیں لحاف مبارک کا ذکر ہے۔ (مدثر : ۱) کہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خُلقِ عظیم کا ذکر ہے۔ (القلم : ۴) کہیں دشمنوں کے الزامات سے براءت کا اظہار ہے۔
(القلم : ۲) ——— کہیں دشمنِ رسول کو تبت یدا ابی لہب کہہ کر رسوا کیا جا رہا ہے اور کہیں حبیبِ لبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جانثاروں اور غلاموں کو والذین معہٗ کہہ کر سراہا جا رہا ہے۔

ایسے لگتا ہے کہ پورا قرآن ہی نبی کریم کی شان اور نعت سے لبریز ہے۔ اُدھر اللہ ہے کہ وہ خود بھی اور اسکے تمام فرشتے بھی ہر وقت حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود میں مصروف ہیں۔ (احزاب : ۵۶) اور اللہ ہر وقت فرشتوں کی محفل سجائے ان میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

marfat.com
Marfat.com

کی ثنا خوانی کر رہا ہے۔ (بخاری ۲/۲۰۷)

شمع رسالت کے پروانے یعنی صحابہ کرامؓ بھی بڑھ چڑھ کر نذرانہ ہائے عقیدت پیش کر رہے ہیں۔ حضرت حسان بن ثابتؓ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود فرماتے ہیں کہ منبر پر چڑھ جاؤ اور میری نعت بیان کرو۔ آپ کی نعت کے تیرہ اشعار صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۰۱ پر موتیوں کی طرح آج بھی درج ہیں۔ آپ کا پورا دیوان بازار میں آج بھی دستیاب ہے جس کا نام دیوانِ حسان ہے۔

حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کے نعتیہ اشعار میں سے ایک شعر یہ ہے۔

اِنَّ الرَّسُوْلَ لَنُوْرٌ یُّسْتَضَاءُ بِہٖ

مُہَنَّدٌ مِّنْ سُیُوْفِ الْہِنْدِ مَسْلُوْلٌ

(بلاشبہ رسول ایسا نور ہیں کہ اس سے روشنی حاصل ہوتی ہے۔ آپؐ ہند کی سونتی ہوئی تلوار ہیں۔)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ شعر سن کر فرمایا کہ مجھے ہند کی تلوار مت کہو۔ اللہ کی تلوار کہو۔ (الہند کو اللہ سے بدل دو۔) اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں انعام کے طور پر چادر بھی عطا فرمائی۔

(مقدمہ الزبدۃ العمدہ: ۲۴)

اس کے علاوہ چاروں خلفاءِ راشدین، دیگر صحابہ کرام اور صحابیہ خواتین علیہم الرضوان نے بھی نعتیں لکھی ہیں اور ان کے بعد آج تک

marfat.com
Marfat.com

پوری اُمت بے شمار زبانوں میں نعت رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے قلب و باطن کو منوّر کرتی چلی آئی ہے۔ ان نعت خوانوں میں امام اعظم ابُوحنیفہ علیہ الرحمہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمہ و مولانا جلال الدین رُومی علیہ الرحمہ اور حضرت مولانا عبد الرحمٰن جامی جیسی جلیل القدر ہستیاں شامل ہیں۔

علامہ شرف الدین بوصیری علیہ الرحمہ کا لکھا ہوا قصیدہ بردہ زبان زدِ عالم ہے جس کا ایک ایک شعر عشق و مستی کا بھرپور خزانہ ہے۔ ماضی قریب میں حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ نے عقیدت و محبت سے لبریز، بے دریغ نذرانے پیش کر کے اسلاف کی یاد تازہ کر دی ہے۔

چند نعتیں اِس عاجز مسکین اور رُوسیاہ نے اپنے آقا و مولا کی شان میں چند نعتیں تحریر کر ڈالی ہیں۔ چھوٹا منہ بڑی بات۔ اِن نعتوں کے اندر جو میری خطائیں پوشیدہ ہیں وہ ان کی نگاہِ بصیرت پر خوب عیاں ہیں لیکن کیا بعید کہ وہ انہیں میرے مُنہ پر دے مارنے کی بجائے شرفِ قبولیت سے نواز دیں۔

marfat.com

Marfat.com

عربی نعت

جَزَی اللهُ عَنَّا النَّبِیَّ الْکَرِیْمُ ۔۔۔ حَرِیْصٌ عَلَیْنَا رَؤُفٌ رَّحِیْمٌ
بَشِیْرٌ نَذِیْرٌ سِرَاجٌ مُّنِیْرٌ ۔۔۔ حَلِیْمٌ حَکِیْمٌ کَرِیْمٌ عَظِیْمٌ
شَکَی الطَّائِرُ وَالْبَهِیْمُ اِلَیْهِ ۔۔۔ عَلَی الْاِنْسِ وَالْجِنِّ لُطْفٌ عَمِیْمٌ
صَلٰوةٌ عَلَیْکُمْ شَفِیْعَ الْوَرٰی ۔۔۔ مُقِیْلَ الْخَطَآءِ وَعَیْنَ النَّعِیْمِ
سَلَامٌ عَلَیْکُمْ مُفِیْضَ السَّلَامِ ۔۔۔ لِکُلِّ اَتَاکُمْ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ
صَلٰوةٌ عَلٰی اٰلِهِ الطَّیِّبِیْنَ ۔۔۔ سَلَامٌ عَلَیْهِمْ وَرَحْمٌ دَوِیْمٌ
عَلٰی اُمَّةِ الْمُصْطَفٰی کُلِّهَا ۔۔۔ وَمِنْهَا الْفَقِیْرُ قَاسِمٌ عَبْدٌ نَدِیْمٌ

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ
وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ

۱۔ اللہ ہماری طرف سے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جزائے خیر دے جو ہم پر حریص ہیں اور رؤف ورحیم ہیں۔

۲۔ وہ بشیر نذیر اور سراجِ مُنیر ہیں۔ حلیم حکیم کریم اور عظمت والے ہیں۔

۳۔ پرندوں اور جانوروں نے اپنے مسائل آپ سے عرض کیے۔ آپ کا لطف وکرم انسانوں اور جِنّوں پر بھی عام ہے۔

۴۔ اے تمام انسانوں کے شفیع! آپ پر درود ہو۔ اے خطاؤں کو مٹا دینے والے نعمتوں کے سرچشمہ۔

۵۔ جو بھی آپ کے پاس قلبِ سلیم لے کر آیا اس کی طرف سلامتی کے دریا بہا دینے والے! آپ پر سلام ہو۔

۶۔ اُن کی آلِ پاک پر درود ہو اور اُن پر سلام ہو اور دائمی رحمت نازل ہو۔

۷۔ یہ درود وسلام مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پوری اُمت پر بھی ہو۔ اسی اُمت میں ~~[illegible]~~ قاسمی بھی شامل ہے جو ایک بندۂ شرمندہ ہے۔

marfat.com
Marfat.com

فارسی نعت

درود و سلام و ثنائے محمدؐ
ہمہ وقت وِردِ خدائے محمدؐ

قرآں گفت الحمد للہ ولیکن
محمدؐ لقب شد برائے محمدؐ

عیاں از زبانِ حدیثِ بخاری
کہ حسنِ خدا جلوہ ہائے محمدؐ

نہ گفتہ حبیبِ خدا از ہوائش
کلامِ خدا شد صدائے محمدؐ

ہمہ خلقِ او شد کلامِ الٰہی
دل و جاں فدائے ادائے محمدؐ

مفاتیح جملہ خزائن بدستش
عطائے خدا شد عطائے محمدؐ

وَلَوْ اَنَّھُمْ مژدۂ کامرانی،
عفائے خدا شد عفائے محمدؐ

روا نیست کس را کہ تفریق سازد
ولائے خدا شد ولائے محمدؐ

زہے سرمۂ چشمِ عاشق فیروزی
کجا من کجا خاکِ پائے محمدؐ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ

۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام اور آپ کی ثنا خوانی ہر وقت اللہ کا وظیفہ ہے۔

۲۔ قرآن میں ہے الحمد للہ لیکن محمد کا لقب محمد کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیئے ہے۔

۳۔ بخاری شریف کی حدیث ہے کہ جس نے مجھے دیکھا اُس نے حق کو دیکھا۔ اِس سے معلوم ہوا کہ اللہ کا حُسن حضور کے جلووں میں پوشیدہ ہے۔

۴۔ اللہ کا حبیب اپنی مرضی سے بولتا ہی نہیں۔ اللہ کا کلام ہی حضور کی صدا ہے[1]۔

۵۔ آپکا اخلاق سارا قرآن ہے۔ دِل و جان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اداؤں پر فِدا ہے۔

۶۔ تمام خزانوں کی چابیاں آپ کے ہاتھ میں ہیں حضورؐ کی عطا ہی خدا کی عطا ہے[2]۔

۷۔ وَلَوْ اَنَّھُمْ (جب یہ لوگ اپنی جانوں پر ظُلم کرلیں تو اے حبیب آپ کے پاس آجائیں۔) یہ آیت گناہگاروں کے لیئے کامیابی کی خوشخبری ہے حضور کی معافی ہی خُدا کی معافی ہے۔

۸۔ کسی شخص کے لیئے یہ جائز نہیں ہے کہ فرق کرے حضور کی دوستی عین خُدا کی دوستی ہے۔

۹۔ اے فخری! کاش ہمیں عاشقوں کی آنکھ کا سُرمہ نصیب ہو جائے لیکن میں کہاں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قدموں کی خاک کہاں۔

marfat.com

Marfat.com

پشتو نعت

بُلبُل دَ پارہ گل بہ ای ہرکس دپارہ معشوقہ
مُنک غُلامِ مُصطفیٰ یو منک دپارہ مُصطفیٰ
مُنک ظالمان یوجاموکَ مُنک دپارہ دے
یمنی سادرکے بہ پٹ کئی مُنک تول مُصطفیٰ
پلار چہ کلہ زوے وھی نومور پناہ ورکئی
چا تہ دَ خُدائے یراوی ھغوی دپارہ مُصطفیٰ
یا خُدایا اُبخئے اُمّت دا احمد مجتبیٰ
تہ نہ خدَایا غوارم ہریو دپارہ مُصطفیٰ
زندگی بہ استقامت تیرہ شی یامُصطفیٰ
خاتمہ بالخیر اوشی نورم نشتہ مُدّعا
ستا مینہ کے یارسول دریاب نہ مے بارشو
پنجابیانو بہ مینہ پښتو کے خبرہ اوکڑلہ
منم چہ تمامی تولونہ خوارے بدکارے
خوستاکرم نہ زیات نہ سائی گناہ یامُصطفیٰ

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ

۱۔ بلبل کے لیے پھول ہے اور ہر شخص کا کوئی نہ کوئی محبوب ہے۔
ہم غلامانِ مصطفےٰ ہیں ہمارے محبوب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

۲۔ ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے۔ جآؤک والی آیت ہمارے لیے
ہے۔ ہم گناہگاروں کو حضورؐ اپنی یمنی چادر میں چھپالیں گے۔

۳۔ جب باپ اپنے بیٹے کو مارے تو ماں اسے پناہ دیتی ہے۔
جسے اللہ سے سزا پانے کا خوف ہو وہ حضورؐ کے دروازے پر حاضری دے۔

۴۔ اے اللہ! احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساری اُمت کو
بخش دے۔ مَیں تجھ سے حضورؐ کے ہر اُمتی کے لیے سوال کرتا ہوں۔

۵۔ یارسول اللہ! میری صرف یہی استدعا ہے کہ میری زندگی استقامت
سے گزر جائے اور خاتمہ ایمان پر ہو۔

۶۔ یارسول اللہ! آپ کی محبت میں مچھلی دریا سے باہر آگئی ہے۔
اور پنجابیوں نے پشتو بولنا شروع کر دیا ہے۔

۷۔ مَیں مانتا ہوں کہ غنیمتؔ گناہ گار اور سیاہ کار ہے۔ مگر
اس کے گناہ آپ کے کرم سے زیادہ نہیں۔

marfat.com

Marfat.com

سندھی نعت

تنھنجي مثل جگ ۾ آئي ڪا نہ ٻي آ
اھڙي سھڻي صورت نہ ٿيندي نہ ٿي آ
تنھنجي چپ بہ منتر حکم آربانی
وسن عرشي موتي جڏھن ڳالھ ڪئي آ
منھنجي سائين جي صورت آجلوو خدا جو
خدا خود ڪيو آجيئين سائين رچئي آ
ثنا فرش وارا ڪري ڇا سگھن ٿا
جڏھن عرش تي بہ ثنا ٿيندي پئي آ
ٿين تنھنجو ثاني ناممڪن محال آ
نہ اول نہ آخر ڪائي ذات ٻي آ
منھنجا سائين قدمن ۾ موڪي وھاريو
سڀي دنيا ۾ جا نہ ٻي ڪا رھي آ
نگاھ ڪرم سان ڪيو پاڪ آقا
قاسمي [illegible] جي صورت سندي موتي آ

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ

۱۔ تیری مثال اس دُنیا میں نہیں آئی۔ ایسی حسین صورت نہ ہوئی ہے اور نہ ہوگی۔

۲۔ میرے پیارے! تیری چُپ بھی اللہ کا حکم ہے اور جب بولتے ہو تو یہ بولنا بھی عرش کے موتی برساتا ہے۔

۳۔ میرے آقا کی صُورت خُدا کا جلوہ ہے۔ آپ کو اللہ نے ایسی طرح بنایا جس طرح آپ نے خود چاہا۔

۴۔ زمین والے ثنا کا حق کیا ادا کریں گے جبکہ عرش بریں پر بھی آپ کی ثنا جاری ہے۔

۵۔ آپ کا ثانی ناممکن و محال ہے۔ اوّل و آخر کوئی دوسرا پیدا نہیں ہوا۔

۶۔ میرے آقا! مجھے اپنے قدموں میں جگہ عطا فرمائیے۔ پوری دُنیا میں کوئی دوسری پناہ گاہ نہیں ہے۔

۷۔ آقا نے اپنی نگاہِ کرم سے ایسا پاک کر دیا کہ قاسمی کی صُورت بھی سراپا کرم ہے۔

marfat.com

Marfat.com

اُردو نعت (بے نقط)

اِس دردِ لا دوا کی کوئی دوا کرو آکر رسولِ اکرم درماں عطا کرو
مولا سماں دکھائے دولہا سہاگ لائے ممدود ہوں کرم کے سائے دعا کرو
ساحل وہی ہے واحد ساری عمر تمہارے سوئے کرم کدہ ہر دو سرا کرو
سرِ گدا گری ہے اللہ کے گداؤ وہ لاڈلا ہے اُسکا اُس سے کہا کرو
مل کر ملک ملائک ہر دم درود لائے گھر گھر اِسی عمل کو سحر و مسا کرو
سرکار کے مجاہد اعدا سلاح عاری اے مسلمو! دما دم حد سے سوا کرو

آلائے ہر دو عالم دے کر کہا گدا سے
آگے کہو بخوبی کھل کر صدا کرو

(آقا سی)
سوالی

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

marfat.com
Marfat.com

اردو نعت

محمد محمد محمد کئے جا

اسی اسم اعظم کا چرچا کئے جا

مسافر مدینے شہر جانے والے

میرا بھی سلام محبت لئے جا

خرد کا محبت سے ہو گر تقابل

تو جام محبت اٹھا کر پئے جا

بدن پیرہن ہو تیرا پرزے پرزے

تسلسل سے آنسو بہا کر پئے جا

ذرا سی بھی غفلت سے مر جانا بہتر

مگر عشق احمد میں بے شک جئے جا

سخی تیرا آباد بحر سخاوت

سمندر سے قطرہ مجھے بھی دیئے جا

میرے تن سے روح محمد نہ نکلے

الٰہی فیروزی پہ احساں کئے جا

صلی اللہ علیٰ حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وسلم

marfat.com

Marfat.com

اُردو نعت

جس کی سرکار کے کوچے سے شناسائی ہے
اُس نے فردوس میں واللہ جگہ پائی ہے

سب تو اللہ کی عظمت کی قسم کھاتے ہیں
رب نے سرکار کے کوچے کی قسم کھائی ہے

اپنی زلفوں کو سرِ شام سنوارا ہو گا
سمتِ فاران سے رحمت کی گھٹا چھائی ہے

شمس و ماہتاب کہاں ایسی چمک والے تھے
حسنِ محبوب کے جلووں سے ضیا پائی ہے

کب سے ویرانۂ مغرب میں بھٹکنے والو
اِن کے دربار چلے آؤ بہار آئی ہے

جس کی بھی مانگ تھی دُنیا میں سُکوں کی دولت
اُسکو اِک ذاتِ محمد ہی نظر آئی ہے

جرمِ عشاق کا انجام تماشیؔ دیکھا
رب کے دربار سے جنت کی سزا پائی ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ
وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

marfat.com

Marfat.com

اُردو نعت

مُعطی رَب کی ذات محمد قاسم ہیں
بٹتی ہے خیرات محمدؐ قاسم ہیں
اُن کو اُن کے رب نے کُل مختار کیا
کُل عالم محکوم محمدؐ حاکم ہیں
مشرق مغرب سمٹ کے حاضر آن ہوتے
ماضی اِستقبال سبھی کے عالِم ہیں
اُن کے در پر جا کر استغفار کرو
سب ہوں گے مغفور جو عاصی نادِم ہیں
عرش سے اعلیٰ خاک تمہارے قدموں کی
سب قُدسی سرکار تمہارے خادِم ہیں
ان کی خاطر پہلے بزم جہان سجی
آخر میں مہمان محمدؐ خاتم ہیں
ناصحی پر کرم نبی کا بے حد ہے
اِس پر دن بھر رات ترانے لازم ہیں

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی
اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

marfat.com
Marfat.com

اُردو نعت

اللہ اللہ حضورؐ کی باتیں — عین ربِّ غفور کی باتیں
چند لفظوں میں بند سمندر ہیں — میرے آقا حضورؐ کی باتیں
اُن کی خدمت میں جب صحابہؓ تھے — ہوتی ہوں گی سُرور کی باتیں
جو بھی پہنچا ہے انکے قدموں میں — اس کو سوجھیں شعور کی باتیں
ان کے در کے جو ٹکڑے کھا کے پلا — اُس نے سیکھیں عبور کی باتیں
ان کی نظروں سے پی تو پھر سمجھے — ہم شرابِ طہور کی باتیں
سب سے پہلے وجود میں آئے — اَب ہیں ان کے ظہور کی باتیں
اُن کی نعتیں ہیں سب کتابوں میں — پڑھ کے دیکھو زبور کی باتیں
بادشاہوں نے سر جھکایا ہے — ان کو بھولیں غرور کی باتیں
ان کی رحمت خطا پہ بھاری ہے — اب نہ چھیڑو قصور کی باتیں
ہم کلامی کا شرف ضیغمی تھا سمی — کچھ تو کر لے ضرور کی باتیں

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِیْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

marfat.com
Marfat.com

اُردو نعت

سرکارِ دو عالم کی توقیر جسے سُوجھی،
اللہ کو منانے کی تدبیر اُسے سُوجھی

جس نے بھی محمدؐ کی تعریف میں حد کر دی
اِس اسمِ محمدؐ کی تفسیر اُسے سُوجھی

ہر وصفِ کمال اُن کا چُپ چاپ جسے بھایا
بس سُورۂ کوثر کی تقریر اُسے سُوجھی

افلاطوں ارسطو بھی سر تھام چکے اپنا
اخلاقِ شکستہ کی تعمیر کسے سُوجھی

اللہ کو پانے کے اسرار کُھلے اس پر
کونین کے والی کی تصویر[1] جسے سُوجھی

دن رات درُودوں کے جو ہار پروتا ہے
چل جائے جو مشکل پر شمشیر اُسے سُوجھی

قاسمی
فیروزی پہ اللہ کا احسان ہُوا جس دم
اِس نامِ مقدس کی تشہیر اُسے سُوجھی

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

---

[1] تصویر سے مُراد تصورِ قائم کرنا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

پنجابی نعت

جاواں صدقے حسنِ ازل توں — کالی زلف دے پیچ کنڈل توں
جیندی نبیاں تے سرداری — میری نال محمدؐ یاری
قربان ہین خاص فضل توں — کالی زلف دے پیچ کنڈل توں
جیندے نور کیتا اُجیالا — میرا ڈھول مدینے والا
فاران تے اُحد جبل توں — کالی زلف دے پیچ کنڈل توں
ہر حسن اسے دا جلوہ — گیا عرش تے جیندا تلوا
مازاغ دے نین کجل توں — کالی زلف دے پیچ کنڈل توں
ساڈی لوں لوں دے وچ وسدا — کدی اپنا بھید نہ دسدا
ہر چیز دے نور اصل توں — کالی زلف دے پیچ کنڈل توں
اُس یار نوں سامنے پایا — جنہیں اپنا آپ ہٹایا
اُس مظہرِ ذات تشکل توں — کالی زلف دے پیچ کنڈل توں
قاسمی فیروزی دے ول آچا — پیا ترسدا ای گل لا جا
میں واری وقت وصل توں — کالی زلف دے پیچ کنڈل توں

جَزَی اللّٰہُ تَعَالٰی عَنَّا سَیِّدَنَا مُحَمَّدًا مَّا ھُوَ اَھْلُہٗ

marfat.com
Marfat.com

پنجابی نعت

بنائی نور دی صورت خدا سوہنی محمد دی
چمن دی بلبلاں کولوں صدا سوہنی محمد دی

تیرا آون تیرا جاون تیرا ہلن تیرا اٹھن [1]
خدا کردا بیان ہر اک ادا سوہنی محمد دی

ملک سوہنے نبی سوہنے ولی سوہنے سبھی سوہنے
مگر صورت بمع سیرت جدا سوہنی محمد دی

قرآنی سورتاں اندر ہے مزمل تے مدثر
ہے ساوی دھاریاں [2] والی ردا سوہنی محمد دی

خدا فرماوندا سوہنے نبی لوکاں نوں تو فرما [3]
خدا سننی پسند کردا ندا سوہنی محمد دی

رسولاں ساریاں مگروں نبی آخر زماں آئے
شریعت دی حکمرانی سدا سوہنی محمد دی

بڑی اطہر بڑی اکمل بڑی احسن بڑی اجمل
فیضی نوں دکھا صورت خدا سوہنی محمد دی

---

[1]: وتقلبک فی السجدین۔ واذ غدوت۔ قد نری تقلب وجھک کی طرف اشارہ ہے۔
[2]: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چادر مبارک (ردا) سبز رنگ کی یا سرخ دھاریوں والی ہوتی تھی جسے حبرہ کہتے تھے۔ حدیث شریف میں ہے کہ لباس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ کو سب سے زیادہ یہی حبرہ پسند تھی۔
[3]: قُل (اے محبوب فرما دیجئے۔)

marfat.com
Marfat.com

پنجابی نعت

سوچاں تے فکر ہزار   اَج وی نئیں آیا دلدار

آپ نہ آیا

خط نہ پایا

نہ کوئی خبر نہ سار   اَج وی نئیں آیا دِلدار

بہوں تھک پئی آں

ڈھونڈھن گئی آں

دُکھ چڑ گاہ تے پہاڑ   اَج وی نئیں آیا دِلدار

رات نہ سَوواں

رَت پئی رَوواں

رونے نال وپار   اَج وی نئیں آیا دِلدار

کے کیتیوئی!

مار گھتیوئی!

مویاں نوں نہ مار   اَج وی نئیں آیا دِلدار

جس سنگ لیندے

توڑ نبھیندے

marfat.com

Marfat.com

آپ چڑھیندے پار — اج وی نئیں آیا دِلدار

میں سہی تتڑی

تیری تے کُتڑی

کُتیاں دی خب دار — اج وی نئیں آیا دِلدار

کول واسی ~~ھیونی~~

آ دِل جانی

اِنج نہ سجن وِسار — اج وی نئیں آیا دِلدار

سوچاں تے فکر ہزار — اج وی نئیں آیا دِلدار

یا مخدومِ الصلاحِ

marfat.com
Marfat.com

جمالِ مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

درمیانہ قد۔ گندمی رنگ۔ نیم گھنگریلے بال۔ سر بڑا۔ بال گھنے، کان کی لوتک لمبے کبھی شانوں تک پہنچ جاتے تھے۔ کندھوں کا درمیانی فاصلہ چوڑا۔ پیٹ اور سینہ ہموار۔ دونوں بازوؤں، کندھوں اور سینہ بالائی پر بال تھے۔ سینے سے ناف تک بالوں کی باریک دھاری تھی۔ بدن پر زیادہ بال نہ تھے۔ چہرہ نہ گول نہ لمبا۔ آنکھیں سیاہ اور پتلی۔ آنکھوں کی سفیدی میں سُرخ ڈورے۔ پلکیں دراز۔ پیشانی کشادہ۔ اَبرو خم دار اور گُنجان۔ دونوں اَبرو جُدا جُدا تھے۔ ان دونوں اَبروؤں کے درمیان ایک رگ تھی جو بوقتِ جلال اُبھر آتی تھی۔ ناک بُلندی مائل سرسری دیکھنے سے بُلند لگتی تھی مگر غور کرنے کے بعد معلوم ہوتا کہ حسن چمک کی وجہ سے بلند لگتی ہے۔ رُخسار ہموار، ہلکے اور گوشت لٹکے تھے۔ دہن معتدل فراخ۔ دانت باریک آبدار۔ سامنے کے دانتوں میں معمولی فصل۔ داڑھی گُنجان سینے کو بھر دیتی تھی۔ گردن مُورتی کی طرح صاف تراشیدہ۔ دونوں شانوں کے درمیان مُہرِ نبوت۔ اعضاء معتدل اور پُرگوشت۔ بدن گٹھا ہُوا۔ کلائیاں دراز۔ اُنگلیاں مناسب لمبی۔ ہاتھ اور پاؤں کی ہتھیلیاں گوشت دار۔ اعضا کے جوڑ کی ہڈیاں بڑی۔ مجموعی بدن موٹا نہ تھا۔ بارعب تھے۔ سچی سچی زبان۔ نرم دل۔ تیز رفتار نیچی نظر۔ آگے جُھک کر چلتے جیسے بُلندی سے اُتر رہے ہوں۔

marfat.com

Marfat.com

قوت سے قدم اُٹھاتے کسی کی طرف متوجہ ہوتے تو پورے بدن سے مُڑتے۔ آسمان کی نسبت زمین کی طرف زیادہ دیکھتے اور کبھی کبھی اس کے برعکس بھی کرتے۔ سفید لباس۔ سفید عمامہ۔ سبز یا سُرخ دھاریوں والی چادر، جُوتا چمڑے کی بغیر بالوں والی چپلی جس پر دو دو تسمے تھے۔ زیادہ تر تبسم فرماتے، آپ کی ہنسی صرف تبسم ہوتی تھی۔ کنواری پردہ دار لڑکی سے زیادہ شرمیلے۔ لگاتار اور جلدی جلدی نہ بولتے بلکہ ہر مضمون صاف اور دُوسرے سے جُدا ہوتا۔ جامع کلام فرماتے تھے۔ ہر بات کو تین دفعہ دُہراتے تاکہ سُننے والا ذہن نشین کرلے۔ سُرمہ رات سوتے وقت لگاتے۔

بوقتِ وصال سرِ مُبارک میں تیرہ اور داڑھی مُبارک میں چار بال سفید تھے۔ تریسٹھ برس کی عُمر میں وصال فرمایا۔

چاندی سے ڈھالا گیا بدن۔ (ابُو ہریرہؓ)

چاند سے زیادہ خوبصورت (جابر ابن سمرہؓ)

بَلْ مِثْلُ الْقَمَرِ (براء بن عازبؓ)

مَیں نے اتنا حسین نہ پہلے دیکھا نہ بعد میں۔

(براء بن عازبؓ، ہند ابن ابی ہالہؓ، مولیٰ علیؓ، امام حسنؓ)

تقریباً یہ سب باتیں شمائل ترمذی سے ماخوذ ہیں۔

marfat.com

Marfat.com

الشفا بجمال المصطفٰے

باعثِ تخلیقِ عالم جانِ جاں — صاحبِ لولاک سِرِّ کُن فکاں
جُملہ حاجت ہائے عالم شُد وصُول — توبۂ آدم طفیلِ اُو قبول
رحمۃ للعلمیں فرحُ الحزیں — بر کبائر ہا شفیعُ المذنبیں
گندمی رنگ سر بڑا قد معتدل — بر سرِ محفل بُلندی سر مُستقل
گیسوئے خم دار کالے اور گھنے — کان کی لو کے برابر تھے بنے
پھیل کر شانوں کو چھو لیتے کبھی — کھائی قرآں نے قسم واللیل کی
بطن و سینہ سیدھ میں کندھے وسیع — سینہ کندھے بانہوں پر بال بھی
سینۂ بالا سے لے کر ناف تک — بال کی باریک دھاری کی ڈلک
بدنِ اقدس پر نہ تھے کثرت سے بال — حُسن و خُوبی سے مُزیّن بال بال
چہرۂ اقدس نہ لمبا تھا نہ گول — والضحیٰ کہہ کر پڑا قرآں بول
کالی آنکھیں تیز پتلی آبدار — سُرخ ڈورے آنکھ میں پلکیں دراز
ابروئے خم دار گنجان و جُدا — عذرائے محجوب سے بڑھ کر حیادار
خُوب پیشانی کُشادہ یار کی — چاند سے بڑھ کر چمک دِلدار کی
ناک مائل تھی بلندی کی طرف — سر سری دیکھو تو لگتا تھا شرف
صاف ہلکے گوشتی ہموار گال — مُنہ فراخی مائل و لب باجمال

marfat.com
Marfat.com

دانت پتلے آب دار و با فصل — گوہر نایاب کی اعلیٰ النسل
پُر کریں سینہ گھنی داڑھی کے بال — مُونچھ چھوٹی خوبصورت باجمال
مُورتی گردن مُبارک پر فدا — اُس کو قدرت نے تراشا تھا جُدا
تھی عیاں مُہرِ نبوت پُشت سے — چھوٹی جا سکتی تھی وہ انگشت سے
معتدل ہر عضو ہے پُر گوشت ہے — گٹھا ہوا اُن کے بدن کا پوست ہے
لمبی کلائی اُنگلیاں جب از دراز — ہاتھ پاؤں کی ہتھیلی گوشت دار
جوڑ کی ہڈیاں بڑی مضبوط تر — معتدل ان کا بدن مربوط تر
مُسکرانا تیری عادت تھی سدا — مُسکرا دے مُسکرا دے مُسکرا
یا الٰہی از طفیلِ حُسنِ او — رحم کُن بر حالِ زارِ خستہ رُو
یَا حَبِیْبِیْ اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ — یَا مُحِبِّیْ اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ
یَا شَفِیْعِیْ اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ — یَا شِفَائِیْ اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ

نوٹ :

اِس کلام " الشفا بجمال المصطفیٰ " کو تین ۳ بار پڑھ کر مریض پر دم کیا جائے تو انشاء اللہ ہر مرض میں شفا ہوگی۔ مرض اگر پُرانا ہو تو سات بار پڑھا جائے اور اگر لاعلاج ہو تو اکتالیس ۴۱ بار پڑھا جائے۔ مریض خُود پڑھ کر اپنے اُوپر خُود بھی دم کر سکتا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

شعرائے سے گزارش

ایک شاعر کے لیئے یہ ضروری ہے کہ نہایت ذمّہ داری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے کلام کے راست اور ضمنی اثرات پر نظر رکھے آجکل کے بعض ناعاقبت اندیش شعراء چند مجذوب صُوفیاء کی زبان سے کسی خاص حال میں نکلی ہُوئی باتوں سے فائدہ اُٹھاتے ہُوئے علم اور عُلماء کی مخالفت کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے سامنے قرآن اور حدیث پڑھنے کا کچھ فائدہ نہیں ہم انہیں ایسے کاملین کی زبانی سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں جن کی عظمت و کمال اِس کائناتِ پست وبالا میں ہر سُو مسلّم ہے۔

۱۔ **حضرت داتا گنج بخشؒ** ؛ حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب کشف المحجوب کا آغاز "اثباتِ علم" کے باب سے کیا ہے اور آپ اِس میں قرآن اور حدیث کو بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

"یہ طے شُدہ بات ہے کہ علم کی نفی جہالت ہے اور عِلم کا ترک بھی جہالت۔ تو جاہل تو بہر حال قابلِ مذمّت ہوگا اور جہالت تو کفر اور باطل کا قرینہ ہے۔ کیونکہ حق کا جہالت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور یہ جہالت و ترکِ علم تمام صُوفیاء و مشائخ کے عقیدہ کے خلاف ہے"۔ (کشف المحجوب صہ ۳۰)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں۔

"جس کو شریعت کا عِلم حاصل نہیں اُس کا دِل جہالت کی بیماری

marfat.com
Marfat.com

میں مبتلا ہے۔ (ص ۲۳)

۲۔ شیخ اکبر حضرت محی الدین ابنِ عربی: آپ رحمہُ اللہ

اپنی کتاب "الوصیہ" میں فرماتے ہیں۔

"تُو اپنے ماتحتوں پر اللہ کی حدُود نافذ کر۔ تجھ سے اُن کے بارے میں پُوچھا جائے گا۔ تیرا چھوٹے سے چھوٹا ماتحت تیرا اپنا نفس ہے۔ اِس پر اللہ کی حدُود جاری کر۔ اگر تیرے خیال میں اچھائی وارد ہو تو یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر اچھائی سے رُکنے کا خیال آئے تو یہ شیطان کی طرف سے ہے، اچھائی وہ ہے جسے شریعت نے اچھائی کہا ہو۔ اور شر وہ ہے جسے شریعت نے شر کہا ہو۔ خیر اور شر کی یہی پہچان ہے۔ اب تجھے معلوم ہو گیا ہو گا کہ اللہ کی حدُود نافذ کرنے کے لیئے شریعت کا علم کتنا ضروری ہے۔" (الوصیہ ص ۴)

۳۔ قُطب الاقطاب سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی

آپ رحمۃُ اللہ علیہ اپنے مشہور قصیدہ میں فرماتے ہیں۔

دَرَسْتُ العِلْمَ حَتّٰی صِرْتُ قُطْباً
وَنِلْتُ السَّعْدَ مِن مَّوْلَی المَوَالِی

ترجمہ: "میں علم پڑھتے پڑھتے قطب ہو گیا اور میں نے خُداوند تعالیٰ کی مدد سے سعادت کو پالیا۔"

(قصیدہ خمریہ شعر نمبر ۹)

marfat.com

Marfat.com

یہ ہیں میرے آباء و پیشوا، کوئی ماں کا لال اِن کی مثال لاسکتا ہو تو لے آئے۔

جن چند صُوفیاء کی زبان سے علم اور شریعت کے خلاف باتیں سرزد ہُوئی ہیں۔ اوّل تو اُن کے پیشِ نظر ابوالفضل اور فیضی جیسے اکبر بادشاہ کے پالتو مُلّا تھے یا وہ صُوفیاء مجذوب تھے، یا یہ باتیں انہوں نے کسی حال میں کہی ہیں جنہیں صُوفیاء کی اصطلاح میں "شطحیات" کہا جاتا ہے جیسے حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے کسی حال میں "سُبحانی ما اعظم شانی" کہہ دیا مگر جب ہوش میں آئے تو فرمایا کہ میں دوبارہ ایسا کہوں تو مجھے قتل کر دینا۔ جب آپ نے دوبارہ اسی حال میں یہی الفاظ کہے تو آپ پر تلوار چلادی گئی مگر تلوار جسم سے ہوا کی طرح پار ہوگئی۔ یہ ہے سچ۔

صرف زبان سے "سُبحانی" کہہ کر ہر شخص بایزید بسطامیؒ نہیں بن سکتا۔ "انا الحق" کہہ کر ابنِ منصور نہیں بن سکتا اور گھنگرو باندھ کر بلھے شاہ نہیں بن سکتا۔

مجذوب کا معاملہ بالکل جُدا ہے لیکن لوگوں کی اصلاح کی خاطر مسندِ ارشاد پر بیٹھنے والے سالک کے لیئے ضروری ہے کہ اس نے کم از کم قرآن شریف، مشکوٰۃ شریف، قدوری اور شرح عقائدِ نسفی کی تعلیم حاصل کرلی ہو۔

علم اور فقر ایک دُوسرے کے بغیر ادھورے ہیں۔ محقق اور صاحب ظرف وہ ہے جو اِن دونوں کو ساتھ لے کر چلے۔

marfat.com

Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کے تقاضے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کا تقاضا یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کی جائے۔ یہ محبت جتنی زیادہ ہو گی اتنا ہی ایمان مضبوط ہوگا۔ اس ایمان کا دوسرا تقاضا یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب و تعظیم کی جائے اور تیسرا تقاضا یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی جائے۔ (وغیر ذالک)

ان تمام تقاضوں کی تفصیل حسب ذیل ہے

۱۔ محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا اکٹھا ذکر قرآن شریف کی سورۃ **توبہ** میں ہوا ہے۔ حدیث شریف میں ہے

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ

تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اُسے اس کے ماں باپ، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

(بخاری ص۷ ج۱، مسلم ص۴۹ ج۱)

marfat.com
Marfat.com

گویا محبتِ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ایمان کا خلاصہ اور اجمال ہے۔ اِس محبت کی تین قسمیں ہیں۔ ایک محبت عقلی ہے اس سے مُراد یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کے نہ چاہنے کے باوجود نفس کی مخالفت کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو ہر چیز پر ترجیح دے۔

اِس سے بہتر محبت ایمانی ہے۔ اِس سے مراد یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا اسمِ گرامی سُن کر یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی یاد آنے پر مسلمان کے دل میں تعظیم اور محبت کا ایک کرنٹ سا گزرے۔ یہ کرنٹ جتنا زیادہ ہوگا اتنا ایمان مضبوط ہوگا۔

اِس سے بھی بہتر محبت طبعی ہے۔ اِس سے مراد یہ ہے کہ مسلمان اپنے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دیدار کا شوق رکھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے لیئے اداس ہو جایا کرے اور ماں باپ اور اولاد کی جتنی محبت سے یہ محبت بڑھ جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنے بعد میں آنے والے بعض اُمتیوں کے حق میں فرمایا کہ

يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يَرَانِىْ بِاَهْلِهٖ وَمَالِهٖ

ان میں سے ایک یہ چاہے گا کہ کاش وہ اپنا مال اور اولاد قربان کر کے مجھے ایک جھلک دیکھ سکے۔ (مشکوٰۃ صہ ۵۸۳، ومثلہ فی البخاری ج۱ صہ ۵۰)

محبت کی اقسام میں سے کسی ایک کی چھوٹی سی چنگاری بھی اگر کسی کے دل میں موجود ہے تو یہ عین ایمان ہے اور یہ محبت جس قدر ترقی کرتی جائے گی اتنا ہی ایمان مضبوط ہوتا چلا جائے گا۔

marfat.com

Marfat.com

محبت کی پہچان اور علامت یہ ہے کہ عاشق اپنے محبوب کا ذکر کثرت سے کرتا ہے۔

مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ جو جس چیز سے محبت کرتا ہے اس کا ذکر بار بار کرتا ہے۔ (کنز العمال ص ۴۲۵)

محبت کی دُوسری نشانی یہ ہے کہ عاشق کو محبوب میں عیب نظر نہ آئے حدیث شریف میں ہے کہ حُبُّکَ الشَّیْءَ یُعْمِیْ وَیُصِمُّ (مشکوٰۃ ۴۱۸) محبت انسان کو اندھا اور بہرا کر دیتی ہے یعنی وہ محبوب میں عیب نہ دیکھ سکتا ہے اور نہ کسی سے اس کا عیب سُن سکتا ہے۔ یہ عام محبوب کی بات ہے جس میں عیب موجود تو ہوتا ہے مگر اس کا عاشق نہ عیب دیکھ سکے نہ سُن سکے۔ اور جس محبوب میں عیب ہو ہی نہیں۔ اس کے عاشق کا کیا رویہ اور کیا ایمان و یقین ہونا چاہیئے؟ آپ خُود اس بات کا اندازہ فرما سکتے ہیں۔

معلوم ہُوا کہ محبتِ رسُول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تقاضا یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر وصفِ کمال کسی حیل و حجت کے بغیر آنکھیں بند کر کے تسلیم کر لیا جائے۔ جس نے سوچنا اور دلائل تلاش کرنا شروع کر دیا اس کی محبت کا جھوٹ پکڑا گیا۔ یہی محبت کی پرکھ اور پہچان ہے۔

اس سے بھی اہم بات یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں۔ حدیث شریف میں ہے

marfat.com

Marfat.com

اَلَا وَاَنَا حَبِیْبُ اللّٰہِ وَلَا فَخْرَ　خبردار! مَیں اللہ کا حبیب ہوں اور مَیں فخر نہیں کرتا۔ (ترمذی، دارمی، مشکوٰۃ ۵۱۳)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اللہ کے محبوب ہیں اور محبوب میں عیب دیکھنا اور اس کا عیب سُننا محبت کے منافی ہے تو پھر اللہ کریم نے اپنے محبوب میں کوئی عیب رکھا ہی کیوں ہوگا؟

لہٰذا یہ بات اچھی طرح باور کرلینی چاہیئے کہ ہر وہ عقیدہ جس میں سے تنقیصِ رسالت کی بُو آئے اور شانِ مُصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو ماننے میں بُخل اور تنزل کے جراثیم پائے جائیں۔ وہی محبتِ رسُول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے منافی سمجھا جائے گا اور بُغض پر محمول کیا جائے گا۔

محبت کی تیسری علامت یہ ہے کہ محبوب کے دوستوں سے بھی محبت کی جائے اور محبوب کے دشمنوں سے دشمنی کی جائے۔ یہی وجہ ہے کہ خُلفاءِ راشدین اور تمام صحابہ کرام و اہلِ بیتِ اطہار کی محبت ہمارا ایمان ہے۔

۲۔ تعظیمِ رسُول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

تعظیمِ رسُول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا حکم قرآن میں باربار ہُوا ہے۔ فرمایا رسُول کی تعظیم کرو اور توقیر کرو۔ (الفتح: ۹) دوسری جگہ فرمایا۔ اللہ اور اسکے رسُول سے آگے مت بڑھو۔ اپنی آوازوں کو نبی کی آواز سے بُلند مت کرو۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو اس طرح مت پکارو جس طرح

marfat.com

Marfat.com

ایک دُوسرے کو پکارتے ہو. (حجرات : ا تا ۲)

حدیث شریف میں ہے کہ صلح حدیبیہ کے بعد عروہ بن مسعود نے قریش مکہ کو جاکر تعظیم رسول کا آنکھوں دیکھا منظر بتایا۔ انہوں نے بتایا کہ خُدا کی قسم میں بادشاہوں کے درباروں میں جاچکا ہوں۔ میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے ہاں بھی گیا ہوں۔ اللہ کی قسم میں نے اتنی تعظیم کسی بادشاہ کی نہیں دیکھی جتنی تعظیم محمّد کی اسکے صحابی کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم جب وہ بلغم پھینکتا ہے تو اس کے صحابہ کرام میں سے کوئی نہ کوئی اسے اپنے ہاتھوں میں لے کر اپنے مُنہ اور بدن پر مل لیتا ہے جب وہ کسی کو حکم دے تو سارے بھاگ پڑتے ہیں۔ جب وہ وضو کرتا ہے تو یہ لوگ وضو کے پانی سے برکت حاصل کرنے کے لیئے اس طرح بھاگتے ہیں جیسے ایک دُوسرے کو قتل کردیں گے۔ جب وہ بات کرے تو یہ سب اسکے سامنے چُپ ہوجاتے ہیں۔ اس کے ادب کی وجہ سے اس کے چہرے کی طرف نظر جماکر دیکھتے بھی نہیں۔ اے لوگو! وہ تمہارے پاس ہدایت کا پیغام لایا ہے اُسے قبول کرلو اور مُسلمان ہوجاؤ۔

(بخاری ۳۷۹ جلد اوّل)

حجام جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مُبارک بناتا تو صحابہ کرام اردگرد جمع ہوجاتے اُن کی کوشش ہوتی کہ ایک بال بھی کٹے تو کسی نہ کسی کے ہاتھ میں آئے۔

(مسلم ۲/۲۵۶)

marfat.com
Marfat.com

جنگِ یمامہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے سر سے عین میدانِ جنگ میں ٹوپی گر گئی میدانِ جنگ میں تلواروں کی جھنکار میں ٹوپی اُٹھانے کے لئے نیچے جھکنا موت کو دعوت دینا تھا لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے موت کی پرواہ کئے بغیر جھک کر ٹوپی اٹھالی۔ بعد میں لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے ایک معمولی ٹوپی کی خاطر اتنا بڑا رسک کیوں لیا؟ آپ نے فرمایا دراصل اس ٹوپی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بال مبارک تھا۔ میں نہیں چاہتا کہ یہ بابرکت بال کسی مشرک کے ہاتھ لگے۔

آپ اس بال مبارک کی برکت سے دشمن کے خلاف مدد طلب کرتے تھے۔ (عمدۃ القاری ۳۷/۲)

صحابہ کرام علیہم الرضوان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ اور پاؤں چوما کرتے تھے۔ (مشکوٰۃ ص۱۷، مشکوٰۃ ص۳۴۴، مشکوٰۃ ص۴۰۲)

اور ابن ماجہ صفحہ ۲۶۳ پر اس طرح کی احادیث درج ہیں مثلاً ایک حدیث میں ہے کہ وفد بنی قیس کے صحابہ کرام علیہم الرضوان اپنی اپنی سواریوں سے چھلانگیں لگا رہے تھے اور باری باری نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ اور پاؤں چوم رہے تھے۔

(مشکوٰۃ ص۴۰۲)

۳۔ اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قرآن شریف میں بار بار اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کا حکم ہوا ہے۔ انتہا

marfat.com

Marfat.com

یہ ہے کہ اللہ کریم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے۔

مَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ — جس نے رسول کی اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی۔ (النساء: ۸۰)

گویا اللہ کی اطاعت کے لیے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت کا واسطہ ضروری ہے۔ اس واسطے کو نکال کر براہِ راست اللہ کی اطاعت کا تصور محض خبط اور پاگل پن ہے۔ اطاعت کی تفصیل متعدد آیات کی تفسیر میں گزر چکی ہے۔

۴۔ اللہ کا شکر اللہ کریم جلّ شانہٗ نے اپنی نعمتوں پر شکر ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ فرمایا وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ (البقرہ: ۱۵۲) یعنی میرا شکر ادا کرو اور ناشکری مت کرو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا — یقیناً اللہ نے مومنوں پر احسان کیا ہے کہ ان میں اپنا رسول بھیجا۔

(آلِ عمران: ۱۶۴)

جب ایک عام نعمت کا شکر لازم ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عطا ہونے کا شکر سب سے بڑھ کر لازم ہوگا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی بچیوں کے مشہور اشعار پڑھنے کے لیے یہ مناسب موقع معلوم ہوتا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاع
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاع

خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اپنے اس دنیا میں تشریف لانے کی خوشی میں شکرانے کے طور پر پیر کو روزہ رکھا کرتے تھے۔

(کما فی مسلم ۱/۳۶۸)

یہ شکر پوری اُمت پر واجب ہے اور اسے محافل میلاد کی صورت میں بجالانا مستحب ہے۔

فیروزی پر کرم نبی کا بے حد ہے
اس پہ دن بھر رات ترانے لازم ہیں

۵ کثرت درود و سلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے درود و سلام بھیجنا ایمان اور محبت کا تقاضا بھی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احسانات کا شکرانہ بھی ہے۔

جَزَى اللّٰهُ تَعَالٰى عَنَّا سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا مَّا هُوَ اَهْلُهٗ درود شریف پر مکمل مضمون اس کتاب کے صفحہ نمبر ۲۳۰ پر گزر چکا ہے۔

اسلامی عقائد کا خلاصہ ۱ مسلمان اللہ کو ایک مانتے ہیں۔ ۲۔ مسلمان تمام رسولوں اور انبیاء علیہم السلام پر ایمان رکھتے ہیں کسی ایک نبی کے انکار یا بے ادبی کو کفر سمجھتے ہیں۔ ۳۔ مسلمان تمام آسمانی کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

ان میں سے تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی اور قرآن ہمارے نبی سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا۔ سابقہ کتابوں کی تعلیمات کسی خاص قوم یا علاقے یا وقت تک محدود تھیں جبکہ قرآن کی تعلیمات ساری دنیا کے لیئے ہیں۔ اب قرآن کے آجانے کے بعد کسی دوسری کتاب کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ یہ کتابیں اگرچہ منسوخ ہوچکی ہیں لیکن ان کا انکار کر دینا کفر ہے۔

۴۔ مسلمان قیامت یعنی آخرت پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ سب لوگوں نے مرنے کے بعد اللہ کے سامنے حساب دینا ہے اس عقیدے کا فائدہ یہ ہے کہ حساب کتاب کا خوف انسان کو اپنا کردار درست رکھنے پر مجبور کرتا ہے۔

۵۔ مسلمان فرشتوں پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔ فرشتے نوری مخلوق ہیں جو نظر نہیں آتے۔ یہ اللہ کا حکم مانتے ہیں اور ڈیوٹی دیتے ہیں حضرت جبریل علیہ السلام وحی کے فرشتے ہیں۔ حضرت میکائیل علیہ السلام رزق کے فرشتے ہیں حضرت عزرائیل علیہ السلام انسانوں کی روح قبض کرتے ہیں اور حضرت اسرافیل علیہ السلام قیامت کے دن صور پھونکیں گے۔ یہ چار مشہور فرشتے ہیں۔

۶۔ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ دنیا میں جو کچھ ہوا یا ہوگا سب کچھ لوحِ محفوظ پر لکھا ہوا ہے۔ خیر اور شر سب اللہ کی تقدیر سے ہے مگر بندگی

marfat.com

Marfat.com

کا تقاضا یہ ہے کہ انسان خیر کو اللہ تعالیٰ کی طرف اور شر کو اپنی طرف منسوب کرے۔ اس عقیدے کا نام عقیدۂ تقدیر ہے۔

ان چھ باتوں پر ایمان لانے کو ایمانِ مفصل کہتے ہیں اس کا ذکر قرآن اور حدیث میں اس طرح ہے۔

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ○ (النساء: ۱۳۶)

جو اللہ اور اسکے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اسکے رسولوں اور آخرت کے دن کا انکار کرے وہ کھلی گمراہی میں پڑ گیا۔

اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ (مسلم: ۱/۲۷)

ایمان لاؤ اللہ پر اور اسکے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اسکے رسولوں پر اور آخرت کے دن پر اور خیر اور شر کی تقدیر پر۔

اور اس سارے کچھ کا خلاصہ ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ یہاں تک اسی کلمہ طیبہ کی تشریح مکمل ہوئی۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

---

marfat.com

Marfat.com

بابِ سوئم

نماز

marfat.com
Marfat.com

نماز کی اہمیت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ۝ بیشک وقتِ مقررہ پر نماز مومنوں پر فرض کر دی گئی ہے۔

(النسآء : ۱۰۳)

دُوسری جگہ ارشاد ہے۔

اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔

(البقرہ : ۱۱۰)

یہ الفاظ قرآن پاک میں کئی بار استعمال ہوئے ہیں۔

ایک اور جگہ فرمایا

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ (العنکبوت : ۴۵) بیشک نماز فحاشی اور برائی سے روکتی ہے۔

نمازی وضو کرنے سے لے کر نماز پڑھ چکنے تک برائی سے بالکل رُکا رہتا ہے جبکہ اس کے علاوہ وقت میں بھی اسکی طبیعت اور مزاج پر نماز اپنے اثرات چھوڑتی ہے۔ اگر وہ غلط کام کرنے ہی لگے تو اس کا ضمیر اسے یاد دلاتا ہے کہ ابھی تو نماز پڑھ کر آئے ہو اور ابھی یہ غلط کام کرنے لگ گئے ہو؟

marfat.com
Marfat.com

اگر وہ ضمیر کو بھی جھیل جائے تو دیکھنے والے لوگ اُسے اس کی نمازوں کے باوجود گناہ کرنے کا طعنہ دیتے ہیں جس سے اسکی حیا بیدار ہو جاتی ہے۔

اِن سب باتوں کے علاوہ ہر نماز میں اھدنا الصراط المستقیم کے الفاظ سیدھی راہ پر چلنے اور فحاشی و برائی سے رکنے کا حکم دیتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

تمہارا کیا خیال ہے اگر تم میں سے کسی کے دروازے کے پاس سے نہر گزرتی ہو اور وہ اس میں روزانہ پانچ مرتبہ نہاتا ہو تو اسکے بدن پر کچھ میل رہ جائے گا؟ فرمایا یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے۔ ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ گناہوں کو دھو دیتا ہے۔

(متفق علیہ، مشکوٰۃ : ۵۷)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز سردی کے موسم میں جب درختوں کے پتے جھڑ رہے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم باہر تشریف لے گئے۔ ایک درخت کی دو ٹہنیاں پکڑ کر ہلائیں تو انکے پتے گرنے لگے۔ آپؐ نے فرمایا اے ابُوذر! حضرت ابوذر نے عرض کیا لبیک یارسول اللہ۔ آپ نے فرمایا جب مسلمان خالص اللہ تعالیٰ کے لئے نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ اسی طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح اس درخت کے پتے جھڑ رہے ہیں۔ (رواہ احمد، مشکوٰۃ ۵۸)

marfat.com

Marfat.com

نماز کے قیام، رکوع، سجدہ اور قعدہ جیسا کوئی اندازِ نشست (آسن) نہیں۔ نماز کے اندر پڑھی جانے والی سُورۃ فاتحہ، تسبیحات، درُود شریف اور دُعاؤں جیسا کوئی جاپ (وِرد) نہیں۔ اور نماز میں خشوع و خضوع اور یکسُوئی جیسا کوئی مراقبہ نہیں۔

وقت کی پابندی، مساجد میں اجتماع اور جمعہ و عیدین کی نمازیں معاشرتی ربط و اتحاد کا بہترین سبق ہیں۔

سب سے بڑھ کر یہ کہ نماز اپنے رُوحانی و اُخروی فیوض کے لحاظ سے کسی عقلی فلسفے کی نہ تو محتاج ہے اور نہ ہی عقل اس کی وسعتوں کا احاطہ کر سکتی ہے۔

نماز کے مسائل

استنجاء: اگر نجاست مخرج سے تجاوز کر جائے تو استنجاء واجب ہے۔ پاکیزہ ڈھیلے یا پتھر سے استنجاء کرنا سُنّت ہے۔ ڈھیلوں کی تعداد متعین نہیں ہے بعد میں پانی سے بھی دھو لینا مستحب ہے۔ صرف گیس خارج ہو تو اس سے استنجاء کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

وضو: وضو کے چار فرض ہیں (۱) مُنہ دھونا (ماتھے کے بالوں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور کانوں کی لو تک)۔ (۲) دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھونا۔ (۳) چوتھائی سر کا مسح۔ (۴) پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا۔ وضو کی سُنّتیں یہ ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

نیت کرنا، بسم اللہ سے شروع کرنا، دونوں ہاتھ گٹوں تک دھونا، کُلّی کرنا، مِسواک کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، داڑھی کا خلال کرنا، انگلیوں کا خلال کرنا، پُورے سر کا مَسح کرنا، کانوں کا مَسح کرنا، پے دَر پے دھونا یعنی ایک عضو سُوکھنے سے پہلے دُوسرا دھولینا، ترتیب سے وضو کرنا، ہر عضو کو تین بار دھونا۔

وضو کے مستحب یہ ہیں۔ دائیں اعضاء پہلے دھونا اور گردن کا مسح کرنا۔

مَوزے ایک بار وضو کر کے اگر موزے پہن لیئے جائیں تو چوبیس گھنٹے تک ان پر مَسح کرنا جائز ہے۔ پاؤں دھونے کی ضرورت نہیں۔ مسافر تین دن تک ایسا کرسکتا ہے۔ مَسح کا طریقہ یہ ہے کہ بھیگے ہُوئے ہاتھ کی اُنگلیاں پاؤں کی انگلیوں سے پنڈلی تک کھینچیں۔

غُسل: غسل کے تین فرض ہیں۔ (۱) حلق تک کُلّی کرنا۔ (۲) ناک میں پانی چڑھانا۔ (۳) پورے بَدن کو دھونا۔

غسل کا سُنّت طریقہ یہ ہے کہ پہلے ہاتھ دھوئے جائیں پھر اگر بدن پر غلاظت لگی ہو تو وہ دھوئی جائے پھر وضو کیا جائے اور پھر پُورے بدن پر تین بار پانی بہایا جائے۔

غسل اس وقت فرض ہوتا ہے جب منی اُچھل کر شہوت کے ساتھ نِکلے۔ مذی، ودی اور بغیر تری کے احتلام میں غسل فرض نہیں ہوتا۔ جریان کی وجہ سے پیشاب کے بعد لیسدار قطرے نکلیں تو ان سے

marfat.com

Marfat.com

غسل فرض نہیں ہوتا۔ صرف وضو کرنا پڑتا ہے۔ اگر وہ قطرے بدن یا کپڑوں پر لگ جائیں تو صرف اتنی جگہ کو دھو لیا جائے۔ ننگے بدن غسل کر لینے کے بعد کپڑے پہن کر دوبارہ وضو کی ضرورت نہیں ہوتی۔ وہی وضو کافی ہے۔

تیمم: جب نمازی پانی سے ایک میل دُور ہو یا بیماری بڑھ جانے کا خطرہ ہو تو پھر تیمم کرے۔ وضو اور غسل کا تیمم ایک ہی ہے۔ صرف نیت کا فرق ہے۔

تیمم کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے نیت کرے کہ میں ناپاکی دُور کرنے یا نماز پڑھنے کے لیئے تیمم کرتا ہوں پھر زمین پر یا زمین کی جنس سے کسی چیز پر جو پاک ہو دونوں ہاتھ ملے اور اگر ہاتھوں پر مٹی زیادہ لگ جائے تو دونوں انگوٹھوں کی جڑیں آپس میں ٹکرا کر جھاڑ لے پھر سارے مُنہ پر ہاتھ پھیرے۔ دوبارہ اسی طرح پاک زمین پر مَل کر دونوں ہاتھوں پر کہنیوں سمیت پھیر لے۔ گویا تیمم کے تین فرض ہوئے ۱۔ نیت کرنا۔ ۲۔ پاک مٹی والے ہاتھ مُنہ پر پھیرنا۔ ۳۔ پاک مٹی والے ہاتھ کہنیوں سمیت ہاتھوں پر پھیرنا۔ جس چیز سے وضو ٹوٹتا ہے اور غسل واجب ہوتا ہے اسی سے تیمم ٹوٹ جاتا ہے اور اگر پانی مل جائے تو پھر بھی تیمم ٹوٹ جاتا ہے۔

عورتوں کے مسائل

حیض کی کم سے کم مدت تین دن اور تین راتیں ہیں۔ جو خُون اس سے کم عرصے کے لیئے آئے وہ حیض نہیں استحاضہ ہے۔ حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت دس دن ہے۔ جو خُون اس سے زیادہ

marfat.com

Marfat.com

ہو وہ بھی استحاضہ ہے۔

حیض کے دنوں میں سُرخ، کالا، مٹیالا اور زرد رنگ کا خون سب حیض ہی شمار ہوتا ہے۔ البتہ خالص سفید رنگ کی رطوبت ہو تو یہ حیض نہیں ہے لیکوریا وغیرہ ہے۔

حیض کے دنوں میں عورت کو نماز معاف ہے۔ حتیٰ کہ نماز کی قضا بھی اس پر لازم نہیں۔ روزے کی حالت میں حیض آجائے تو وہ روزہ توڑ دینا ضروری ہے اور حیض کے دنوں کے روزے بعد میں قضا کر کے رکھنا لازم ہے۔

حیض والی عورت مسجد میں نہیں جا سکتی۔ کعبہ شریف کا طواف بھی نہیں کر سکتی۔ اس لیئے کہ کعبۃ اللہ مسجدِ حرام میں واقع ہے۔ حج کے باقی سارے ارکان ادا کر سکتی ہے۔ ایسی عورت کو بعد میں کسی سال موقع مل جائے تو بہتر ورنہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر نہایت مہربان اور غفور رحیم ہے۔ نیتوں کا جاننے والا ہے۔ حالات سے آگاہ ہے اور اپنے بندوں پر اُن کی وسعت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔

حیض والی عورت قرآن شریف کی تلاوت نہیں کر سکتی اور غلاف کے بغیر چھو بھی نہیں سکتی۔ اگر بچوں کو پڑھاتی ہو تو صرف ہجے کرا سکتی ہے البتہ کلمہ طیبہ اور درود شریف پڑھنا اس کے لیئے جائز ہے اور شکر کے طور پر الحمد للہ کہنا اور کام شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا بھی جائز ہے۔ حیض کے دنوں میں مباشرت جائز نہیں۔

marfat.com

Marfat.com

حیض کے دِنوں کے درمیان عورت تھوڑے وقت کے لیئے اگر پاک ہو جائے تو یہ سب حیض ہی سمجھنا چاہیئے۔

تین دِن سے کم یا دس دن سے زیادہ خون ہو تو یہ بیماری ہے۔ عورت کی عام عادت (روٹین) جتنے دِنوں کی ہو۔ دس دنوں سے زائد خون آنے کی صورت میں وہ عادت والے دِن نکال کر باقی سارے دِن بیماری کے تصور کیئے جائیں۔ اس بیماری (استحاضہ) کے دِنوں میں نماز، روزہ ضروری ہے اور مباشرت کی بھی اجازت ہے۔

نفاس وہ خون ہے جو بچے کی پیدائش کے بعد آتا ہے۔ اس کی کم از کم مدت مقرر نہیں ہے۔ یہ ایک منٹ کا بھی ہو سکتا ہے۔ اسکی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دِن ہے۔ لہٰذا چالیس دِن سے پہلے پہلے عورت جب بھی پاک ہو جائے۔ نہا کر اپنا نماز روزہ شروع کر دے۔

نفاس کے دوران مُباشرت، نماز، روزہ اور مسجد میں داخل ہونا سب منع ہیں۔

اگر چالیس دِن سے زیادہ نفاس رہے تو یہ استحاضہ (بیماری) ہے۔ یہ سب باتیں قدوری میں ہیں۔ (مع التوضیح)

ناخن پالش لگی ہو تو وضو اور غسل نہیں ہوتے۔ البتہ مہندی لگی ہو تو ہو جاتے ہیں۔

عورت نماز میں ہاتھ سینے پر باندھے۔ پاؤں داہنی طرف نکال کر

marfat.com

Marfat.com

سمٹ لپٹ کر سجدہ کرے۔ مردوں کی طرح سجدہ نہ کرے۔ عورت پر جماعت، جمعہ، عیدین، جنازہ اور اعتکاف لازم نہیں۔ اوّل تو عورت کو چاہیے کہ جب شریعت نے یہ عبادات اس پر لازم نہیں کیں تو شریعت کی مصلحت کا احترام کرے۔ اور آ بیل مجھے مار کے مصداق اپنے لیئے مصیبت نہ بنائے۔ بعض مساجد میں جمعہ کے دن عورتوں کے لیئے پردے کا الگ انتظام ہوتا ہے۔ وہاں اگر عورت جانا ہی چاہے تو اس کے لیئے پردہ، راستے کا محفوظ ہونا، مسجد تک کسی محرم کا ساتھ ہونا اور کسی قسم کے فتنے کا اندیشہ نہ ہونا ضروری ہے۔ اگر عورت اعتکاف بیٹھنا ہی چاہے تو گھر میں ایک الگ جگہ مخصوص کر کے وہاں بیٹھے اور اگر اعتکاف کے دوران حیض شروع ہو جائے تو فوراً اعتکاف توڑ دے۔ اسی لیئے میں نے عرض کیا ہے کہ عورت اپنے لیئے امتحان نہ ہی بنائے تو اچھا ہے۔ ہم نے تجربہ کیا ہے کہ ایسے معاملات میں بعض اوقات لینے کے دینے پڑ جاتے ہیں۔

عورت پردہ کر کے محرم کے ہمراہ قبروں کی زیارت کے لیئے جا سکتی ہے۔ بشرطیکہ وہاں جا کر واویلا اور غلط حرکت نہ کرے۔

عورت پر پردہ لازم ہے۔ قرآن و حدیث میں پردے کے متعلق واضح احکام موجود ہیں۔ عورت مرد کے ہاتھ پر بیعت کر سکتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود عورتوں کو بیعت فرمایا کرتے تھے۔

قرآن شریف میں ہے۔

marfat.com

Marfat.com

فَبَایِعْھُنَّ　　　　اے نبی! عورتوں کو بیعت کریں۔

(الممتحنہ ۱۲)

عورت پیر نہیں بن سکتی یہ اگر جائز ہوتا تو ازواجِ مطہرات اور شہزادیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کی زیادہ حق دار تھیں۔

عورت کو صرف ایسی تعلیم حاصل کرنے کی اجازت ہے جس میں فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔ ماں باپ کو چاہیئے کہ موجودہ حالات کی روشنی میں اس مسئلے پر خوب غور کر لیں۔

عورت کا میراث میں باقاعدہ حصہ موجود ہے بیٹی، بیوی، ماں، بہن، دادی، نانی، پوتی سب ذوالفروض میں شامل ہیں۔ عورتوں کو میراث سے محروم رکھ کر علاقائی رسم و رواج نبھانا سخت گناہ ہے۔ مرد یا عورت اگر خود میراث سے دستبردار ہونا چاہیں تو یہ جائز ہے۔ اسے تخارج کہتے ہیں۔

عورت اپنے شوہر کے لیئے بناؤ سنگھار (make up) کر سکتی ہے۔ نامحرموں کے لیئے اور بازار میں جانے کے لیئے نہیں۔

سسرال والوں کی طرف سے جہیز کی شرط عائد کرنا غلط ہے بلکہ ظلم ہے۔ حق مہر زیادہ سے زیادہ مقرر کرنا مستحب ہے۔ اس کی کم سے کم مقدار دس درہم ہے۔ زیادہ کی کوئی حد نہیں۔ عورت کا کھانا پینا، لباس اور رہائش شوہر کے ذمے ہے۔

طلاق شدہ عورت کی عدت تین حیض ہے اور بیوہ کی عدت

marfat.com
Marfat.com

چار ماہ دس دن ہے۔ عدت کے دوران باپردہ گھر میں رہنا ضروری ہے اور بناؤ سنگھار کی اجازت نہیں۔ حاملہ عورت کی عدت بچے کی پیدائش تک ہے۔

بعض عورتیں سسرال اور شوہر کے خلاف یا بعض سسرال والے اپنی بہو کے خلاف تعویز لینا شروع کر دیتے ہیں۔ اس معاملے میں اللہ سے ڈرنا چاہیئے۔ غلط بیانی سے تعویز نہیں لینا چاہیئے۔ بعض تعویز دینے والے بھی حرام خور یا جادوگر ہوتے ہیں۔ ایسے عاملوں کے پاس جا کر تعویز نہیں لینا چاہیئے۔ صرف کاملین اور اللہ سے ڈرنے والے بزرگوں سے تعویز حاصل کرنے چاہییں۔ بعض عورتیں ہندوؤں اور عیسائیوں کے پاس بھی تعویز لینے پہنچ جاتی ہیں۔ ایسے تعویزات کی بجائے نقصان اٹھا لینا بہتر ہے۔ جو شخص زیور دوگنا کر دے، کسی ناواقف کا نام بتا دے، کوئی چھپی ہوئی بات ظاہر کر دے۔ چھو کر کے آگ لگا دے۔ عورتیں اُس پر دل و جان سے فدا ہو جاتی ہیں۔ یہ باتیں کوئی کمال کی باتیں نہیں ہیں۔ بلکہ یہ شعبدہ بازیاں ہیں جو ایک جوگی اور ہندو بھی کر سکتا ہے حتیٰ کہ یہ لوگ ہوا میں پرواز بھی کر لیتے ہیں۔ حضرت داتا صاحب علیہ الرحمتہ سے ایک ہندو نے مقابلہ کیا۔ وہ ہوا میں اُڑنے لگا۔ آپ نے اپنے جوتے کو حکم دیا کہ اسے نیچے اُتار کر لے آ۔ وہ جوتے ہوا میں پرواز کر گئے اور اس ہندو کے سر پر برسنے لگے۔ وہ نیچے اترنے پر مجبور ہو گیا۔

اصل چیز سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ ہے۔ نہ کہ کشف و

marfat.com

Marfat.com

کرامت یا شعبدہ بازی۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جوتے مبارک کا نقشہ گھر میں لٹکانا خیر و برکت اور چوروں سے محفوظ رہنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ خواب کی تعبیر اپنے مرشدِ کامل یا کسی عالم سے پوچھنی چاہیئے ہر کسی سے نہیں۔ قبلہ کی طرف یا اپنی داہنی طرف نہیں تھوکنا چاہیئے۔ جمائی کے وقت لاحول اور چھینک آنے پر الحمدللہ پڑھنا چاہیئے۔ کھانے سے پہلے بسم اللہ اور بعد میں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔ ہاں یہ سب کچھ بلند آواز سے کہے تو اچھا ہے تاکہ اس کے بچے سن کر سیکھ سکیں۔

بچوں کو سبق آموز کہانیاں سُنانا جائز ہے خواہ وہ کہانیاں فرضی اور من گھڑت ہوں۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ بادل کی کڑک، طوفان اور زلزلے کے وقت اللہ کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ استغفار یا نفل پڑھیں تو اور بھی اچھا ہے۔

میلاد، گیارہویں، معراج شریف، دسویں محرم کو پانی پلانا یا ایصالِ ثواب کرنا، شب برات کو میٹھا یا چاول پکانا سب جائز ہے۔ بلکہ کسی بھی روز ایصالِ ثواب کی غرض سے کوئی بھی حلال چیز پکانا اور کوئی بھی جائز کلام (قرآن، درود شریف، ذکر) پڑھ کر بخشنا جائز ہے۔

یہ تمام باتیں قرآن و حدیث اور بے شمار کتب فقہ سے ماخوذ ہیں۔

وسیلۂ دارین وسید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعلِ اقدس

marfat.com
Marfat.com

کا نقشہ تبرک کے طور پر اگلے صفحے پر دیا جا رہا ہے۔ یہ مردوں اور عورتوں کے لئے یکساں فیوض و برکات کا منبع ہے۔ اس کا ادب و احترام سخت ضروری ہے۔ تازہ غسل اور وضو کر کے اِسے سامنے رکھ کر اس کا واسطہ دے کر دُعا کرنا اور گھر میں لٹکانا بے شمار برکات کا موجب ہے۔

قطعہ

اُس کے حلقے میں اماموں کے امام آتے ہیں
جو رہا لازمِ قدمینِ رسولِ اکرمؐ
ابنِ مسعودِ مبارک ہو دفا سفر و حضر کی
مرحبا صاحبِ نعلینِ رسولِ اکرمؐ

(غلام رسول تماصبی)

marfat.com
Marfat.com

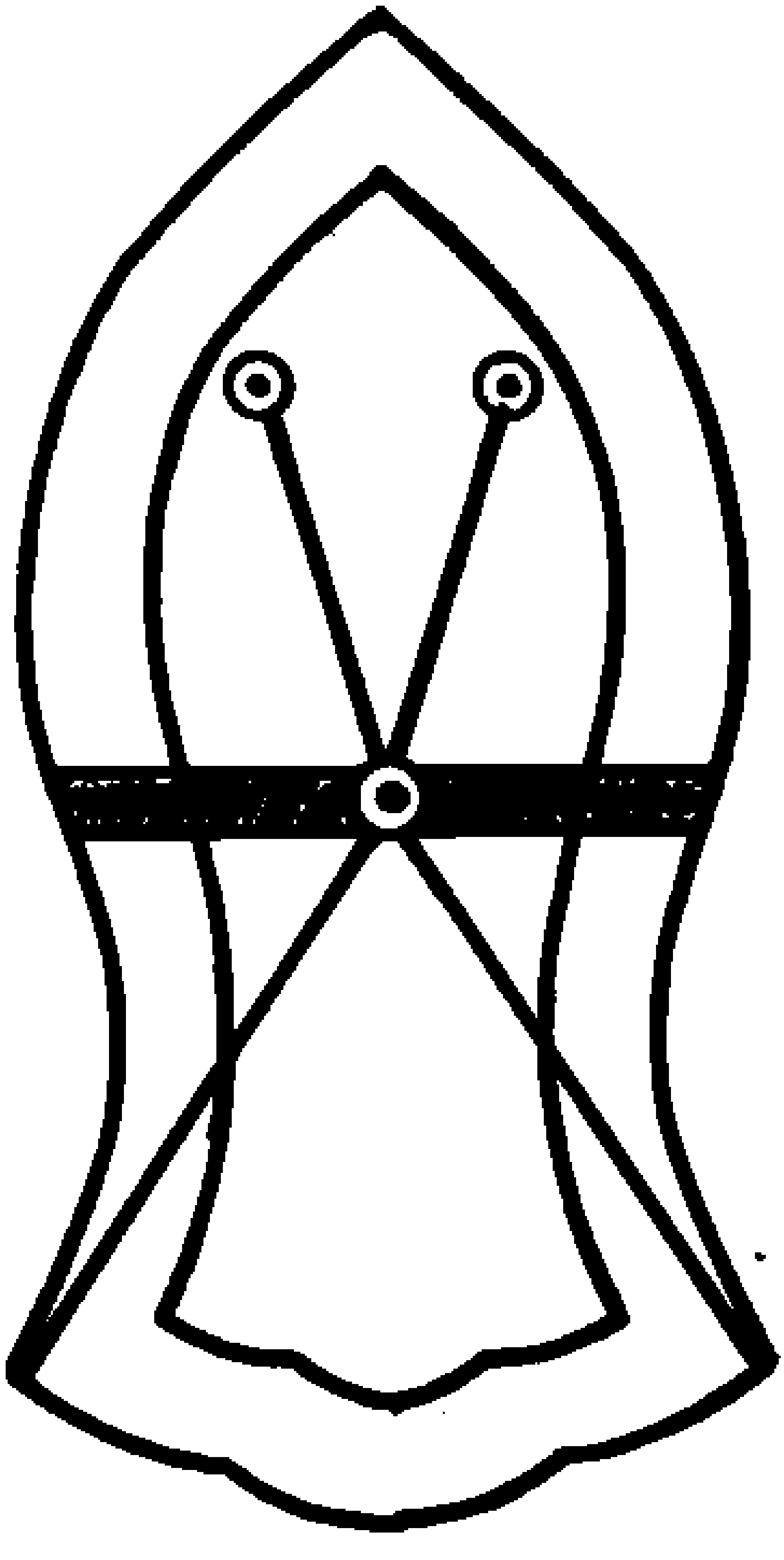

كَذَا كَانَ نَعْلُ ذِي الْمَقَامِ
عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

marfat.com

Marfat.com

اوقاتِ نماز

صبح کا وقت صُبح صَادق سے سُورج نکلنے تک ہے۔ ظُہر کا وقت زوال کے بعد سے لے کر اس وقت تک ہے جب ہر چیز کا سایہ اس کے سایۂ اصلی کے علاوہ دوگنا ہوجائے۔ (یعنی دوگنا سایہ + سایہ اصلی) زوال کے وقت کے سایہ کو سایہ اصلی کہتے ہیں۔

عصر کا وقت ظہر کے فوراً بعد شروع ہوتا ہے اور سُورج غروب ہونے تک رہتا ہے۔ مغرب کا وقت سُورج ڈوبنے سے لے کر مشرق کی طرف سے سفیدی کے ختم ہونے تک ہے۔ مغرب کا وقت تقریباً سوا سے ڈیڑھ گھنٹے تک ہوتا ہے۔ عشار کا وقت مغرب کا وقت ختم ہوتے ہی شروع ہوجاتا ہے اور صبح تک باقی رہتا ہے۔

صُبح کی نماز اُجیالے میں پڑھنا، گرمیوں میں ظہر کی نماز دیر سے پڑھنا، اور عشار کی نماز تہائی رات تک لیٹ پڑھنا مستحب ہے۔

طلوعِ آفتاب، غروبِ آفتاب اور زوالِ آفتاب کے وقت فرض، سُنت، نفل، سجدۂ تلاوت، نمازِ جنازہ سب منع ہیں۔ صُبح کی نماز کے بعد طلوعِ آفتاب تک اور عصر کی نماز کے بعد غروبِ آفتاب تک نفل پڑھنا منع ہے البتہ اس وقت قضا نماز، سجدۂ تلاوت اور نماز جنازہ جائز ہے۔ طلوعِ فجر کے بعد صُبح کی نماز سے پہلے صرف دو سُنت جائز ہیں نفل جائز نہیں۔ مغرب کی اذان کے بعد فرضوں سے پہلے بھی نفل جائز نہیں۔

(کنز الدقائق)

marfat.com

Marfat.com

آذان فرض نمازوں کے لیئے آذان کہنا سُنّت مؤکدہ ہے گھر میں نماز پڑھنے والوں کے لیئے محلے کی مسجد کی آذان کافی ہے۔

آذان سے پہلے اور بعد میں صلوٰۃ وسلام پڑھنا جائز ہے۔ اس لیئے کہ اس سے منع نہیں کیا گیا۔ جس چیز سے منع نہ کیا گیا ہو وہ جائز ہوتی ہے نیز ہر وقت درُود شریف پڑھنا ویسے بھی اچھی بات ہے۔ اس طرح درُود شریف آذان کا حصّہ نہیں بن جاتا۔ ہر کوئی پہچانتا ہے کہ یہ اذان ہے اور یہ درُود ہے نیز آذان اور درُود شریف کا لہجہ بھی الگ الگ ہوتا ہے۔ آذان کے بعد درود پڑھنے کا حکم حدیث شریف میں صاف موجُود ہے۔

آذان میں نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا اسمِ پاک سُن کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانا مستحب ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایسے شخص کے لیئے میری شفاعت حلال ہوگئی۔ اس حدیث کو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ اور حضرت سیدنا خضر علیہ السّلام نے روایت کیا ہے اور فضائل کے معاملے میں ایسی احادیث پر عمل جائز ہوتا ہے۔

(طحطاوی ص۱۱۱)

نیز اس عمل سے کہیں منع بھی نہیں کیا گیا۔

شرائطِ نماز نماز کی چھ شرائط ہیں۔

۱۔ بدن اور کپڑے پاک ہونا ۲۔ جگہ کا پاک ہونا ۳۔ ستر چھپا ہوا ہونا۔ مرد کے لیئے ناف کے نیچے سے گھٹنوں کے نیچے تک اور عورت کے لیئے ہاتھ پاؤں اور چہرہ کے علاوہ سارا بدن۔ ۴۔ نماز

marfat.com
Marfat.com

کا وقت ہونا۔ ۵۔قبلہ کی طرف مُنہ کرنا۔ ۶۔ نیت کرنا۔

نماز کے فرائض

نماز کے سات فرض ہیں۔
۱۔تکبیر تحریمہ ۲۔قیام۔ ۳۔ قرارت۔۴۔رکوع ۵۔سجود۔ ۶۔آخری قعدہ۔ ۷۔جان بوجھ کر نماز ختم کرنا۔

نماز کے واجبات

نماز کے دس واجبات ہیں۔
۱۔سورۃ فاتحہ پڑھنا۔ ۲۔فرض کی پہلی دو رکعتوں وتر کی تینوں میں اور سُنت و نفل کی تمام رکعتوں میں فاتحہ کے بعد ایک چھوٹی سُورۃ یا کم از کم تین آیات یا تین آیات کے برابر ایک بڑی آیت ملانا۔ ۳۔ ترتیب قائم رکھنا۔ ۴۔تعدیلِ ارکان۔ ۵۔پہلا قعدہ ۔۶۔تشہد۔ ۷ لفظ السلامُ ۸۔وتر میں قنوت پڑھنا۔ ۹۔عیدین کی تکبیرات۔ ۱۰۔آہستہ پڑھی جانے والی قرارت کو آہستہ پڑھنا اور بلند پڑھی جانے والی کو بلند پڑھنا۔

نماز کی سُنتیں

تکبیر تحریمہ کے لیئے ہاتھ اُٹھانا، اُنگلیاں کھلی رکھنا۔ امام کا بلند آواز سے تکبیر کہنا۔ ثنا تعوذ۔ تسمیہ آمین آہستہ کہنا، اُلٹے ہاتھ پر سیدھا ہاتھ ناف کے نیچے باندھنا، رکوع کی تکبیر اور اس کی تین بار تسبیح اور گھٹنوں کو ہاتھوں سے پکڑنا اور اُنگلیاں کھلی رکھنا۔ سجود کی تکبیر اور اسکی تین بار تسبیح، سجدے میں ہاتھ اور گھٹنے ٹیکنا قعدے میں اُلٹے پیر کو بچھانا اور سیدھے کو کھڑا رکھنا۔ قومہ، جلسہ اور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا اور دعا پڑھنا۔

نماز کے آداب

نماز کے آداب یہ ہیں ۱۔سجدے کی جگہ پر نظر

marfat.com

Marfat.com

رکھنا، جمائی کے وقت مُنہ دبائے رکھنا، تکبیر کہتے وقت ہاتھ چادر سے باہر نکالنا، حتی الوسع کھانسی کو روکنا، حی علی الفلاح پر کھڑے ہونا،

یہ سب مسائل کنز الدقائق میں مذکور ہیں
نماز کے ہونے اور نہ ہونے کا دارومدار چونکہ فرائض اور واجبات پر ہے اِس لیئے اِن کو اچھی طرح یاد کرلیں۔

سجدۂ سہو

سجدۂ سہو کا اصُول اچھی طرح سمجھ لیں۔

۱۔ اگر فرض رہ جائے تو نماز ہوتی ہی نہیں دوبارہ پڑھنا پڑے گی۔

۲۔ اگر واجب رہ جائے تو سجدۂ سہو کرنا پڑے گا۔ مثلاً سورۃ فاتحہ کے ساتھ سُورۃ ملانا بھول گئے یا وتر میں دعائے قنوت بھول گئے تو سجدۂ سہو کرنا پڑے گا۔

۳۔ اگر فرض یا واجب میں تاخیر ہو جائے تو سجدۂ سہو کرنا پڑے گا مثلاً چار رکعت والی نماز میں پہلے قعدہ میں عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ تک پڑھنا ہوتا ہے لیکن اگر آپ نے اِس سے آگے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ تک پڑھ لیا (یعنی ایک جُملہ) تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے تیسری رکعت کے قیام میں تاخیر کر دی جو کہ فرض تھا۔ فرض میں تاخیر کی وجہ سے سجدۂ سہو کرنا پڑے گا۔ سُورۃ فاتحہ، فرضوں کی نماز میں پہلی دو رکعتوں میں سُورۃ مِلانا، پہلا قعدہ اور دُعائے قنوت بھول جائے تو سجدۂ سہو کرنا پڑے گا۔

marfat.com

Marfat.com

۴۔ امام کے پیچھے اگر مقتدی سے غلطی ہو جائے تو اسے سجدۂ سہو کرنے کی ضرورت نہیں۔

امام پر واجب ہے کہ ظہر اور عصر میں قرات آہستہ اور صبح، مغرب اور عشاء میں اونچی کرے۔ اگر ایسا نہ کیا تو سجدۂ سہو لازم ہوگا۔

۵۔ ایک سے زیادہ غلطیاں ہو جائیں جن سے سجدۂ سہو لازم ہوتا ہے تو ان سب کے ازالے کے لئے ایک ہی سجدۂ سہو کافی ہے۔

اگر نمازی پہلا قعدہ بھول جائے اور بیٹھنے کی بجائے کھڑا ہونے لگے تو یاد آجائے تو ایسا آدمی اگر بیٹھنے کے زیادہ قریب ہے تو واپس آجائے اور بیٹھ کر تشہد پڑھے۔ سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں۔ اور اگر کھڑا ہونے کے زیادہ قریب ہے تو کھڑا ہی ہو جائے۔ اپنی نماز اسی طرح مکمل کرکے بعد میں سجدۂ سہو کرے۔

اگر آخری قعدہ کرنا بھول کر پانچویں رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا تو پانچویں رکعت کا سجدہ کرنے سے پہلے پہلے واپس آجائے۔ پانچویں رکعت جتنی بھی پڑھی اُسے فضول سمجھ کر سجدۂ سہو کرلے۔ اگر اس نے پانچویں رکعت کا سجدہ کرلیا تو اب اس کی فرض نماز باطل ہوگئی۔ سب نفل بن گئی۔ اب وہ ایک رکعت مزید پڑھ کر کل چھ نفل مکمل کرلے۔

اگر آخری قعدہ کرنے کے بعد اسے پہلا قعدہ سمجھ کر کھڑا ہو گیا تو پانچویں رکعت کے سجدے سے پہلے پہلے واپس آجائے اور سجدۂ سہو کرکے نماز مکمل کرے لیکن اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کرلیا تو پھر ایک رکعت

marfat.com

Marfat.com

مزید ملا کر چھ پوری کرے۔ پہلے چار فرض ہو گئے اور آخری دو نفل ہو گئے۔

اگر کوئی نمازی بھول جائے کہ تین رکعت پڑھی ہیں یا چار۔ اگر یہ اسکے ساتھ پہلی بار ہوا ہے تو نماز نئے سرے سے پڑھے۔ اگر اس کے ساتھ اکثر ایسا ہوتا رہتا ہے تو پھر غالب گمان پر عمل کرے۔ اگر گمان غالب کسی طرف کا نہ ہو تو یقین پر عمل کرے یعنی تھوڑے عدد پر اعتماد کرے۔ مثلاً بھول گیا کہ رکعتیں تین ہوئیں یا چار تو تین تصور کرے اور چوتھی رکعت پڑھ لے۔

امام کے پیچھے قراءة نہ کریں

اکیلے نمازی پر نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھنا واجب ہے لیکن امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو تو اسے چاہیئے کہ فاتحہ اور سورۃ خود نہ پڑھے بلکہ امام کا پڑھنا ہی مقتدی کا پڑھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا۔ (اعراف: ۲۰۴)

جب قرآن پڑھا جائے تو اسے غور سے سنو اور خود چپ رہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

اِذَا قَرَءَ فَاَنْصِتُوْا

جب امام پڑھے تو تم چپ رہو۔

(مسلم: ۱/۱۷۴، ابن ماجہ: ۶۱، نسائی ۱/۱۰۶)

نیز فرمایا

فَاِنَّ قِرَاءَتَهٗ لَهٗ قِرَاءَةٌ

امام کی قراءت ہی مقتدی کی قراءت ہے۔

(مسند امام اعظم: ۶۱، موطا امام محمد ۹۸، ابن ماجہ ۶۱)

marfat.com

Marfat.com

ایک حدیث میں ہے کہ جس نے فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں ہوئی ۔ یہ حدیث اکیلے آدمی کے لیئے ہے۔ حضرت سفیان فرماتے ہیں کہ یہ حکم اکیلے آدمی کے لیئے ہے۔ (ابوداؤد ۱/۱۱۹)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ بھی فرماتے ہیں کہ یہ حکم اکیلے آدمی کے لیئے ہے۔ (ترمذی : ۲/۴۲)

امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنا عقل کے بھی خلاف ہے۔ اس سے خلجان اور گڑ بڑ پیدا ہوتی ہے۔ بعض لوگوں نے نبئ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے قرات کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

اِنَّ بَعۡضَکُمۡ خَالِجُنِیۡهَا تم میں سے بعض میری قرات میں خلل ڈال رہے ہیں (نسائی : ۱/۱۰۶)

رفع یدین نہ کریں شروع میں نبئ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکوع میں جانے سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے۔ (بخاری : ۱/۱۰۲)

ایک حدیث میں ہے کہ دو رکعت کے بعد اٹھتے تو پھر رفع یدین فرماتے۔ (بخاری : ۱/۱۰۲)

لیکن بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رفع یدین کرنے سے منع فرما دیا یعنی یہ حکم منسوخ ہوگیا۔ یہ اسی طرح ہے جس طرح پہلے مسجدِ اقصیٰ قبلہ تھا۔ بعد میں کعبہ شریف کو قبلہ بنا دیا گیا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے لوگو میں تمہیں نبئ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والی

marfat.com

Marfat.com

نماز پڑھ کے دکھاؤں؟ لوگوں نے کہا ضرور دکھائیں۔ آپ نے نماز پڑھ کے دکھائی۔ تکبیر تحریمہ کے لیئے ہاتھ اُٹھائے اور اس کے بعد پوری نماز میں کہیں رفع یدین نہیں کیا۔ اصل الفاظ یہ ہیں۔

فَرَفَعَ يَدَيْهِ فِىْ اَوَّلِ مَرَّةٍ ثُمَّ لَمْ يَرْفَعْ شروع کرتے ہوئے ہاتھ اُٹھائے اور اس کے بعد رفع یدین نہیں کیا۔

(ترمذی: ۱/۳۵، ابوداؤد ۱/۱۰۹)

بلکہ ایک مرتبہ کچھ لوگوں کو رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے نماز میں اس طرح رفع یدین کر رہے ہو جس طرح بنو شمس کے گھوڑے دُم ہلاتے ہیں۔

(مسلم: ۱/۱۸۱)

قرآن شریف میں بھی اسی کی طرف اشارہ موجود ہے۔ فرمایا

قُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ اللہ کے سامنے ادب سے کھڑے رہو۔

(بقرہ: ۲۳۸)

آمین آہستہ کہیں جب امام ولا الضالین کہے تو مقتدیوں کو چاہیئے کہ آمین آہستہ کہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً اپنے رب کو عاجزی سے اور آہستہ پکارو۔

(اعراف: ۵۵)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب امام آمین کہے تم بھی آمین کہو جس کی آمین فرشتوں کے موافق ہو گئی اس کے اگلے پچھلے گناہ

marfat.com
Marfat.com

معاف ہو گئے۔ (ابن ماجہ ص۶۱)

(بخاری: ۱/۱۰۸، مسلم: ۱/۱۷۶، ابوداؤد: ۱/۱۳۵، ترمذی: ۱/۳۴، نسائی ۱/۱۰۷)

فرشتوں کی آمین کسی کو سنائی نہیں دیتی۔ ہماری آمین فرشتوں کے موافق ہونی چاہیئے۔ یعنی اسی وقت میں بھی ہو اور آہستہ بھی ہو تاکہ موافقت کامل ہو جائے۔

اس حدیث میں بلند آواز کا کوئی ذکر نہیں بلکہ فرشتوں کی موافقت کا حکم ہے۔ آمین کے بارے میں وارد ہونے والی باقی احادیث کا مکمل نقشہ اس طرح ہے کہ

خَفَضَ بِهٖ صَوْتَهٗ — نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آواز آہستہ رکھی۔ (ترمذی: ۱/۳۴)

مَدَّ بِهٖ صَوْتَهٗ — آواز کو کھینچا (یعنی آہستہ تھی مگر اسے لمبا کیا۔) (ترمذی: ۱/۳۴)

رَفَعَ بِهَا صَوْتَهٗ — آواز کو بلند کیا۔

(ابوداؤد: ۱/۱۳۵)

آواز بلند کرنے کی وضاحت اس حدیث میں موجود ہے۔

وَرَفَعَ بِهَا صَوْتَهٗ حَتّٰی يَسْمَعَ مَنْ يَلِيْهِ مِنَ الصَّفِّ الْاَوَّلِ — آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی آواز کو بلند کیا حتیٰ کہ پہلی صف میں آپ کے قریب والے لوگوں نے اسے سن لیا۔ (ابوداؤد: ۱/۱۳۵)

بات واضح ہو گئی کہ یہ آواز کا بلند کرنا دل میں ہی تھا جسے شکل

marfat.com

Marfat.com

سے پہلی صف والے سن سکے۔ پوری صف بھی نہ سن سکی بلکہ صرف قریب کھڑے لوگ سن سکے چیخ کر آمین نہ فرمائی۔

ہاں شروع شروع میں تعلیم دینے کے لئے آمین بلند آواز سے کہی جاتی تھی بعد میں اسے چھوڑ دیا گیا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لوگوں نے آمین چھوڑ دی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمین پہلی صف والے سنتے تھے پھر مسجد گونج اٹھتی تھی۔

(ابن ماجہ : ۶۱)

اس حدیث کے یہ الفاظ کہ "لوگوں نے آمین چھوڑ دی" اس چیز کا واضح ثبوت ہے کہ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اونچی آواز میں آمین کہنا چھوڑ دیا تھا۔ یہ اونچی آواز میں آمین کے منسوخ ہونے کا واضح ثبوت ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے پاس اس کا کیا ثبوت تھا؟ ثبوت یہی تھا کہ خفض بہ صوتہ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آمین آہستہ کہی۔

(ترمذی : ۱/۳۴)

امامت باجماعت نماز پڑھنا واجب ہے۔ امام فاسق نہ ہو اور اس کی داڑھی ایک مٹھی سے کم نہ ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے داڑھی بڑھانے اور مونچھیں کترنے کا حکم دیا ہے۔

(بخاری: ۲/۸۷۵، مسلم: ۱/۱۲۹)

اس حدیث میں داڑھی بڑھانے کی تاکید موجود ہے۔ یہ حدیث حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمائی ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ

marfat.com
Marfat.com

کا اپنا عمل یہ تھا کہ مٹھی بھر داڑھی رکھتے اور مٹھی سے فالتو کاٹ دیتے تھے۔
(بخاری: ۲/۸۷۵)

حدیث پر اس کے راوی نے عمل کر کے دکھا دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی داڑھی مبارک اتنی تھی کہ آپ کے سینہ مبارک کو بھر دیتی تھی۔
(الشفاء: ۱/۳۸)

ظاہر ہے کہ مٹھی سے کم داڑھی سے سینہ نہیں بھرتا خواہ سینے کا اوپر کا حصہ مراد ہو۔ تمام علماء کرام نے داڑھی کو کم از کم سنت لکھا ہے۔ سنت سے مراد اس کا فردِ کامل یعنی سنتِ مؤکدہ ہے۔

مثلاً ملا علی قاری علیہ الرحمت (مرقاہ: ۸/۲۹۱ اور علامہ مرغینانی (ہدایہ ۱/۲۲۱) وغیرہ وغیرہ۔ بعض علماء کا قبضہ کو واجب کہنا اسکے تاکد پر واضح قرینہ ہے اور بعض کا قبضہ سے کم پر وعید سنانا بھی تاکید پر قرینہ ہے۔

بالکل چھوڑی ہوئی لمبی داڑھی جو مٹھی سے بہت زیادہ ہو اور دیکھنے میں بے ڈھنگی لگے، ایسی لمبی داڑھی رکھنا ناپسندیدہ ہے۔ اس کا فالتو حصہ کتر دینا مستحب ہے۔
(شرح مسند لعلی القاری: ۲۱۰)

امام کا لاؤڈ سپیکر میں جماعت کرانا جائز ہے اس لئے کہ اس سے منع نہیں کیا گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حلال وہ ہے جسے اللہ نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ ہے جسے اللہ نے اپنی کتاب میں حرام کیا اور جس کے بارے میں خاموشی اختیار کی ہے۔ اس کی معافی ہے۔
(ترمذی، مشکوٰۃ: ۳۶۷)

marfat.com
Marfat.com

نماز میں بے وضو ہو جانا

نماز کے دوران اگر وضو ٹوٹ جائے تو فوراً نماز چھوڑ دیں اگر باجماعت نماز پڑھ رہے ہیں تو جدھر سے بھی راستہ ملے باہر نکل جائیں۔ دوبارہ وضو کریں اب نماز جہاں سے چھوڑی تھی وہیں سے شروع کریں لیکن وہیں سے شروع کرنے کا مسئلہ تھوڑا مشکل ہے۔ اگر اس کی سمجھ نہ آئے تو آسان ترین طریقہ یہ ہے کہ نماز نئے سرے سے پڑھیں۔

قرأت کے مسائل

فرض نماز کی پہلی رکعت میں نسبتاً لمبی اور دوسری رکعت میں نسبتاً چھوٹی سورت پڑھنا چاہیئے اگر ایسا نہ کیا تو نماز بہر حال ہو جائے گی مگر یہ مکروہ ہے۔

پہلی رکعت میں جو سورت پڑھی دوسری رکعت میں ایک سورت چھوڑ کر اس سے اگلی سورت پڑھنا مکروہ ہے۔ یہ حکم چھوٹی سورتوں کا ہے اگر لمبی سورت ہو تو جائز ہے۔

پہلی رکعت میں بعد والی سورت اور دوسری رکعت میں پہلی سورت جان بوجھ کر پڑھنا (یعنی سورتوں کی ترتیب بدل دینا) مکروہ تحریمی ہے لیکن اگر بھول کر پڑھا جائے تو معاف ہے سجدہ سہو کی بھی ضرورت نہیں۔

امام جہاں بھی غلطی کرے مقتدی اُسے لقمہ دے سکتا ہے۔

پانچ نمازوں میں فرض، وتر، سنّت اور نفل کی تعداد

صبح کی نماز میں دو سنّت مؤکدہ اور دو فرض ہیں ظہر کی نماز میں چار سنّت مؤکدہ چار

marfat.com
Marfat.com

فرض۔ دو سُنّتِ مؤکدہ اور دو نفل ہیں عصر کی نماز میں چار سُنّت غیر مؤکدہ اور چار فرض ہیں۔

مغرب کی نماز میں تین فرض، دو سُنّت مؤکدہ اور دو نفل ہیں۔

عِشار کی نماز میں چار سُنّت غیر مؤکدہ، چار فرض، دو سُنّت مؤکدہ، دو نفل، تین وتر اور دو نفل ہیں۔

جمعہ کی نماز میں چار سُنّت مؤکدہ، دو فرض، چار سُنّتِ مؤکدہ پھر دو سُنّت غیر مؤکدہ اور دو نفل ہیں۔

تراویح رمضان شریف میں بیس رکعت تراویح باجماعت ادا کرنا سُنّتِ مؤکدہ ہے عرب سے لے کر عجم تک اس پر تواتر سے عمل جاری ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں تئیس رکعت (بیس تراویح اور تین وتر) پڑھائے جاتے تھے۔ (موطا امام مالک ۹۸)

بخاری و مسلم کی جس حدیث میں گیارہ رکعتیں بیان ہوئی ہیں اس میں تہجد کی بات ہو رہی ہے اسکے الفاظ یہ ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان میں اور رمضان کے علاوہ گیارہ رکعت پڑھتے تھے۔

(بخاری: ۱/۱۵۴)

معلوم ہوا کہ یہ کوئی ایسی نماز ہے جو رمضان میں بھی ہوتی تھی اور رمضان کے علاوہ بھی ہوتی تھی۔ یہ تہجد کی نماز ہی ہے۔ تہجد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فرض تھے۔

جو شخص فرض نماز جماعت کے ساتھ نہ پڑھ سکا ہو وہ تراویح کی جماعت

marfat.com
Marfat.com

میں شامل ہوسکتا ہے۔ اسی طرح وہ وتر کی جماعت میں بھی شامل ہو سکتا ہے اس لئے کہ وتر کی جماعت فرض کی جماعت کے ماتحت نہیں ہے بلکہ رمضان کے ماتحت ہے۔

چند اہم نوافل تہجد کے نوافل رات سو کر اُٹھنے کے بعد صُبح کی اذان سے پہلے پڑھے جاتے ہیں کم از کم دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعت۔ ان میں کوئی خاص سورتیں متعین نہیں ہیں۔

اشراق کے نفل صُبح سُورج طلوع ہونے کے بیس منٹ بعد پڑھے جاتے ہیں۔ یہ صرف دو نفل ہوتے ہیں۔

چاشت کے نفل اشراق کے بعد زوال کے وقت سے پہلے پڑھے جاتے ہیں یہ دو سے لے کر بارہ تک ہوتے ہیں۔

اوّابین کے نفل مغرب کے بعد پڑھے جاتے ہیں ان کی چھ رکعتیں ہوتی ہیں۔

نماز تسبیح کی چار رکعتیں ہوتی ہیں۔ پہلی رکعت میں ثناء کے بعد پندرہ بار تیسرا کلمہ پڑھا جاتا ہے۔ پھر فاتحہ اور سُورت پڑھ چکنے کے بعد دس بار پھر رکوع میں تسبیحات کے بعد دس بار پھر رکوع کے بعد سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد کہنے کے بعد دس بار پھر پہلے سجدے میں دس بار پھر دو سجدوں کے درمیان دس بار پھر دوسرے سجدے میں دس بار۔ یہ ایک رکعت میں پچھتر بار ہوا۔ پھر دوسری رکعت میں فاتحہ سے پہلے

marfat.com

Marfat.com

پندرہ بار اور باقی پہلی رکعت کی طرح پڑھا جاتا ہے۔ دونوں قعدوں کے دوران تیسرا کلمہ نہیں پڑھا جاتا۔ اگر سجدۂ سہو کرنا پڑ جائے تو سہو کے سجدوں میں بھی تیسرا کلمہ نہیں پڑھا جاتا۔ حدیث شریف میں ہے کہ اس نماز سے تین سو گناہ کبیرہ معاف ہو جاتے ہیں۔

سجدۂ تلاوت

قرآن پاک میں سجدے کی آیات کی تعداد چودہ ہے۔ انہیں پڑھنے اور سننے والے پر سجدۂ واجب ہو جاتا ہے۔ سجدۂ تلاوت کا طریقہ یہ ہے کہ سجدے کا ارادہ کر کے اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدے میں چلے جائیں اور اللہ اکبر کہتے ہوئے سر اُٹھالیں تکبیر کہتے ہوئے کانوں تک ہاتھ اُٹھانے، تشہد پڑھنے اور سلام پھیرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ایک آدمی کی تلاوت کا سجدہ دوسرا آدمی ادا نہیں کر سکتا۔

اِستخارہ

حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام علیہم الرضوان کو استخارہ اسی طرح سکھاتے تھے جس طرح قرآن کی سورت سکھاتے تھے۔ استخارہ کا طریقہ یہ ہے کہ کسی مباح کام کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ کرنا ہو تو دو رکعت نفل پڑھیں پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد قل یا ایہا الکٰفرون اور دوسری میں قل ہو اللہ احد پڑھیں پھر یہ دعا سات بار پڑھیں اور اس کے بعد جدھر کو شرح صدر ہو اُدھر کو چل دیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ

marfat.com

Marfat.com

وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ فَاقْدِرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِيْ بِهٖ

(خزینۃ الاسرار الکبریٰ ۸۳، ابوداؤد ۱۰/۲۱۵)

مریض کی نماز مریض اپنے مرض کی شدت کے مطابق بیٹھ کر لیٹ کر یا اشارے سے نماز پڑھ سکتا ہے۔

مسافر کی نماز جو آدمی اپنی بستی سے ۹۸۰۷۴ کلومیٹر (یعنی ۹۸ کلومیٹر اور ۷۴ میٹر) کے سفر کے ارادہ سے نکلے وہ مسافر ہے۔ (بمطابق شامی: ۱/۵۸۰)

اب وہ چار فرضوں کی بجائے دو پڑھے گا۔ دو فرضوں کو دو اور تین کو تین ہی پڑھے گا سُنّت اور وتر بھی پورے ہی پڑھے گا۔ جس شہر میں گیا ہے وہاں اگر پندرہ دن سے کم رہنے کی نیت ہے تو قصر پڑھے گا۔ اگر اس سے زیادہ رہنے کا ارادہ ہے تو اب وہ مسافر نہیں رہا پوری نماز پڑھے گا۔

اگر کسی نے بھول کر دو کی بجائے چار رکعت پڑھ لیں تو اگر اس نے درمیانی قعدہ کیا ہے تو پہلی دو رکعت فرض اور آخری دو رکعت نفل ہو گئیں۔ اگر مقامی امام کے پیچھے مسافر نے نماز پڑھی تو پوری پڑھے گا۔

marfat.com
Marfat.com

اگر مسافر امامت کرائے تو دو پڑھے اور مقامی لوگ بعد میں اپنی نماز مکمل کرلیں۔ مگر وہ بقیہ نماز میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھیں بلکہ اندازاً فاتحہ جتنی دیر خاموش کھڑے رہیں۔

مسافر مسافر ہی ہے خواہ وہ سفر جہاز کے ذریعے کر رہا ہو۔ مسافری اپنی بستی سے نکلتے ہی شروع ہو جاتی ہے۔ عارضی رہائش اور مستقل رہائش کے درمیان اگر فاصلہ ۴۵ میل کا ہو تو صرف راستے میں مسافر ہوگا۔ ایسے ملازم جو ہر ہفتے گھر کا چکر لگاتے ہیں۔ اپنی ملازمت والی جگہ پر مسافر ہی شمار ہوں گے۔ خواہ اسی طرح کئی سال گزر جائیں۔ اگر کوئی مسافر پندرہ دن سے کم سفر میں رہنے کا ارادہ رکھتا ہو مگر بعد میں چند دن مزید ٹھہرنا پڑ جائے اور جب ارادے میں یہ تبدیلی آئی تو اس دن کے بعد مزید قیام پندرہ دن سے کم ہی بن رہا ہو تو ایسا شخص مسافر ہی شمار ہوگا خواہ اسی طرح کرتے کرتے کئی سال گزر جائیں۔

بیوی کے ذاتی گھر اور اپنے ماں باپ کے گھر میں انسان مسافر نہیں ہوتا۔ مسافر پر جمعہ فرض نہیں۔

کشتی، بحری جہاز، ریل گاڑی اور ہوائی جہاز میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ مسافر ایک مرتبہ قبلہ کی طرف منہ کرکے نماز شروع کر دے بعد میں اگر سواری کا رخ بدل جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ نماز جائز ہے۔

سفر میں آخری وقت کا اعتبار ہوتا ہے یعنی نماز کے آخر وقت میں اگر آپ مسافر ہو گئے تو نماز قصر پڑھیں گے اور اگر آخری وقت میں

marfat.com

Marfat.com

مقیم ہو گئے تو پوری نماز پڑھیں گے۔ قصر کی قضا بھی قصر ہی پڑھی جائے گی۔

جمعہ کی نماز نماز جمعہ وہاں فرض ہے جہاں ضروریات زندگی کی تمام اشیاء میسر ہوں اور شرعی فیصلے ہوتے ہوں امام کے علاوہ کم از کم دو آدمی ہوں۔ ظہر کا وقت ہو اور نماز سے پہلے خطبہ دیا جائے اور جماعت کرائی جائے۔ مسافر اور عورت، بچے اور بیمار پر جمعہ فرض نہیں اگر کوئی مسافر یا مریض جمعہ میں شامل ہو جائے تو اس کی نماز ہو جائے گی۔ خطبہ ادب سے سننا چاہیئے۔ پہلے خطبہ کے دوران ہاتھ باندھ لینا اور دوسرے کے دوران ہاتھ کھول دینا کوئی ضروری نہیں۔ یہ پابندی کہیں سے ثابت نہیں لیکن اگر کوئی ایسا کرے تو اس پر سختی نہ کی جائے۔

عید کی نماز عید کی نماز بھی جمعہ کی طرح ہے۔ فرق یہ ہے کہ جمعہ میں خطبہ شرط ہے جب کہ عید میں خطبہ سنت ہے۔ اور عید کا خطبہ بعد میں ہوتا ہے۔ عید کی نماز دو رکعت ہوتی ہے۔ اس میں چھ زائد تکبیرات ہوتی ہیں۔ تین تکبیریں پہلی رکعت میں فاتحہ سے پہلے اور تین تکبیریں دوسری رکعت میں رکوع سے پہلے۔ تکبیروں کے درمیان ہاتھ چھوڑنا ہوتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

جنازہ کے مسائل

قریب المرگ کا سر شمال کی طرف اور پاؤں جنوب کی طرف کر کے اس کے سر کو قبلہ کی طرف خم دیں۔ اس کے پاس کلمہ شہادت بلند آواز سے پڑھیں جب موت واقع ہو جائے تو اس کے جبڑے باندھ دیں اور آنکھیں بند کر دیں۔

غسلِ میت

سب سے پہلے بیری کے پتے ڈال کر گرم پانی تیار کریں۔ غسل کا تختہ اچھی طرح صاف کریں۔ اسے تین مرتبہ عود یا لوبان کی دھونی دیں۔ یعنی تختے کے اردگرد اس دھونی کو گھمائیں۔

غسل دینے والا میت کا قریب ترین رشتہ دار ہو تو بہتر ہے ورنہ کوئی بھی نیک آدمی غسل دے سکتا ہے۔ غسل دینے والے کا بدن پاک ہو اگر باوضو بھی ہو تو زیادہ بہتر ہے۔

میت کو تختے پر اس طرح لٹائیں کہ سر شمال کو اور پاؤں جنوب کو رہیں۔ ناف سے گھٹنوں تک کپڑا ڈال کر باقی کپڑے اتار دیں غسل دینے والا اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر یا تھیلی چڑھا کر ستر کے کپڑے کے نیچے سے ہاتھ ڈال کر استنجا کرائے۔

منہ اور ناک میں پانی نہ ڈالیں اور باقی وضو کرائیں۔ البتہ روئی یا کپڑا بھگو کر دانت، منہ اور ناک صاف کر دیں۔ وضو کے بعد میت کی ناک، منہ اور کان

marfat.com
Marfat.com

میں روئی دے دیں تاکہ پانی اندر نہ جائے۔

سر اور داڑھی کو خطمی یا پاک صابن سے دھوئیں۔ پہلے بائیں کروٹ دے کر پانی نیچے تک بہائیں اور پھر دائیں کروٹ دے کر پانی نیچے تک بہائیں۔ پھر سہارا دے کر بٹھا دیں اور پیٹ کو آہستہ آہستہ ملیں۔ جو کچھ باہر نکلے اُسے دھو دیں۔ دوبارہ غسل کی ضرورت نہیں۔ بدن کپڑے سے خشک کر دیں۔ اب میت کو تختے سے اُٹھا کر کفن پر رکھیں اور اس کے مُنہ ناک اور کان سے رُوئی نکال دیں۔

اس کے سر، داڑھی اور سجدے کے اعضا پر خوشبو لگائیں۔ بالوں اور داڑھی میں کنگھی نہ کریں اور نہ ہی اس کے بال اور ناخن کاٹیں۔

کفنِ میت میت کو کفن دینا فرضِ کفایہ ہے۔ کفن سفید رنگ کا ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا سفید لباس پہنا کرو۔ یہ سب سے بہتر لباس ہے اور اسی کا اپنے مُردوں کو کفن دیا کرو۔

(مشکوٰۃ: ۱۴۴)

مرد کے لیئے تین چیزیں سُنت ہیں۔ ازار (چادر) قمیض (کفنی) اور لفافہ۔ عورت کے لیئے ان تین کے علاوہ دو اور بھی سُنتیں ہیں اوڑھنی (ایک طرح کا دوپٹہ) اور سینہ بند۔

لفافہ میت کے قد سے اتنا زیادہ ہو کہ دونوں طرف باندھا جا سکے۔ ازار میت کی چوٹی سے قدم تک لمبا ہو اور قمیض گردن سے لے کر گھٹنوں کے نیچے تک لمبی ہو قمیض آگے اور پیچھے دونوں طرف برابر

marfat.com
Marfat.com

لمبی ہو قمیص میں چاک اور آستینیں نہ ہوں۔ مرد کی قمیص اور عورت کی قمیص میں فرق یہ ہے کہ مرد کی قمیص کو کندھے پر سے چیرا جائے اور عورت کی قمیص کو سینے کی طرف چیرا جائے۔

عورت کی اوڑھنی ڈیڑھ گز (تین ہاتھ) لمبی اور ایک بالشت چوڑی ہو اور سینہ بند پستان سے ران تک ہو۔

مرد کے لئے پہلے لفافہ پھر اسکے اوپر ازار بچھایا جائے پھر اس پر میت کو لٹا کر قمیص پہنائی جائے۔ پھر میت کے سر، داڑھی اور بدن پر خوشبو لگائی جائے۔ وضو کے اعضاء پر کافور لگایا جائے پھر ازار پہلے بائیں طرف سے اور پھر دائیں طرف سے لپیٹا جائے پھر اس کے بعد لفافہ بھی پہلے بائیں اور پھر دائیں طرف سے لپیٹا جائے۔ لفافہ کو سر اور پاؤں کی جانب سے پٹی سے باندھ دیا جائے۔ ایک پٹی کمر کے نیچے بھی باندھ دی جائے تاکہ کفن ہوا سے نہ اڑے۔

عورت کے لئے بھی لفافہ اور ازار مرد کی طرح بچھائے جائیں پھر میت کو ازار کے اوپر رکھا جائے پھر اسے قمیص پہنائی جائے پھر اس کے بالوں کی دو لٹیں کر کے اس کے سینے پر قمیص کے اوپر رکھ دیئے جائیں پھر اسکے سر اور بالوں پر اوڑھنی کرا دی جائے پھر ازار اور لفافہ مرد کی طرح لپیٹ دیئے جائیں اور آخر میں سینہ بند باندھ دیا جائے۔ سینہ بند کو قمیص کے اوپر یا ازار کے اوپر باندھنا بھی جائز ہے۔

marfat.com

Marfat.com

نمازِ جنازہ جو بچہ پیدا ہوتے ہی آواز نکالے اور پھر مر جائے اس کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی۔ ڈاکو جو مقابلے میں مارا جائے اس کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔ خودکشی بہت بڑا گناہ ہے مگر خودکشی کرنے والے کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی۔

نمازِ جنازہ فرضِ کفایہ ہے۔ یہ کھڑے کھڑے پڑھی جائے اور چار تکبیریں کہی جائیں۔ ثناء، درود اور میت کے لیئے دعا کرنا جنازے کی سُنتیں ہیں۔ نمازِ جنازہ میں ثناء، درود شریف اور دعا کے مخصوص اور مروج الفاظ مستحب ہیں۔ یہ نہ آتے ہوں تو نماز والی ثناء، نماز والا درود اور نماز والی دعا پڑھ لینا بھی جائز ہے۔ عام طور پر ایک ہی قسم کے الفاظ عوام کو یاد کرائے جاتے ہیں تاکہ انہیں سہولت رہے لہٰذا اِن الفاظ کو یاد کر لینا ہی اچھی بات ہے۔

جنازہ کی نماز پڑھانے کا زیادہ حقدار اسلامی حکومت کا سربراہ ہے۔ اس کے بعد شرعی قاضی اس کے بعد محلّے کا امام۔ اس کے بعد میت کے وارث درجہ بدرجہ۔

شوہر اپنی بیوی کی میت کو کندھا دے سکتا ہے۔ اس کا مُنہ دیکھ سکتا ہے۔ اسے قبر میں اُتار سکتا ہے مگر اُسے بلا حائل چھو نہیں سکتا۔ بیوی بھی اپنے شوہر کا مُنہ دیکھ سکتی ہے۔

جنازے کے بعد دعا مانگنا جائز ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب میت پر نمازِ جنازہ پڑھ چکو تو اسکے لیئے خصوصی دعا کیا کرو۔

(ابوداؤد ۲/۱۰۰)

marfat.com

Marfat.com

سُنّت یہ ہے کہ قبر میں لحد بنالی جائے لیکن علاقے کی مٹی اگر کچی ہو تو سیدھی قبر بنالی جائے۔ قبر اتنی گہری ہو کہ کم از کم میت کے آدھے قد کے برابر ہو۔ سینے کے برابر یا پُورے قد کے برابر بھی درست ہے۔ عام طور پر سینے کے برابر زیادہ مناسب رہتی ہے۔ گہری قبر کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے بُو نہیں آتی اور میت جانوروں سے محفوظ رہتی ہے۔

میت کو قبلہ کی طرف سے قبر میں اتارا جائے اور یہ پڑھا جائے۔ بِسْمِ اللهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللهِ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) قبلہ کی طرف مُنہ کر دیا جائے اور بند کھول دیا جائے۔ قبر کو کچی اینٹوں یا بانس وغیرہ سے بند کر دیا جائے۔ اگر زمین گیلی ہو تو لکڑی کے تابوت میں دفن کرنا بھی درست ہے۔ اور قبر پر لکڑی کے تختے لگانا بھی درست ہے پھر اوپر سے مٹی ڈال دی جائے۔ عورت کو پردے میں دفن کیا جائے۔

قبر اندر سے کچی اور باہر سے پختہ ہو تو کوئی حرج نہیں بلکہ اگر زمین ایسی نرم ہو کہ کچی اینٹ کے ناکام ہونے کا واضح اندیشہ ہو تو پکی اینٹ بھی لگا سکتے ہیں ورنہ نہیں۔

مشائخ علماء اور سادات کی قبُور پر عمارت (روضہ) بنانا جائز ہے۔

یہ سب مسائل درمختار اور شامی ۱/۶۵۱ تا ۱/۶۶۲ پر موجود ہیں۔

جنازہ کے تمام مسائل متون، ہدایہ، جوہرہ نیرہ، شامی اور عالمگیری سے لیے گئے ہیں۔ (مع التوضیح)

marfat.com

Marfat.com

دفن کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب میت کو دفن کرنے کے بعد فارغ ہو جاتے تو وہاں ٹھہر جاتے اور لوگوں کو فرماتے اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو پھر اس کی ثابت قدمی کے لئے دعا کرو۔ اس پر اب سوال ہو رہے ہیں۔

(ابوداؤد : ۲/۱۰۳)

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ، وفات کے وقت دیوار کی طرف منہ کر کے رو رہے تھے آپ کے بیٹے نے عرض کیا اے اباجان کیا آپکو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوشخبریاں نہیں دی تھیں؟ آپ نے فرمایا سب سے اچھی گواہی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی ہے۔ مجھ پر تین دور گزرے ہیں۔ ایک زمانہ وہ تھا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شدید بغض رکھتا تھا۔ اس وقت اگر میں مر جاتا تو سیدھا دوزخی تھا پھر جب مجھے اللہ نے اسلام کی ہدایت دی تو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوا میں نے عرض کیا اپنا ہاتھ آگے کریں میں بیعت کروں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک آگے کیا تو میں نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔ فرمایا عمرو تجھے کیا ہوا ہے؟ میں نے عرض کیا میری ایک شرط ہے فرمایا وہ کیا؟ میں نے عرض کیا "میری بخشش ہو جائے" فرمایا اسلام قبول کرنا، ہجرت کرنا اور حج کرنا پہلے والے تمام گناہوں کو دھو دیتا ہے۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جتنا محبوب مجھے دنیا میں کہیں نظر نہیں آتا تھا میں آپکی طرف ادب کی وجہ سے

marfat.com
Marfat.com

آنکھ بھر کر دیکھا بھی نہ تھا۔ اگر کوئی مجھے کہتا کہ حضور کے نقش بیان کرو تو میں نہ کر سکتا کیونکہ میں نے کبھی آنکھ جا کر دیکھا ہی نہ تھا اگر میں اس حال میں مرجاتا تو امید ہے کہ میں جنتی ہوتا۔ اس کے بعد ہمیں کچھ ذمہ داریاں سونپ دی گئیں۔ اب مجھے کچھ معلوم نہیں میرا کیا انجام ہو گا۔ تم لوگ میری موت کے بعد میرے جنازے کے ساتھ نہ تو بین کرنے والیاں بلانا اور نہ آگ ساتھ لے جانا۔ جب مجھے دفن کر چکو تو مٹی ڈالنے کے بعد میری قبر پر اتنی دیر ٹھہرنا جتنی دیر میں ایک اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت بانٹا جا سکے۔ تاکہ میں آپ لوگوں سے انس حاصل کر سکوں اور مجھے پتہ چلے کہ میں فرشتوں کو کیا جواب دیتا ہوں۔ (مسلم: ۱/۷۶)

ایصالِ ثواب

میت کی طرف سے کھانے پینے کی اشیاء کی خیرات جائز ہے۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر سال دو قربانیاں دیتے تھے اور سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو آپ نے حکم دیا کہ ہر سال دو قربانیاں دینا۔ ایک اپنی طرف سے اور ایک میری طرف سے۔ (ترمذی: ۱/۱۸۰)

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا انتقال ہوا تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ میں اپنی ماں کی طرف سے کون سا صدقہ دوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پانی۔ انہوں نے کنواں کھدوایا اور اس کا نام "بئر ام سعد" رکھا یعنی سعد کی ماں کا کنواں"

(ابوداؤد: ۱/۲۳۶)

marfat.com
Marfat.com

حضرت سعد نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھ کر پھلوں کا باغ والدہ کی طرف سے صدقہ کر دیا۔ (بخاری: ۱/۱۸۶)

زیارت قبور قبروں کی زیارت کرنا سنت ہے۔ قبرستان میں جاکر یوں کہنا چاہیے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ، اس کے علاوہ قرآن شریف، درود شریف، استغفار، کلمہ طیبہ وغیرہ پڑھ کر ایصال ثواب کرنا جائز ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ زندہ لوگوں کا مرے ہوئے لوگوں کے لیے بہترین تحفہ استغفار ہے۔ (مشکوٰۃ: ۲۰۶)

مسلمان کی قبر کی بے حرمتی حرام ہے۔

قبروں والے، باہر والوں کی آواز سنتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب میت کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے گھر والے واپس آنے لگتے ہیں تو وہ ان کے پیروں کی آواز کو بھی سنتا ہے پھر اس کے پاس دو فرشتے آکر سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ اور تو اس ہستی محمد (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ (اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے سامنے موجود ہوتے ہیں۔) (بخاری: ۱/۱۷۸)

جنگ بدر کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کافروں کی نعشیں بدر کے کنویں میں پھینکوا کر ان مردوں سے فرمایا کہ جو کچھ میں کہتا تھا کیا تم نے اسے حق پایا؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ

marfat.com
Marfat.com

کیا یہ سن سکتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم ان سے زیادہ نہیں سُنتے مگر یہ جواب نہیں دے سکتے۔

(بخاری: ۱/۱۸۳، مسلم: ۲/۳۸۷)

(انک لا تسمع الموتیٰ میں کفار کو مُردوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اور سماع قبول کی نفی کی گئی ہے۔ مشبہ بہ میں وجہ شبہ کا حقیقی ہونا ضروری نہیں ہوتا۔ مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الیوم ننسٰھم کما نسوا لقاء یومھم ھذا (اعراف: ۵۱) یہاں کفار کا نسیان مشبہ بہ ہے اور اگر ان کا نسیان حقیقی مان لیا جائے تو وہ سارے بے گناہ اور معذور ثابت ہو جائیں گے۔ اسی طرح حدیث شریف میں ہے کہ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں۔ یہاں ستاروں میں ہدایت نہ حقیقی ہے اور نہ اقوی بلکہ اگر حقیقی مان لی جائے تو اس سے شرک لازم آئے گا۔)

میراث کے مسائل

میت کے ترکہ میں سب سے پہلے کفن دفن کا خرچ نکالا جائے۔ بیوی کا شوہر اگر زندہ ہو تو اس کا کفن شوہر پر واجب ہے۔ اگر کوئی دوسرا شخص فی سبیل اللہ کفن دفن کا خرچ دینا چاہے تو یہ جائز ہے۔ لیکن یہ ضروری سمجھنا کہ داماد اور بیٹی کا کفن بیٹی کے میکے کے ذمے ہے یا نواسے نواسی کا کفن ننھیال کے ذمے ہے۔ یہ محض بے اصل چیز ہے اور اسے شرعی حیثیت دینا تو اور بھی قبیح ہے۔

marfat.com

Marfat.com

تعزیت کرنے والوں پر چائے پانی اور روٹی کا خرچ اور میت کے ایصالِ ثواب کے لیئے جو کچھ خرچ ہو وہ یا تو ورثاء اپنی جیب سے خرچ کریں۔ یا اگر میت کے ترکہ میں سے خرچ کرنا ہے تو تمام وارثوں سے اس کی اجازت لی جائے۔

کفن دفن کے بعد میت کے ترکہ میں سے اس کا قرض ادا کیا جائے۔ قرض خواہ اگر چاہیں تو معاف کر سکتے ہیں حدیث شریف میں ہے کہ مومن کی رُوح قرض کی وجہ سے لٹکی رہتی ہے۔

(مشکوٰۃ : ۲۵۲)

جو مال کفن دفن اور قرض کی اَدائیگی سے بچ جائے اس میں سے میت کی وصیت پُوری کی جائے۔ کفن دفن اور قرض سے بچے ہوئے مال کے تیسرے حصہ (⅓) تک وصیت کرنا جائز ہے۔

(ترمذی : ۲/۳۳)

اَولاد کو عاق کرنے کی شرعاً کوئی حیثیت نہیں۔ وارث کے حق میں وصیت جائز نہیں۔ (ترمذی: ۲/۳۳ ، ابوداؤد ، ۲/۴۰)

خلافِ شرع کام کی وصیت بھی جائز نہیں۔ بعد والے اِس پر عمل نہ کریں۔

وصیت کرنے والے کا عاقل بالغ ہونا ضروری ہے ورنہ وصیت جاری نہ ہوگی۔ اگر مرنے والے کو معلوم ہو کہ اسکے مرنے کے بعد لوگ خلافِ شرع حرکتیں کریں گے تو اِن حرکتوں سے باز رہنے کی وصیت

marfat.com

Marfat.com

کرنا اس پر واجب ہے۔

اب کفن دفن، قرض اور وصیت بالترتیب ادا کرنے کے بعد میت کی میراث اس کے وارثوں میں اسلامی قانونِ میراث کے مطابق تقسیم کر دی جائے۔ تمام وارثوں کی صحیح صحیح تعداد اور میت سے ان کا رشتہ اپنے علاقے کے کسی جید عالم کو جا کر بتایا جائے اور میراث کی تقسیم کا طریقہ معلوم کیا جائے۔

بیٹیوں کو میراث سے محروم رکھنا (جیسا کہ پنجاب میں رواج ہے) حرام ہے۔ بیٹی کا حصہ سورۃ النساء میں صاف صاف بیان ہوا ہے۔

ریاضی، سائنس اور جغرافیہ کی دینی اہمیت

ریاضی آدھے سے زیادہ اسلام کو سمجھنے کے لیئے علمِ ریاضی کی شدید ضرورت ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ میراث کا علم آدھا علم ہے۔ (ابنِ ماجہ : ۱۹۵)

میراث کے مسائل میں ریاضی کا مکمل عمل دخل ہے۔ اسکے علاوہ زکوٰۃ کی ضروریات اور بیت المال کی آمدنی اور خرچ، شرکت اور مضاربت (بینکاری) وغیرہ شماریات کے بغیر سمجھ میں نہیں آسکتے۔ قرآن شریف میں گنتی کے تمام اعداد، جمع۔ تفریق۔ ضرب۔ تقسیم۔ نسبت تناسب اور

marfat.com

Marfat.com

حساب کے پیچیدہ ترین مسائل حل کرکے دکھائے گئے ہیں۔ سورۃ النساء میں وارثوں کے یہ حصے بیان ہوئے ہیں۔

۱/۲ - ۱/۴ - ۱/۸ - ۱/۶ - ۱/۳ اور ۲/۳

مثلاً اولاد کی موجودگی میں بیوی ۱/۸ لے گی اور اگر اولاد نہ ہو تو ۱/۴ لے گی۔ اولاد ہو تو شوہر ۱/۴ ورنہ ۱/۲ لے گا۔ اکیلی لڑکی ۱/۲ لے گی۔ ایک سے زائد لڑکیاں ۲/۳ کو آپس میں بانٹ لیں گی۔ بیٹے کی موجودگی میں ایک بیٹے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہوگا۔

اگر مرنے والے کی ایک بیوی، ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہو تو میراث اس طرح تقسیم ہوگی کہ بیوی ۱/۸ حصہ لے گی۔ باقی ۷/۸ بچے گا۔ اس میں سے لڑکے کا حصہ لڑکی سے دوگنا ہوگا۔ تینوں کے حصے اس طرح ہوں گے۔

بیٹی	بیٹا	ماں
۷/۸ × ۱/۳	۷/۸ × ۲/۳	۱/۸

ذواضعافِ اقل ۲۴ ہوگا۔

$\frac{۳ \text{ ، } ۱۴ \text{ ، } ۷}{۲۴}$

کل جائیداد کے ۲۴ حصے کرکے ان میں سے تین ماں کو ۱۴ بیٹے کو اور سات بیٹی کو دیئے جائیں گے۔

marfat.com
Marfat.com

صحابہ کرام علیہم الرضوان کو ان مسائل میں اتنی زبردست مہارت حاصل تھی کہ زبانی ہر سوال کو حل کر لیتے تھے۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے تقریر کے دوران کسی نے اچانک سوال پوچھ لیا کہ اگر ایک بیوی، دو لڑکیاں، ماں اور باپ وارث ہوں تو بیوی کو کتنا حصہ ملے گا۔ اب یہ مسئلہ اچھا خاصا مشکل تھا۔ آپ نے فوراً فرمایا بیوی کو ۹/۱ ملے گا۔ یہ جواب آپ نے منبر پر بیٹھے بیٹھے دیا تھا۔ اس لیئے یہ مسئلہ منبریہ کے نام سے مشہور ہے۔

میراث کے موضوع پر سراجی بڑی مشہور کتاب ہے۔ اس کی ایک شرح حضرت میر سید شریف جرجانی علیہ الرحمہ نے لکھی ہے جس کا نام شریفیہ ہے۔ آج تقریباً ہر عالم کے پاس یہ دونوں کتابیں ضرور موجود ہوتی ہیں۔ شریفیہ کی شرح قطب الاقطاب حضرت پیر سائیں محمد قاسم مشوری قدس سرہ نے لکھی ہے جس کا نام معلم الفرائض ہے۔ یہ سندھی زبان میں ہے۔

سائنس

سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے جس تیزی سے اس مسئلے کا حل بتایا اتنا تیز آج کا کمپیوٹر بھی نہیں ہو سکتا۔ کمپیوٹر کو ایک صحیح خادم العلوم کے طور پر استعمال کرنا جائز ہے۔ بلکہ انسان کی جائز سہولیات کے لیئے سائنس کو جس قدر ترقی دی جائے درست ہے۔ اسلام میں طے زمانی، طے مکانی اور طے لسانی وغیرہ بطور معجزہ و کرامت صادر ہو چکے ہیں۔ آج برق کی رفتار اگر ۱۸۶۰۰۰ میل فی سیکنڈ ہے تو کیا ہوا؟ ہمارے ہاں ایک برق تو کیا براق (دکھنی بجلیاں) کی رفتار کو آزمایا جا چکا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

طبی سائنس کے معاملے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لِکُلِّ داءٍ دَوَاءٌ کا اعلان فرما کر مسلم اطباء کو تحقیق کے بے کنار میدان میں اُتار دیا ہے۔

(ایک مشورہ یہ ہے کہ طلباء اسلام کے لئے طب کا ایک تخصص بنایا جائے جیسا کہ طب کا نصاب مشہور ہے اور مسلم ڈاکٹروں کے تعاون سے اس میں جدت پیدا کر دی جائے۔)

جنگی لحاظ سے وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ (انفال ، ۶۰) فرما کر ہر قسم کے بمب ، راکٹ ، میزائل وغیرہ کو تیار کرنے کا حکم دے دیا گیا ہے۔

آئندہ زمانے میں سائنس اس سے بھی بہت آگے جا سکتی ہے اور ایسی ایسی ایجادات کا واضح امکان موجود ہے جس کا قبل از وقت اظہار کر کے میں اس کتاب کو تماشا نہیں بنانا چاہتا۔

میرے پاس ایک غیر مسلم مفکر کی لکھی ہوئی کتاب The Bible , The Quran and science موجود ہے مصنف کا نام Maurice Bucaille ہے۔

اس نے قرآنی سائنس کے متعلق بہت کچھ لکھا ہے۔ میں نے سُنا ہے کہ اب وہ شخص مسلمان ہو چکا ہے۔

ایک مشورہ یہ ہے کہ تعلیمی اداروں میں براہِ راست کمپیوٹر پڑھانے کے علاوہ بعض طلباء کو پہلے ایٹم کا مرکز اور مدار ، الیکٹران کا انتقال

marfat.com

Marfat.com

اور برقی رَو کا اجراء سمجھایا جائے۔ پھر بنیادی پرُزے (Basic devices) اور مختلف سرکٹ بتائے جائیں۔ پھر موٹر اور جنریٹر پڑھایا جائے۔ یہ پہلا سمسٹر ہوا۔

دوسرے سمسٹر میں ابتدائی ترسیل (Primary transmission)

اور تیسرے سمسٹر میں ثانوی ترسیل (Secondary transmission) اور چوتھے سمسٹر میں کمپیوٹر پڑھایا جائے اور جدید ترین ٹیکنالوجی پڑھائی جائے اور حکومت خود اس کام میں دلچسپی لے اور سہولیات فراہم کرے۔ غیر مسلموں کی ٹیکنالوجی ہائی جیک کر لینا جائز ہے۔ وہ اس سے پہلے ہمارے بے شمار علوم کو ہائی جیک کر چکے ہیں۔

اس علم کا ایک تخصص (Speciality) قائم کر دیا جائے اور ان علماء کو سائنس کے شعبوں میں ملازمتیں دلوائی جائیں موجودہ سائنسدانوں کے دلوں میں دینی حوالے سے تحقیق کا جذبہ اجاگر ہو اور وہ اس تخصص کے لیئے اپنے شاگردوں کو تیار کریں۔ اور تعلیمی اداروں سے پاس ہو کر آنے والے ان (Specialists) کی راہنمائی کریں۔

اس تجویز میں ماہرین اپنی صوابدید کے مطابق ردّ و بدل کر سکتے ہیں۔

جغرافیہ نمازوں اور افطار کے لیئے سورج کے طلوع، غروب اور استواء کو جاننا واجب ہے۔ ناپ کے لحاظ سے اس مسئلے کا تعلق ریاضی سے ہے اور خطوطِ ارضیہ کے لحاظ سے اس کا

marfat.com
Marfat.com

تعلق جغرافیہ سے ہے۔

قبلہ کی سمت کو جاننا، اس کا تعین کرنا اور اس کے لیے ستاروں کے علم (Astronomy) کو ضرورت کی حد تک جاننا واجب ہے۔ اس کے علاوہ جنگی نقطۂ نظر سے پہاڑوں، دریاؤں اور جنگلوں وغیرہ کے محل وقوع کا علم اور ان کا مکمل جائزہ لے کر حملے کے امکانات کے مکمل زاویئے معلوم کر کے ان کی جوابی کارروائی کے لیے اقدامات کرنا ضروری ہے اس کے لیے جغرافیہ کے ماہر ترین کمانڈروں کی ضرورت ہے۔

عبرت حاصل کرنے کے لیے سفر کرنا اور اقوام گزشتہ کے احوال معلوم کرنا، روحانی ترقی کا زبردست ذریعہ ہے۔ حکم یہ ہے کہ زمین میں سیر کرو اور جھٹلانے والوں کا حشر معلوم کرو۔

(آلِ عمران: ۱۳۷)

سیدنا غوثِ اعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ نے سیاحت کو تصوف میں بہت بڑی اساس قرار دیا ہے۔ حضرت داتا صاحب علیہ الرحمۃ نے کشف المحجوب میں اسے بہت اہم قرار دیا ہے اور یہ جغرافیہ جانے بغیر مشکل ہے یا پھر اس کے بعد جغرافیہ کا علم حاصل ہو جاتا ہے۔

معاشی نقطۂ نظر سے جغرافیہ بہت اہم ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ۔ زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔ (جمعہ: ۱۰)

marfat.com
Marfat.com

مختلف علاقوں اور ملکوں میں اشیاء کی طلب اور رسد کو جان کر وہاں پر معاشی تعلق اسی صورت میں مضبوط ہو سکے گا کہ ہمیں اس علاقے کی سمت جغرافیہ اور فصلوں وغیرہ کا مکمل علم ہو۔

اسکے علاوہ حج کی ادائیگی کے لئے سفر کا اور وہاں پہنچ کر بیت اللہ، منیٰ، مزدلفہ وغیرہ کا جغرافیہ جاننا ضروری ہے۔ خواہ نقشے میں سمجھ لیا جائے یا وہاں جا کر کسی سے پوچھ لیا جائے۔

---

marfat.com
Marfat.com

خطبات

جمعہ کا پہلا خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِہِ الْکِتَابَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّہٗ عِوَجًا۔ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ خَیْرُ الْوَرٰی اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ الدُّنْیَا خُضْرَۃٌ وَّحُلْوَۃٌ وَ اِنَّ مُسْتَخْلِفُکُمْ فِیْھَا فَنَاظِرٌ کَیْفَ تَعْمَلُوْنَ ۰ فَاتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ وَلَاتَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۰ سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ۰ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۰

جمعہ کا دوسرا خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ ط وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ط

marfat.com
Marfat.com

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ٥ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ
اَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ عَدَدَ مَعْلُوْمٰتِكَ وَعَلٰٓى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ
وَاَزْوَاجِهٖ اَجْمَعِيْنَ خُصُوْصًا عَلٰٓى اَفْضَلِ النَّاسِ بَعْدَ
النَّبِيِّيْنَ اَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ وَعُمَرَ الْفَارُوْقِ وَعُثْمَانَ ذِي
النُّوْرَيْنِ وَعَلِيِّ نِ الْمُرْتَضٰى وَالْحَسَنَيْنِ وَعَلٰى سَيِّدَةِ النِّسَآءِ
فَاطِمَةَ الزَّهْرَآءِ وَعَلٰى عَمَّيْهِ الْمُكَرَّمَيْنِ الْحَمْزَةَ وَالْعَبَّاسِ
وَعَلٰى كُلِّ مَنِ اخْتَارَهُ اللّٰهُ بِصُحْبَةِ نَبِيِّهِمْ بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ
قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ عِبَادَ اللّٰهِ
رَحِمَكُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآءِ ذِي
الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ
وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى اَعْلٰى وَاَوْلٰى وَاَجَلُّ وَاَعَزُّ وَاَتَمُّ وَاَعْظَمُ وَاَكْبَرُ

جمعہ کا پہلا خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمَا لِمُحَمَّدٍ
اَعْطٰی کَمَالًا کَامِلًا فِی الْاَنْبِیَا لِمُحَمَّدٍ
لَوْلَاکَ قَالَ خِطَابُهٗ اُمُّ الْکِتَابِ کِتَابُهٗ
خَیْرُ الْمَآبِ مَآبُهٗ سَعْدُ الْعُلٰی لِمُحَمَّدٍ

marfat.com
Marfat.com

اَسریٰ لِعِزّۃِ شَانِہٖ وَحیٰ بِنُطقِ لِسَانِہٖ
قَوسَینِ حَدُّ قِرَانِہٖ قُربُ الدَّنیٰ لِمُحَمَّدٖ

وَالشَّمسُ فِی تَوصِیفِہٖ وَاللَّیلُ فِی تَعرِیفِہٖ
یٰسِینَ فِی تَشرِیفِہٖ نَزلَ الضُّحیٰ لِمُحَمَّدٖ

وَیَدُ سَعیٰ بَازِلٌ قَلبٌ عَلِیمٌ شَاغِلٌ
وَحیٌ یُرِیدُ نَازِلٌ صَدرُ الصَّفَا لِمُحَمَّدٖ

یَمُّ العِنَایَۃِ وَالکَرَم نُورُ الھِدَایَۃِ وَالنِّعَم
اِذنُ الشَّفَاعَۃِ لِلاُمَم یَومَ الجَزَا لِمُحَمَّدٖ

اَعلَی المَدَارِجِ فِی الجُمَل خَتمُ النُّبُوَّۃِ فِی الرُّسُل
وَالاَمرُ فِی القُرآنِ قُل یَا اَیُّہَا لِمُحَمَّدٖ

نَصرٌ مِّنَ اللہِ الحَشَم رَاسٌ رَفِیعٌ فِی الخَدَم
لَیِّنُ الحِجَارَۃِ فِی القَدَم فَتحُ الغُزیٰ لِمُحَمَّدٖ

صِدِّیقٌ فِی تَصدِیقِہٖ فَارُوقٌ فِی تَوفِیقِہٖ
عُثمَانُ فِی تَرفِیقِہٖ حَیدَرُ فَتیٰ لِمُحَمَّدٖ

سِبطَاہُ فِی غُفرَانِہٖ عَمَّاہُ فِی رِضوَانِہٖ
وَبَنَاتُہٗ فِی جَنَابِہٖ خُلُقُ الصَّفَا لِمُحَمَّدٖ

بَارَکَ اللہُ لَنَا وَلَکُم فِی القُرآنِ العَظِیمِ وَنَفَعَنَا وَاِیَّاکُم بِالاٰیَاتِ وَالذِّکرِ الحَکِیمِ اِنَّہٗ تَعَالیٰ جَوَادٌ کَرِیمٌ قَدِیمٌ مَلِکٌ بَرٌّ رَؤُوفٌ رَحِیمٌ ط

marfat.com
Marfat.com

جمعہ کا دوسرا خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ قَدْ عَمَّنَا نِعْمَائُہٗ
وَتَحِیَّۃُ الْمَوْلٰی عَلٰی مَنْ صَادِقٌ اَنْبَائُہٗ
وَاَرٰی وَاَشْہَدُ اَنَّہٗ فَرْدٌ وَّاَحْمَدَ عَبْدُہٗ
وَرَسُوْلُہٗ صَلّٰی عَلَیْہِ اللّٰہُ جَلَّ ثَنَائُہٗ
وَعَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَفَارُوْقٍ وَعُثْمَانَ الزَّکِیْ
وَالْمُرْتَضٰی وَعَلٰی کِلَا الْحَسَنَیْنِ ہُمْ خُلَفَائُہٗ
وَعَلَی الْبَتُوْلِ الْفَاطِمَۃِ وَعَلٰی کِلَا الْعَمَّیْنِ لَہٗ
وَعَلَی الصَّحَابَۃِ کُلِّہِمْ رِضْوَانُہٗ وَرِضَائُہٗ
فَاغْفِرْلَنَا یَا رَبَّنَا وَانْصُرْ بِفَضْلِکَ دَائِمًا
وَانْشُرْ عَلَیْنَا رَحْمَتَکَ لَا زَالَ اِسْتِعْلَائُہٗ
وَلَذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی اَعْلٰی وَاَوْلٰی وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَتَمُّ وَ
اَہَمُّ وَاَکْبَرُ

عید الفطر کا پہلا خطبہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَہُوَ الْعَلِیُّ

marfat.com
Marfat.com

الْاَكْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْمَجِيْدِ۔ الْوَلِيِّ الْحَمِيْدِ۔ ذِی
اللُّطْفِ وَالْجُوْدِ فِی الْقَدِیْمِ وَالْجَدِیْدِ اَشْهَدُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ
اِلَّا هُوَ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَهُوَ اَقْرَبُ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ۔ اَللّٰهُ
اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ
وَالتَّمْجِیْدُ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَعَزَّنَا بِشَهْرِ رَمَضَانَ شَهْرِ
الرَّحْمَةِ وَالْغُفْرَانِ شَهْرٌ فِیْهِ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ
مَنْ صَامَ وَقَامَ فِیْ اَیَّامِهٖ وَلَیَالِهٖ اِسْتَحَقَّ الثَّوَابَ الْمَزِیْدَ۔
اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ
الْحَمْدُ وَالتَّمْجِیْدُ۔ سُبْحَانَهٗ مَا اَعْظَمَ شَانُهٗ وَعَدَ لِلصَّائِمِیْنَ
وَالْقَائِمِیْنَ النَّجَاةَ مِنْ مَهَالِكِ یَوْمِ الْوَعِیْدِ۔ قَائِلًا وَلَدَیْنَا
مَزِیْدٌ۔ كَیْفَ اَشْكُرُهٗ وَكَیْفَ لَا اَشْكُرُهٗ عَلٰی مَا اَعَادَ عَلَیْنَا عَوَائِدَ الْاِحْسَانِ
وَاَظَلَّ عَلَیْنَا یَوْمَ الْعِیْدِ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالتَّمْجِیْدُ وَاَشْهَدُ اَنَّ
سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهُ الَّذِیْ هَدَی
الْخَلْقَ اِلَی الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ۔ وَاَخْرَجَهُمْ مِنْ شَفَا حُفْرَةِ النَّارِ
اِلٰی دَارِ النَّعِیْمِ۔ وَتَكَفَّلَ لِشَفَاعَةِ الْعُصَاةِ یَوْمَ الْوَعِیْدِ صَلَّی
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَسَلَّمَ صَلٰوةً دَائِمَةً لَا تَنْقَطِعُ وَلَا تَبِیْدُ۔
اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ
الْحَمْدُ وَالتَّمْجِیْدُ۔ وَبَعْدُ فَیَا اَیُّهَا الْاَكْیَاسُ مِنَ الْجَنَّةِ

marfat.com
Marfat.com

وَالنَّاسِ۔ قَدْ اَظَلَّكُمْ يَوْمُ الْعِيْدِ۔ يَوْمُ الْفِطْرِ مِنَ الصِّيَامِ۔ وَالتَّوْبَةِ مِنَ الْاٰثَامِ۔ يَوْمُ السُّرُوْرِ وَالْفَرْحَةِ وَالْاِنَابَةِ۔ تَتَنَزَّلُ فِيْهِ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ مِنَ السَّمٰوٰتِ لِمُعَايَنَةِ عِبَادَاتِ الْعَبِيْدِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاجْتَهِدُوْا فِي الْعِبَادَةِ طَلَبًا لِّلْحُسْنٰى وَالزِّيَادَةِ وَتُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ قَدِيْمٍ وَّجَدِيْدٍ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالتَّمْجِيْدُ۔ وَاعْلَمُوْا لَيْسَ الْعِيْدُ لِمَنْ نَسِيَ الْعُقْبٰى وَاٰثَرَ الدُّنْيَا وَاشْتَغَلَ بِاَسْبَابِ الْمَسَرَّةِ الْمُضِلَّةِ كَاشْتِغَالِ فِرْعَوْنَ وَالْوَلِيْدِ۔ اِنَّمَا الْعِيْدُ لِمَنْ هَجَرَ مَا نَهٰى عَنْهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ۔ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ اِنَّ فِي اللّٰهِ عَزَاءً مِّنْ كُلِّ مُصِيْبَةٍ وَّخَلَفًا مِّنْ كُلِّ فَائِتٍ فَبِاللّٰهِ فَثِقُوْا وَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْا وَاسْتَغْفِرُوْهُ وَلَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَتِهٖ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ التَّوَّابُ الْحَمِيْدُ۔ بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ۔ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

عید الاضحیٰ کا پہلا خطبہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ

marfat.com

Marfat.com

اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ بِالسِّرِّ وَالْاِعْلَانِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ الْاِنْسَانَ وَعَلَّمَهُ الْبَیَانَ۔ وَجَعَلَ الْکَعْبَةَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ قِیَامًا لِّلنَّاسِ وَجَعَلَ الْحَرَمَ اٰمِنًا لِّلنَّاسِ مِنْ کُلِّ شَرٍّ وَّطُغْیَانٍ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ جَعَلَ الْحَجَّ مُطَهِّرًا عَنِ الذُّنُوْبِ وَدَافِعًا لِّلْکُرُوْبِ وَوَعَدَ لِلْحُجَّاجِ وَالْمُعْتَمِرِیْنَ بِدَارِ الْجِنَانِ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ بِالسِّرِّ وَالْاِعْلَانِ۔ سُبْحَانَهٗ مَآ اَعْظَمَ شَانَهٗ وَضَعَ لِلنَّاسِ اَوَّلَ بَیْتٍ وَجَعَلَهٗ مُبَارَکًا وَجَعَلَ الْاَفْئِدَةَ تَهْوِیْ اِلَیْهِ فِیْ کُلِّ زَمَانٍ۔ اَحْمَدُهٗ حَمْدًا جَمِیْلًا وَاَشْکُرُوْهُ شُکْرًا جَلِیْلًا عَلٰٓی اَنْ اَظَلَّ عَلَیْنَا اَیَّامًا مُتَبَرَّکَةً ذَوِی الرُّتْبَةِ وَالْقَدْرِ اَیَّامُ الْعَشْرِ خِتَامُهَا یَوْمُ النَّحْرِ۔ وَهِیَ الَّتِیْ اَقْسَمَ اللّٰهُ بِهَا فِی الْقُرْاٰنِ۔ کَیْفَ اَحْمَدُهٗ وَکَیْفَ لَآ اَحْمَدُهٗ عَلٰٓی اَنْ اَعَادَ عَلَیْنَا عَوَآئِدَ الْاِحْسَانِ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ بِالسِّرِّ وَالْاِعْلَانِ۔ اَشْهَدُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهُ الرَّحْمٰنِ۔ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ وَاَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ سَیِّدُ اَهْلِ الْبَوَادِیْ وَالْعُمْرَانِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰٓی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ۔ وَعَلٰی سَآئِرِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ لَاسِیَّمَا

marfat.com

Marfat.com

سَيِّدِنَا اِسْمٰعِيلَ ذَبِيْحِ اللّٰهِ وَسَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ. خَلِيْلِ الرَّحْمٰنِ
اَللّٰهُ اَكْبَرُ. اَللّٰهُ اَكْبَرُ. لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ. اَللّٰهُ اَكْبَرُ
وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ بِالسِّرِّ وَالْاِعْلَانِ. اَمَّا بَعْدُ مَعَاشِرَ الْاِخْوَانِ
وَالْخُلَّانِ اُشْكُرُوا اللّٰهَ عَلٰى نَعْمَآئِهِ السَّآئِلَةِ وَاٰلَآئِهِ الْكَامِلَةِ
فِىْ كُلِّ زَمَانٍ. وَاذْكُرُوْهُ صَبَاحًا وَّمَسَآءً فَاِنَّ ذِكْرَهٗ اَمَانٌ اَىُّ
اَمَانٍ. وَتَحَسَّرُوْا عَلٰى مَافَاتَ مِنْكُمْ مِنَ الْحُضُوْرِ حَضْرَةَ بَيْتِ
الرَّحْمٰنِ. طُوْبٰى لِلَّذِيْنَ قَطَعُوا الْقِفَارَ وَرَكِبُوا السُّفُنَ فِى الْبِحَارِ
وَتَرَكُوا الْاَوْلَادَ وَالْاَحْبَابَ. وَالْاَحْفَادَ وَالْاَصْحَابَ وَالْاَوْطَانَ
شَوْقًا اِلٰى كَعْبَةِ الرَّحْمٰنِ. فَطَافُوْا بِهَا طَوَافًا اُعْتِقُوْا بِهٖ
مِنَ النِّيْرَانِ. وَحَصَلَتْ لَهُمُ الْمُنٰى. بِالْوُصُوْلِ اِلٰى
مِنٰى. وَنَالُوا الدَّرَجَاتِ. بِوُقُوْفِ عَرَفَاتٍ. وَبَاهٰى بِهِمْ
رَبُّهُمْ فَرَضُوْا عَنْهُ وَرَضِىَ عَنْهُمْ وَاَسْبَلَ عَلَيْهِمْ سَحَابَ
الْغُفْرَانِ وَحِيْنَ اَتَمُّوا الْمَنَاسِكَ غُفِرَتْ ذُنُوْبُهُمْ وَسُتِرَتْ
عُيُوْبُهُمْ وَحُطَّتْ عَنْهُمْ تَبِعَاتُهُمْ وَرُفِعَتْ دَرَجَاتُهُمْ وَ
كُتِبَتْ لَهُمُ النَّجَاةُ مِنَ النِّيْرَانِ. اَيُّهَا الْمُتَخَلِّفُوْنَ لَا
تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ حَلِيْمٌ كَرِيْمٌ رَحِيْمٌ مَنَّانٌ
فَتُوْبُوْآ اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ مِنْ كُلِّ عِصْيَانٍ. وَبَادِرُوْا فِىْ اَدَاءِ
مَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فِىْ هٰذَا الْيَوْمِ مِنْ اَدَآءِ رَكْعَتَيْنِ مَعَ
سِتِّ تَكْبِيْرَاتٍ زَوَائِدَ ثُمَّ تَضْحِيَةِ الْحَيْوَانِ وَهٰذِهٖ

marfat.com
Marfat.com

سُنَّةُ خَلِيلِ الرَّحْمٰنِ۔ عَلٰى مَا تَلٰى عَلَيْنَا رَبُّنَا قِصَّتَهٗ فِى الْقُرْاٰنِ۔ فَاِنَّ اِبْنَهٗ لَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْىَ قَالَ يٰبُنَىَّ اِنِّىْ اَرٰى اِنِّىْ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى قَالَ يٰاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِىْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنْ اَهْلِ الصَّبْرِ وَالْاِذْعَانِ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ۔ تَزَلْزَلَتْ سُكَّانُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرَضِيْنَ۔ وَضَجَّتِ الْمَلٰٓئِكَةُ بِالدُّعَاءِ حَضْرَةَ الرَّحْمٰنِ فَنَادٰى خَلِيْلَهٗ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَاءَ وَفَدٰى اِبْنَهٗ بِكَبْشٍ عَظِيْمٍ ذِىْ رُتْبَةٍ عُلْيَا۔ فَصَارَ ذٰلِكَ سُنَّةً مِّنْ عَهْدِهٖ اِلٰى قِيَامِ يَوْمِ الْاِحْسَانِ۔ وَقَدْ وَرَدَ فِى الْخَبَرِ عَنْ سَيِّدِ بَنِىْ عَدْنَانَ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ كُلَّهَا بِاَوَّلِ قَطْرَةٍ تَقْطُرُ مِنْ دَمِ الْحَيَوَانِ فَسَمِّنُوْا ضَحَايَاكُمْ فَاِنَّهَا عَلَى الصِّرَاطِ مَطَايَاكُمْ وَمُوْصِلَةٌ اِلٰى دَارِ الْجِنَانِ۔ وَعَلَيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ فِى السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ فَاِنَّهَا اَرْبَحُ بِضَاعَةٍ وَهِىَ الْمُنْجِيَةُ مِنْ كُلِّ نُقْصَانٍ وَخُسْرَانٍ وَادْعُوا اللّٰهَ بِخُلُوْصِ الْجِنَانِ قَآئِلِيْنَ اللّٰهُمَّ يَا مَنَّانُ يَا رَحْمٰنُ۔ يَا حَنَّانُ۔ يَا دَيَّانُ۔ اِرْحَمْنَا وَعَافِنَا وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَنَجِّنَا مِنْ عَذَابِ النِّيْرَانِ۔ بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِى الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ۔ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ۔ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَّؤُفٌ رَّحِيْمٌ۔

marfat.com

Marfat.com

عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کا دوسرا خطبہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ. اَللّٰہُ اَکْبَرُ. اَللّٰہُ اَکْبَرُ. اَللّٰہُ اَکْبَرُ
اَللّٰہُ اَکْبَرُ. اَللّٰہُ اَکْبَرُ. لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ. اَللّٰہُ اَکْبَرُ
وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَھُوَ الْعَلِیُّ الْاَکْبَرُ. اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ
الْخَلْقَ وَدَبَّرَ. وَاَحْکَمَ نَظْمَ الْعَالَمِ وَقَدَّرَ. اَللّٰہُ اَکْبَرُ
سُبْحَانَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاِنْسَانَ وَعَلَّمَہُ الْبَیَانَ وَبِاَحْسَنِ
الصُّوَرِ صَوَّرَ. وَجَعَلَہٗ اَشْرَفَ الْمَخْلُوْقَاتِ فِی الدُّنْیَا وَالْحَشْرِ
اَللّٰہُ اَکْبَرُ. اَشْھَدُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ شَھَادَۃً
تُنْجِیْنَا مِنْ حَسَرَاتِ یَوْمِ الْاَرْضِ الْاَکْبَرِ. اَللّٰہُ اَکْبَرُ. وَاَشْھَدُ
اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَاحِبُ الْفَضْلِ
الْاَبْھَرِ وَالْعِزِّ الْاَنْوَرِ. صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَعَلٰی
سَائِرِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ. وَمَلَائِکَۃِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرَضِیْنَ
صَلٰوۃً دَائِمَۃً بِدَوَامِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ. اَمَّا بَعْدُ فَیَآ اَیُّھَا
الْحَاضِرُوْنَ مِنَ الْجِنِّ وَالْبَشَرِ اُشْکُرُوا اللّٰہَ عَلٰی نِعَمِہِ الْفَائِضَۃِ
وَمِنَنِہِ السَّابِغَۃِ حَیْثُ اَعَادَ عَلَیْکُمْ عَوَائِدَ اللُّطْفِ وَالْمِنَّۃِ وَ

marfat.com
Marfat.com

اظلّ علیکم ھذا الیوم الازھر یوم تغفر فیہ الذّنوب ۔ و تکشف فیہ الکروب و تقبل فیہ العبادات ۔ و تحط فیہ السّیئات ۔ فیا لہ من فضل انور ۔ فاکثروا فیہ من الطّاعۃ والانابۃ واجتھدوا فیہ فی العبادۃ والاصابۃ ۔ لتفوزوا بالعزّ والقدر ۔ و اکثروا فیہ الصّلوٰۃ والسّلام علی سیّد البشر و اٰلہ الاطھر ۔ فانّ صلاتکم معروضۃ علیہ و مقبولۃ لدیہ و شافعۃ فی المحشر ۔ اللّٰھمّ صلّ وسلّم و بارک و انعم علی سیّدنا و مولانا محمّد و علی جمیع الملائکۃ والانبیاء ذوی المقام الاشھر و علی اٰل سیّدنا محمّد و صحبہ و من تبعھم وانقاد الشّرع الاطھر ۔ لاسیّما علی رفیق النّبیّ المختار فی الغار و صاحبہ فی الاسفار ۔ سیّدنا ابی بکر عبد اللّٰہ الصّدّیق الاکبر رضی اللّٰہ عنہ وارضاہ فی المحشر و علی قامع اساس الکفر والالحاد ۔ قالع بنیان الشّرک والفساد سیّدنا عمر فاز بالحظّ الاوفر ۔ و علی جامع القراٰن رفیع المکان صاحب الحیاء الّذی موشّحۃ من الایمان ۔ سیّدنا عثمان ابن عفّان ذی النّور الانور ۔ رضی اللّٰہ عنہ و خذل اعداءہ فی المحضر و علی باب مدینۃ العلم النّبوی ذی الفضل الجلیّ والخفیّ سیّدنا علیّ ن الحیدر کرّم اللّٰہ وجھہ و طھّر و علی السّبطین النّیّرین السّعیدین الشّھیدین ۔ سیّدنا الحسن و سیّدنا الحسین رضی

marfat.com
Marfat.com

عَنْهُمَا الْعَلِيِّ الْاَكْبَرُ۔ وَعَلٰی اُمِّهِمَا السَّيِّدَةِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ فِی الدُّنْيَا وَ الْمَحْشَرِ۔ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا وَ اَسْكَنَهَا فِی الْبَيْتِ الْاَنْوَرِ وَ عَلٰی سَائِرِ اَزْوَاجِ النَّبِیِّ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ وَبَنَاتِهٖ وَ اَبْنَائِهٖ الطَّاهِرِيْنَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمْ وَخَصَّهُمْ بِمَزِيْدِ اللُّطْفِ وَالْقَدْرِ وَعَلٰی عَمَّيْهِ الْمُعَظَّمَيْنِ عِنْدَ الْجِنِّ وَ الْبَشَرِ سَيِّدِنَا حَمْزَةَ وَ سَيِّدِنَا الْعَبَّاسِ۔ الْمُطَهَّرَيْنِ مِنَ الدَّنَسِ وَالْاَرْجَاسِ رَضِیَ عَنْهُمَا الْوَلِیُّ الْاَكْبَرُ۔ وَعَلٰی سَائِرِ الْمُهَاجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ اَصْحَابِهِ الْاَخْيَارِ۔ وَعَلٰی مَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی يَوْمِ الْعَرْضِ الْاَكْبَرِ۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ۔ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ۔ الْاَكْبَرِ مِنْهُمْ وَالْاَصْغَرِ اَللّٰهُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِيْنَ الْاِسْلَامِ الْاَنْوَرِ۔ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ الدِّيْنَ الْمُنَوَّرَ۔ اُذْكُرُوا اللهَ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ وَلَذِكْرُ اللهِ تَعَالٰی اَوْلٰی وَاَعْلٰی وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَتَمُّ وَاَهَمُّ وَاَقْوٰی وَاَكْبَرُ۔

(شوریٰ خطبہ اور عیدین کے خطبے خطبات اغفاریہ سے لئے گئے ہیں)

خطبۂ نکاح

خطبے سے پہلے لڑکے اور لڑکی کو کم از کم پہلا کلمہ طیبہ پڑھا لیا جائے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ

marfat.com

Marfat.com

لَہٗ وَنَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْہَدُ اَنَّ
سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ
مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ یٰٓاَیُّہَا
النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْہَا
زَوْجَہَا وَبَثَّ مِنْہُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ
بِہٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا
اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ
وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا وَقَالَ رَسُوْلُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ
سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ

خطبے کے بعد ایجاب وقبول کرائیں اور اسکے بعد میاں بیوی کے لیے دعا کریں۔

تقریر کرنے کا طریقہ

سب سے پہلے خطبہ پڑھیں (وہی نکاح والا خطبہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تک) اس کے بعد اپنے موضوع کے مطابق آیت مبارکہ پڑھیں۔ آیت کے بعد صدق اللہ العلی العظیم پڑھیں پھر تین مرتبہ رب شرح لی صدری پوری آیت پڑھیں پھر اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ پوری آیت پڑھ

marfat.com
Marfat.com

کر درود شریف پڑھیں اور نہایت اطمینان سے تقریر شروع کریں۔
معزز بزرگو! بھائیو! عزیزو! یا بھائیو اور بہنو!
(یا حسب موقع)
اپنی قدرتی رفتار سے کم رفتار میں بولیں۔ صاف صاف الفاظ ادا کریں۔ تقریر میں جلدی نہ کریں۔ کچی اور غلط بات زبان پر نہ لائیں۔ آخر میں وآخِرُ دَعْوانا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کہہ دیں۔

رحم کی اپیل

واعظ کے لیئے عالم ہونا شرط ہے۔ علم کے بغیر وعظ کرنا حرام ہے۔ آج کل بے شمار لوگ حصولِ علم کے بغیر دین کی تبلیغ کرنے نکل پڑے ہیں جس کے بے شمار ضمنی اثرات اور نقصانات دیکھنے میں آرہے ہیں۔

اگر یہ نیم حکیم اپنے اپنے گھروں کو چلے جائیں تو مریض خود بخود شفا پا جائے گا۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان جاہل مبلغین کو مساجد سے نکال دیا کرتے تھے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ جب بصرہ میں تشریف لائے تو آپ نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے سوا تمام مبلغین کو تبلیغ سے روک دیا۔ اور ان کے منبر توڑ کر پھینک دینے کا حکم دیا۔ (تذکرۃ الاولیا ص۱۳)

لہٰذا اس نازک کام کو ہاتھ ڈالنے سے پہلے اپنے گریبان میں جھانک لینا ضروری ہے

marfat.com
Marfat.com

باب چہارم

زکوٰۃ

marfat.com
Marfat.com

زکوٰۃ کی اہمیت

اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے۔

۱۔ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔

(البقرہ: ۱۱۰)

۲۔ وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ان کے مالوں میں سائل اور محروم کا بھی حق ہے۔ (الزاریات: ۱۹)

۳۔ حدیث شریف میں ہے۔

مَنْ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكٰوتَهٗ مُثِّلَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا اَقْرَعَ لَهٗ زَبِيْبَتَانِ يُطَوَّقُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ يَاْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يَعْنِيْ شِدْقَيْهِ ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا كَنْزُكَ ثُمَّ تَلَا وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ (بخاری ص ۱۸۸ ج ۱)

جسے اللہ نے مال دیا ہو اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرتا ہو۔ قیامت کے دن اس کا مال ایک خوفناک اژدہا کی شکل میں اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا۔ وہ اس کی باچھوں سے پکڑ کر اسے کہے گا میں تمہارا مال اور دولت ہوں پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ "جو لوگ اللہ کے دیئے ہوئے مال میں بخل کرتے ہیں وہ اسے اپنے لئے اچھا نہ سمجھیں بلکہ یہ ان کے حق میں برا ہے جس میں یہ بخل کرتے ہیں قیامت کے دن ان کے گلے میں ڈالا جائے گا۔"

marfat.com

Marfat.com

زکوٰۃ کی ادائیگی میں باہمی ہمدردی اور اخوت کا اظہار ہے۔ اور یہ امیر اور غریب میں فاصلہ کم کر کے معاشی توازن قائم کرنے کا معقول ذریعہ ہے۔

زکوٰۃ کے مسائل

۷½ تولے سونا یا ۵۲½ تولے چاندی یا ان میں کسی ایک کی قیمت کا سامانِ تجارت یا نقد رقم جس کے پاس موجود ہو اور وہ قرض سے فالتو ہو اور اس پر ایک سال گزر جائے تو زکوٰۃ فرض ہوتی ہے۔

گھریلو استعمال کے برتن، کپڑے، رہائشی مکان، کرائے پر دیا ہوا مکان، فیکٹری یا گھریلو مشین، فریج، ٹی وی، کار، سائیکل وغیرہ پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

گھر میں بندھے ہوئے قیمتی چارہ کھانے والے جانوروں پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ صرف ان جانوروں پر زکوٰۃ ہے جو باہر چرتے ہوں۔ کم از کم پانچ اونٹوں، تیس بھینس، تیس گائے اور چالیس بکریوں پر زکوٰۃ لاگو ہوتی ہے۔

اگر سونا اور چاندی دونوں موجود ہوں تو آج کے دور میں سونے کی قیمت کو چاندی کی قیمت میں تبدیل کیا جائے گا اور چاندی کو زکوٰۃ کے لئے بنیاد بنایا جائے گا۔ مثلاً دو تولے سونا اور تیس تولے چاندی ہو تو ہم معلوم کریں گے کہ دو تولے سونا کتنی چاندی کے برابر ہے۔ سونے کی چاندی بنا کر پھر تیس تولے چاندی اس میں جمع کریں گے پھر دیکھیں گے کہ کیا یہ ۵۲½ تولے چاندی بنتی ہے یا نہیں۔ اگر بن جائے تو زکوٰۃ دینا پڑے گی ورنہ نہیں

marfat.com

Marfat.com

زمین کی فصل پر عُشر دینا پڑتا ہے اگر زمین قدرتی پانی اور بارش سے سیراب ہوتی ہو تو عُشر یعنی دسواں حصّہ اور اگر پانی قیمتاً دیا جاتا ہے تو نصف عُشر یعنی بیسواں حصّہ دینا پڑتا ہے۔

فصل خواہ تھوڑی ہو یا زیادہ بہرحال عُشر یا نصف عُشر دینا پڑے گا اور وہ کل پیداوار پر لاگو ہوگا یعنی اس میں سے کھیت کا خرچ، بیج کا خرچ، مزدوری وغیرہ نہیں نکالی جائے گی۔

زکوٰۃ کی رقم مسجد کی تعمیر پر نہیں لگائی جاسکتی۔ زکوٰۃ دینے کے لئے ضروری ہے کہ جسے زکوٰۃ دی جائے اُسے زکوٰۃ کی رقم یا چیز کا مالک بنا دیا جائے۔ ماں باپ، اولادمیاں اور بیوی کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی۔ بھائی بہنیں اور داماد اگر غریب ہوں تو انہیں زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔

صدقۂ فطر گھر کے تمام بالغ اور نابالغ افراد حتّٰی کہ عید کے دن صبح صادق سے پہلے پیدا ہونے والے بچے کی طرف سے بھی اس کے والدین پر صدقۂ فطر واجب ہے۔ فطرانہ کی مقدار دو سیر تین چھٹانک چھ ماشے گندم ہے۔ جو تقریباً دو کلوگرام بنتی ہے۔ فطرانہ نمازِ عید سے پہلے پہلے دے دینا چاہیئے۔

فطرانہ اس شخص پر واجب ہے جو صاحب نصاب ہو یعنی زکوٰۃ دینے کی اہلیت رکھتا ہو۔ فرق صرف یہ ہے کہ زکوٰۃ اس وقت فرض ہوتی ہے جب مال ایک سال تک جمع رہے۔ مگر فطرانے پر سال گزرنا ضروری نہیں۔ اگر آپ عید کے دن صبح مالدار ہوئے ہیں تو فطرانہ واجب

marfat.com
Marfat.com

ہو جائے گا۔

صدقات کی اقسام

صدقہ چار قسم کا ہوتا ہے۔ ۱۔ فرض جیسے زکوٰۃ۔ مالدار پر زکوٰۃ فرض ہے۔ یہ صرف غریب اور حقدار آدمی لے سکتا ہے۔ ۲۔ واجب جیسے صدقۂ فطر اور منّت۔ یہ بھی صرف غریب اور مستحق ہی لے سکتا ہے۔ ۳۔ نفلی صدقہ یہ صدقہ عام طور پر لوگ مشکل کے وقت اور بلا کو ٹالنے کے لیئے دیا کرتے ہیں یہ بھی صرف غریبوں کا حق ہے۔ ۴۔ خیرات۔ یہ دوسرے صدقات سے جُدا چیز ہے۔ جیسے محافل ختم قرآن میں، تراویح میں ختم قرآن کے بعد، محفل میلاد اور گیارہویں شریف میں خیرات بانٹنا۔ اسے امیر غریب سب کھا سکتے ہیں حتّٰی کہ خود خیرات دینے والا بھی کھا سکتا ہے۔ عقیقہ اور قربانی کا گوشت بھی امیر غریب سب کھا سکتے ہیں اور دینے والا خود بھی کھا سکتا ہے۔

اسلام کا معاشی ضابطہ

انفرادی سطح پر

ہر مسلمان کے لیئے ضروری ہے کہ دولت کمانے سے پہلے تین اصولوں کو مدِّ نظر رکھے۔

۱۔ انسان کی پیدائش کا مقصد دولت کمانا نہیں اور نہ ہی انسان ایک معاشی کیڑا ہے بلکہ اس کی تخلیق کا مقصد اللہ کی عبادت و معرفت ہے اور وہ ملکِ آخرت کا مسافر ہے۔ جو لوگ اس اصول کو مدِّ نظر نہیں رکھتے وہ کھرب پتی ہونے کے باوجود بھی لالچی اور دل کے غریب ہی رہتے ہیں۔

marfat.com

Marfat.com

اور اُن کی آنکھ سے بھوک کبھی نہیں مرتی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انسان دولت سے امیر نہیں ہوتا بلکہ امیر وہ ہے جس کا دِل امیر ہے۔

(بخاری ۹۵۴/۲)

نیز فرمایا کہ امیر لوگ قیامت کے دن غریب ہوں گے۔

(بخاری ۹۵۳/۲)

۲۔ جو بھی رزق کمایا جائے حلال طریقے سے کمایا جائے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ — اے ایمان والو ایک دُوسرے کا مال ناجائز طریقے سے مت کھاؤ۔

(النّساء ۲۹)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کا کھانا پینا لباس اور غذا حرام ہے۔ وہ لمبا سفر کر کے آئے اور بکھرے ہوئے گرد و غبار والے بال ہوں۔ آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر یا رب یا رب کہہ کر دعا کرتا ہے اس شخص کی دُعا قبول نہیں ہو گی۔ (مسلم مشکوٰۃ ۲۴۱)

۳۔ انسان کو چاہیئے کہ اِس مال و دولت کا اصلی مالک اللہ کریم جل شانہٗ کو سمجھے اور اپنے پاس اِسے اللہ کی امانت سمجھے۔

اَللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ — اے اللہ تو ہی مالک الملک ہے۔

(آلِ عمران: ۲۶)

دولت کی پیدائش اور تقسیم

دولت کی پیدائش کے وہی چند

marfat.com
Marfat.com

ذرائع ہیں جو ہر معاشی نظریئے میں تسلیم شدہ ہیں۔ یعنی حیوانات، نباتات، جمادات، معدنیات، مصنوعات اور محنت۔

اصل مسئلہ دولت کی تقسیم اور گردش کا ہے۔ اسلام نے دولت کے ارتکاز اور چند ہاتھوں میں سمٹ کر رہ جانے کا مکمل سدباب کیا ہے۔ تقسیم دولت کے اسلامی اصولوں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۔ **زکوٰۃ**: زکوٰۃ امیروں سے حاصل کی جائے اور غربا میں تقسیم کر دی جائے۔ حدیث شریف میں ہے کہ امیروں سے لو اور غریبوں کو دے دو۔ (بخاری: ۲/۹۶-۱)

قرآن شریف میں اس کی حکمت یوں بیان ہوئی ہے۔

كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً بَيْنَ الْاَغْنِيَاءِ تاکہ دولت صرف امیروں کے ہاتھوں میں گردش نہ کرتی رہے۔ (حشر: ۷)

۲۔ **سود کی ممانعت**: ارشاد باری ہے۔

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ (بقرہ: ۲۷۶) اللہ سود کو برباد کرتا ہے اور صدقات کو قوت دیتا ہے۔

جو شخص پہلے ہی قرض لینے پر مجبور ہے اسے سود کے بوجھ تلے دبانا ظلم ہے لہٰذا اسلام نے سود کو قطعی طور پر حرام قرار دے دیا ہے۔

۳۔ **اجارہ داری کی ممانعت**: اجارہ داروں کا طریقہ واردات جھوٹی اشتہار بازی (Adventisement) ہے۔

اللہ کریم کا ارشاد ہے

marfat.com
Marfat.com

لَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَاءَ هُمْ لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر مت دو۔

(ہود : ۸۵)

ناپ اور تول میں کمی یا گھٹیا چیز کو اعلیٰ بتا کر بیچنا سب اس کے عموم میں شامل ہیں۔ اجارہ داروں کا دوسرا حربہ ارزانی کے وقت ذخیرہ اندوزی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اَلْجَالِبُ مَرْزُوْقٌ وَالْمُحْتَکِرُ مَلْعُوْنٌ" مال کھولنے والے کو رزق ملتا ہے اور ذخیرہ کرنے والے پر لعنت ہے۔ (ابن ماجہ : ۱۵۶)

اجارہ داروں کا تیسرا اور آخری حربہ یہ ہوتا ہے کہ اپنی اجارہ داری کو قائم رکھنے کے لیئے مال کو ضائع تک کر دیتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاِذَا تَوَلّٰی سَعٰی فِی الْاَرْضِ لِیُفْسِدَ فِیْهَا وَیُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ فسادی آدمی اس کوشش میں رہتا ہے کہ زمین میں فساد پھیلائے اور فصل اور جانوروں کو تلف کرے۔ حالانکہ اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا۔ (البقرہ : ۲۰۵)

۴۔ سٹہ کی ممانعت : غائب مال کی سوداگری کو سٹہ کہتے ہیں۔ کھڑی فصل کا پکنے سے پہلے سودا یا منڈی میں پہنچنے سے پہلے پہلے مال راستے میں ہی جا کر خرید لینا اور پھر منڈی میں لا کر مہنگا بیچنا۔ ان طریقوں سے مال کئی ہاتھوں میں سے گزرنے کی وجہ سے مہنگا ہو جاتا ہے۔ اسلام میں اس طریقہ کو منع کر دیا گیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

marfat.com
Marfat.com

لَا بَيْعَ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ — جو چیز تیرے ہاتھ میں نہیں اس کی کوئی خرید و فروخت نہیں۔ (ابن ماجہ: ۱۵۸)

لہٰذا محض بینک بیلنس کے بل بوتے پر اور صرف ٹیلیفون کے ذریعے گھر بیٹھے بٹھائے کاروبار کر لینا ممنوع ہے۔

۵۔ فضول خرچی کی ممانعت: ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

كُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا — کھاؤ اور پیو اور فضول خرچی مت کرو۔

(اعراف: ۳۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا

اَلْاِقْتِصَادُ فِي النَّفَقَةِ نِصْفُ الْمَعِيْشَةِ — خرچ میں میانہ روی آدھی معاشیات ہے۔ (مشکوٰۃ: ۴۳۰)

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے معاشی حکمت عملی کی وہ خیرات بانٹی ہے کہ دنیا کے تمام معاشی مریضوں کے درد کا درماں کر چھوڑا ہے۔ اگر مغرب کے تمام معاشی کیڑے اپنے آباء و اجداد کی تفکرات کا مغز نکال لائیں تو اس چادر اوڑھنے والے کے اس سادہ سے جملے کی نظیر نہ لا سکیں گے۔

اس کے علاوہ اسلام کا قانونِ وراثت، صدقات، اُجرت، منافع، ماعون (استعمال کے لیے کوئی چیز اُدھار دینا)، میزبانی، وصیت (مرنے والا اپنی میراث میں سے ⅓ حصہ تک کے بارے میں وصیت کر سکتا ہے۔) نذر، کفارہ، مزارعت، مضاربت (کسی کی رقم سے کاروبار کرنا اور منافع آپس میں تقسیم کر لینا۔ اسلامی ضابطے کے مطابق بینک کا نظام زیادہ تر مضاربت

marfat.com

Marfat.com

ہی سے چلتا ہے۔) لگان اور کرایہ تقسیم دولت کے ذرائع ہیں۔

سرکاری سطح پر اسلامی حکومت کے ذرائع آمدنی مندرجہ ذیل ہیں۔ زکوٰۃ، عُشر، لگان، خراج، جزیہ، خُمس (مالِ غنیمت یا دفینہ۔ کسی آدمی کی زمین میں سے اگر کوئی کان یا تیل وغیرہ نکلے تو اس کا ۱/۵ حصہ حکومت لے گی۔)، عشور (بیرونی ممالک سے آنے والے مال پر کسٹم ڈیوٹی) ضرائب (ہنگامی ٹیکس)، بیت المال کی زمین کی آمدنی محصول چونگی، ضبط شدہ مال (مثلاً مرتد کا مال، لاوارث کا مال، ناجائز کمائی کا مال۔)، ذرائع مواصلات کی آمدنی، بجلی کی آمدنی سیاحت و زیارت کی آمدنی صنعت کی آمدنی، تجارت کی آمدنی، صدقات کی آمدنی، اوقاف کی آمدنی۔ اسلامی حکومت کے مال میں سے زکوٰۃ اِن چیزوں پر خرچ ہوتی ہے۔ فقرا۔ مساکین۔ عملے کی تنخواہیں، مؤلفۃ القلوب (اسلام کی تبلیغ) غلاموں کی آزادی، مقروض، مسافر، اور جہاد۔

زکوٰۃ کے یہ آٹھ مصارف قرآن شریف کی سورۃ توبہ: ۶۰ میں بیان ہوئے ہیں۔

اگر عوام کی بنیادی ضروریات زکوٰۃ میں سے پوری نہ ہوتی ہوں تو بیت المال کے باقی فنڈ میں سے ان ضروریات کو ترجیحی بنیادوں پر پورا کیا جاتا ہے۔ ملک میں ایک شخص بھی بنیادی ضرورت سے محروم نہیں رہتا حتیٰ کہ ایک غیر مسلم بھی روٹی، کپڑا اور رہائش کی بنیادی ضرورت حاصل کر لیتا ہے۔

یہ سب اخراجات بیت المال کے ذمے ہوتے ہیں۔

marfat.com

Marfat.com

حدیث شریف میں ہے کہ

رہنے کے لیئے گھر، پہننے کے لیئے کپڑے، کھانے کے لیئے روٹی اور پانی انسان کے بنیادی حقوق ہیں۔ (ترمذی، مشکوٰۃ: ۴۴۲)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر دریائے فرات کے کنارے ایک اونٹ بھی بھوکا مر گیا تو مجھے ڈر ہے کہ خدا مجھے اس کے بارے پوچھ گچھ کرے گا۔ (طبقات ابن سعد، ۳/۳۰۵)

بیت المال کی جو آمدنی بنیادی ضروریات سے بچ جائے اسے رفاہِ عامہ، سڑکوں، پُلوں کی تعمیر، بجلی، پانی اور سوئی گیس کی فراہمی پر خرچ کیا جا سکتا ہے۔ ملکی اور عوامی اصلاح و ترقی کے لیئے ہر وہ کام جائز ہے جس سے شریعت نے منع نہ کیا ہو۔

سرکاری آمدنی و اخراجات کی اِس تفصیل کو مغربی اِصطلاح میں مالیاتِ عامہ (Public Finance) کہتے ہیں:

مالیاتی پالیسی (Fiscal Policy)

1- طلب اور رسد کے توازن سے قیمت متعین کرنے میں یہ خامی ہے کہ اگر طلب زیادہ ہو تو مہنگائی بڑھ جاتی ہے اور اگر رسد زیادہ ہو تو ذخیرہ اندوزی شروع ہو جاتی ہے۔

• اس کے برعکس اسلام قیمتوں کا تعین لاگت پر مناسب منافع لگا کر کرتا ہے۔ اگر کوئی شخص کثیر منافع خوری سے باز نہ آئے تو دوسرے تاجر اسے اپنے ریٹ کے ذریعے کم منافع لینے پر مجبور کر دیں گے۔ اور اگر تمام

marfat.com
Marfat.com

تاجر کثیر منافع خوری پر متفق ہو جائیں اور اجارہ داری قائم ہونے لگے تو حکومت اخلاقی طریقے سے بڑھ کر ڈنڈا بھی استعمال کر سکتی ہے البتہ اگر مہنگائی مصنوعی اسباب کی بجائے قدرتی وجوہات سے پیدا ہو جائے مثلاً قحط پڑ جائے یا پیدائش پر خرچ زیادہ آ رہا ہو تو ایسی صورت میں تاجروں پر پابندی لگانا اور ریٹ مقرر کرنا ظلم ہے۔

ایک مرتبہ قحط پڑا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے لوگوں نے عرض کیا کہ چیزوں کے ریٹ مقرر فرما دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اللہ ایسے کام کے بارے میں مجھ سے پوچھے گا جس کا اس نے مجھے حکم نہیں دیا اور میں اسے اپنی طرف سے رائج کر دوں۔ تم لوگ اللہ سے قحط ختم کرنے کی دعا مانگو۔ (کنز العمال حدیث نمبر: ۹۶۳۱)

۲۔ اسلامی ضابطے میں زکوٰۃ اور ٹیکس دونوں بلاواسطہ (Directly) وصول کیے جاتے ہیں تاکہ اس کا اثر قیمتوں پر نہ پڑے۔ اسلامی نظام میں معیاری قیمت اور بازاری قیمت میں بہت کم فرق ہوتا ہے۔

۳۔ حدیث شریف میں ہے کہ گھر، کپڑا، روٹی، پانی انسان کی بنیادی ضروریات ہیں۔ (مشکوٰۃ: ۴۴۲)

ان بنیادی ضروریات کے ہر کسی کو مل جانے کے بعد ملک کا ہر فرد معاشی دوڑ میں مکمل حصہ لے سکتا ہے۔ جائز اور حلال طریقے سے جتنا چاہے کما لے۔

بنیادی ضروریات کی فراہمی اور غریب پروری کے

marfat.com
Marfat.com

اِن اقدامات کے بعد بے روزگاری کی شکایت بھی باقی نہیں رہتی۔ روزگار ملتا ہے تو کمالے اگر نہیں ملتا تو گھر بیٹھا روٹی کھاتا ہے۔ بُنیادی ضرورت تو حکومت کے ذمّے ہے ہی۔

مُلازم اور مزدور کے مسائل (Labour Policy) محنت کشوں کے سلسلے

میں اسلام کی بُنیادی ہدایات کی تفصیل اِس طرح ہے۔

۱۔ نبیٔ کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا

تمہارے ماتحت تمہارے بھائی ہیں۔ اللہ نے انہیں تمہارے ماتحت کیا ہے جس کے ماتحت اس کا بھائی ہو اسے چاہیئے کہ جو کچھ خود کھائے اُسی میں سے اُسے بھی کھلائے۔ جو کچھ خود پہنے اسی میں سے اس کو بھی پہنائے اُن کی برداشت سے زیادہ ان سے کام نہ لے۔ اگر کام زیادہ ہو تو ان کا ہاتھ بٹائے۔ (بخاری: ۹/۱، مسلم: ۵۲/۲)

اِس حدیث شریف میں مزدور کے متعلق چار بُنیادی ہدایات فراہم کی گئی ہیں "تمہارے ماتحت تمہارے بھائی ہیں"۔ اِن الفاظ سے مزدور کی عزّتِ نفس اور معاشرے میں اس کے باعزّت مقام کو تسلیم کرایا گیا ہے۔

"جو کچھ خود کھائے اسی میں سے اُسے بھی کھلائے اور جو خود پہنے اُسی میں سے اُسے بھی پہنائے"۔ اِن الفاظ سے بُنیادی ضروریات میں امیر اور غریب کی برابری کا استحباب بیان فرما کر انتہا پسندانہ طبقاتی امتیاز کو ختم کر دیا گیا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

بُنیادی ضروریات مِل جانے کے بعد فاضل دولت کمانا اور اس میدان میں ایک کا دُوسرے سے آگے نکل جانا جائز اور درُست ہے۔

بُنیادی ضروریات کی فراہمی مساوات کا تقاضا ہے۔ اور فاضل دولت کمانے کی اجازت مُعاشی آزادی کا تقاضا ہے۔

"اِن کی برداشت سے زیادہ ان سے کام مت لے"۔ اِن الفاظ سے معلوم ہوا کہ فیکٹریوں کے مالک مزدُور سے زیادہ کام نہ لیں۔ اگر زیادہ کام لیں تو فاضل تنخواہ (over time) دیں۔ پیداوار میں کمی ہو یا پیداوار کی قیمت گر جائے تو اس کی سزا مزدور کو نہیں ملنی چاہیئے جس نے اپنا کام مکمّل تندہی سے سرانجام دیا تھا۔

"اگر کام زیادہ ہو تو ان کا ہاتھ بٹائے"۔ اِن الفاظ سے معلوم ہُوا کہ ایک آدھ مزدور سے زیادہ کام لینا پڑے تو اس کی خُود مدد کرو لیکن اگر سینکڑوں مزدُوروں کی مدد کرنی پڑے تو اس کا طریقہ کیا ہوگا ؟

اِس کا طریقہ یقیناً یہی ممکن ہے کہ مزدور زیادہ بھرتی کیئے جائیں تاکہ محنت کا بوجھ تقسیم ہو جائے۔ (بتصرف ادبغیرہ شرح نووی ۲/۵۲)

غرض اِس ایک حدیث نے مزدور کے تمام اصُولی مسائل کا حل کر کے دِکھا دیا ہے۔

۲۔ نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

اُعْطُوا الْاَجِیْرَ اَجْرَہٗ قَبْلَ اَنْ یَّجِفَّ عَرَقُہٗ (ابن ماجہ مشکوٰۃ ۲۵۸)

مزدور کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرو۔

marfat.com

Marfat.com

۳۔ اسلام کا اخلاقی اور معاشرتی نظام مزدور کو احساسِ کمتری کا شکار نہیں ہونے دیتا اور مل مالک یا افسر کو احساسِ برتری نہیں ہونے دیتا یہ دونوں اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ معاشی اونچ نیچ ایک قدرتی نظام ہے۔ اللہ کریم کسی کو رزق دے کر آزماتا ہے اور کسی سے رزق چھین کر آزماتا ہے۔

۴۔ اسلام کا نظامِ عدل و انصاف ایسا عظیم اور شفاف ہے کہ ایک مزدور، بادشاہِ وقت کے خلاف بھی عدالت کا دروازہ کھٹکھٹا سکتا ہے۔ فیصلہ جلد اور منصفانہ ہوتا ہے۔ اس سے مزدور کی مشکلات بہت کم ہو جاتی ہیں اور مزدور انجمنوں اور تنظیموں کے ذریعے ہڑتالوں اور نعرہ بازیوں کی نوبت نہیں آتی۔

اسلام اور سرمایہ دارانہ نظام

سرمایہ دارانہ نظام (capitalism) میں زکوٰۃ، صدقہ اور رحم و کرم نام کی کوئی چیز بلکہ شرافت نام کی بھی کوئی چیز نہیں۔ کاروباری آدمی صرف اور صرف سود کی زبان میں بات کرتا ہے۔ سٹہ کا کاروبار مکمل طور پر جائز ہوتا ہے۔ ان وجوہات کی بنا پر امیر اور غریب کا درمیانی فاصلہ بڑھتا چلا جاتا ہے اور دولت چند ہاتھوں میں سمٹ کر رہ جاتی ہے یہ نظام اس وقت امریکہ میں رائج ہے۔ اسلام زکوٰۃ و صدقات کو نافذ کرتا ہے۔ سود سے منع کرتا ہے اور سٹہ کو ممنوع قرار دیتا ہے جس سے امیر اور غریب کا درمیانی فاصلہ کم ہو جاتا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

اسلام اور اشتراکیت

سرمایہ دارانہ نظام اور اس کی ضد اشتراکیت ہے۔ امیر اور غریب کا امتیاز ختم کرنے کے لیئے مادہ پرستانہ دماغ نے یہ سوچ لڑائی کہ ذاتی ملکیت کو ختم کر کے پوری معیشت سرکاری تحویل میں لے لی جائے اور سب لوگوں میں مساوات قائم کردی جائے۔ ایک انتہا کا جواب دوسری انتہا سے دیا گیا۔ اس کے برعکس اسلام ذاتی ملکیت کو اللہ کی تقسیم رزق کا نتیجہ قرار دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ لوگوں میں معیشت ہم نے تقسیم کی ہے

(زخرف: ۳۲)

ایک اور جگہ فرمایا

وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِى الرِّزْقِ۔ اللہ نے تمہیں ایک دوسرے پر رزق میں فضیلت دی (النحل: ۷۱)

معلوم ہوا کہ اشتراکیت کی بھونڈی مساوات اس کائنات کے نظام کی حکمتوں اور مصلحتوں کو نہ سمجھنے کی بنا پر اختیار کی گئی ہے۔ اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔ اس کے علاوہ زکوٰۃ، حج، قربانی، فطرانہ، تقسیم میراث وغیرہ کے مسائل سب کے سب ذاتی ملکیت پر موقوف ہیں لہٰذا اشتراکیت کا بطلان بالکل واضح ہے۔

بھیک مانگنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا صرف تین آدمیوں کو سوال کرنے کی اجازت ہے پہلا وہ شخص جو دیت

marfat.com
Marfat.com

وغیرہ کے بوجھ تلے دب جائے وہ اپنی ضرورت پوری ہونے تک سوال کرسکتا ہے جب ضرورت پوری ہو جائے تو مانگنا فوراً بند کر دے۔ دوسرا وہ شخص جسے کوئی ناگہانی آفت آپڑے اور وہ اُجڑ جائے۔ یہ بھی اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے تک سوال کرسکتا ہے۔ تیسرا وہ شخص جس کے حالات ایسے ہو جائیں کہ فاقوں کی نوبت آجائے اور اس کے حالات جاننے والے تین بندے اس کی تنگدستی کی گواہی دیں۔ یہ بھی اپنی ضرورت پوری ہونے تک سوال کرسکتا ہے۔ ان تینوں کے علاوہ جو بھیک مانگتا ہے وہ حرام کھاتا ہے۔ (رواہ مسلم، مشکوٰۃ : ۱۶۲)

ایک اور حدیث میں ہے کہ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اور اوپر والے ہاتھ سے مراد دینے والا ہے اور نیچے والے ہاتھ سے مراد مانگنے والا ہے۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ، ۱۶۲)

یہ باتیں بھیک مانگنے والوں کے پڑھنے اور عمل کرنے کی ہیں۔ اس کے برعکس بھیک دینے والوں کو یہ حکم ہے کہ وہ حسنِ ظن سے کام لیں۔ اگر کچھ پاس ہو تو دے دیں اگر نہ ہو تو معذرت کر لیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ آدم کے بیٹے خرچ کر تجھ پر خرچ کیا جائے گا۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ، ۱۶۴)

نیز فرمایا کہ مانگنے والے کا تجھ پر حق ہے خواہ وہ گھوڑے پر سوار ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کسی کے حالات کا کچھ پتہ نہیں ہوتا۔ لہٰذا خواہ مخواہ باتیں سنانا غلط ہے۔

بلکہ اہلِ طریقت تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ جو حقدار ہے اس پر بھی خرچ

marfat.com
Marfat.com

کر اور جو حق دار نہیں ہے اس پر بھی خرچ کر تاکہ تجھے وہ کچھ بھی عطا ہو جس کا تو حق دار ہے اور وہ بھی عطا ہو جس کا تو حقدار نہیں ہے۔

(جلاء الخواطر، ملفوظات حضور سیدنا قطب الاقطاب الغوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی)

بیمہ پالیسی

بیمہ پالیسی کا موجودہ طریقہ کار ناجائز ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا کاروبار سودی ہے۔ اور سود سیدھا سیدھا حرام ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ بیمہ کرانے والے کی موت کے بعد اس کی رقم اس کے وارثوں میں اسلامی میراث کے اصولوں کے مطابق تقسیم نہیں ہوتی بلکہ فردِ واحد کو اس کا مالک بنا دیا جاتا ہے۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ جو شخص چند قسطیں جمع کرانے کے بعد پالیسی چھوڑ دے اس کی جمع شدہ رقم غصب کر لی جاتی ہے۔ یہ صاف ظلم اور زیادتی ہے۔

چند اہم مسائل کا حل

۱۔ انعامی بانڈ خریدنا جائز ہے۔ اس میں نہ سود ہے اور نہ جوا۔

۲۔ نقد کی نسبت قسطوں کی چیز مہنگی بیچنا جائز ہے۔

۳۔ مزارع کو زمین اس طرح بٹائی پر دینا جائز ہے کہ فصل مالک اور مزارع میں طے شدہ طریقے سے بانٹی جائے اور اگر یہ طے کر لیا جائے کہ یہ ٹکڑا تیرا ہے اور یہ میرا ہے تو یہ ناجائز ہے۔

۴۔ غیر سودی کھاتے (مضاربت یعنی P L S) میں پیسہ جمع کرانا جائز ہے۔ اور اگر یہ معلوم ہو جائے کہ بینک اندر خانہ سودی کاروبار کرتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

تو وہاں پیسہ جمع کرانا ناجائز ہے۔

۵۔ اگر سود کی رقم ہاتھ آجائے تو اس سے جان چھڑانے کا طریقہ یہ ہے کہ اسے ایسے قحط زدگان تک پہنچا دیا جائے جو بھوک کے مارے حرام اور خنزیر کھانے پر مجبور ہیں۔ یا دینی مدارس اور خانقاہوں میں دے دیا جائے تاکہ اس سے مدارس کے ٹائلٹ وغیرہ بنا دئیے جائیں۔

۶۔ غیر مسلموں کی امداد سے مسجد تعمیر کرنا جائز نہیں۔ اس کی بہت سی دوسری وجوہات کے علاوہ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ غیر مسلم سادہ لوح مسلمانوں میں اپنی آبرو بنا لیتے ہیں۔ عام لوگ ان باریکیوں کو نہیں سمجھتے۔

مصنوعی غربت

عام طور پر انسان کے لیے دو وقت کی روٹی، کپڑوں کے ایک یا دو سوٹ، ایک جوتا اور رہنے کے لیے چھوٹا سا ہوادار گھر کافی ہوتا ہے۔ آج ہم نے تین وقت کا کھانا، تینوں ٹائم سالن کا استعمال، کپڑوں کے کئی کئی سوٹ اور کئی کئی جوتے، رہائش کے لیے اونچی اونچی عمارتیں اور فریج اور ٹی وی کو اپنا بنیادی حق سمجھ کر نہ صرف اپنے اوپر مصنوعی غربت طاری کر لی ہے بلکہ بسیار خوری، سالن بازی اور ٹھنڈے پانی کے ذریعے اپنی صحت بھی برباد کیے بیٹھے ہیں۔ ٹی وی دیکھ دیکھ کر اکثر بچوں کی نظر خراب ہو رہی ہے اور بعض کا کردار تباہ ہو رہا ہے۔

جن لوگوں نے دین کی زبان سمجھ کر سادگی اور شرافت کو اختیار نہیں کیا، آج وہ حالات کے ہاتھوں پریشان ہو کر سادگی اور شرافت کی طرف پلٹنے پر مجبور نظر آتے ہیں۔

marfat.com

Marfat.com

باب پنجم

روزہ

marfat.com
Marfat.com

روزے کی اہمیت

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ۔

اے ایمان والو تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض تھے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

(البقرہ: ۱۸۳)

دوسری جگہ فرمایا

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ (البقرہ: ۱۸۵)

تم میں سے جو بھی اس مہینے (رمضان) کو پالے اُسے چاہیئے کہ اس کے روزے رکھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ

جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطانوں کو باندھ دیا جاتا ہے۔

(متفق علیہ، مشکوٰۃ ۱۷۳)

نیز فرمایا

مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ أَنْ يَدَعَ

جو بُری بات اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے اسکے محض بھوکا پیاسا رہنے کی اللہ کو

marfat.com
Marfat.com

طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ کوئی حاجت نہیں۔ (بخاری ۱/۲۵۵)

نیز فرمایا ہر نیکی کا بدلہ دس گنا سے سات سو گنا تک ہے لیکن اللہ فرماتا ہے روزہ اِس سے مستثنیٰ ہے۔ روزہ میرے لیے ہے اور میں خود اس کا بدلہ دوں گا۔ بندہ میری خاطر شہوت اور کھانا چھوڑتا ہے۔ روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں۔ ایک خوشی افطار کے وقت اور دوسری خوشی اپنے رب سے ملتے وقت۔ روزہ دار کے مُنہ کی بُو اللہ کو کستوری سے بھی زیادہ پسند ہے۔ روزے ڈھال ہیں۔ روزہ دار کو چاہیے کہ گندی بات اور ہذیان نہ بکے اگر اُسے کوئی گالی دے تو یہ کہے کہ میرا روزہ ہے۔ (متفق علیہ مشکوٰۃ ۱۷۳)

روزے کا مقصد حصولِ تقویٰ اور بُرائی کا ترک ہے۔ بھوکا اور پیاسا رہنے سے غریبوں کی بھوک اور مجبوروں کی پیاس کا اندازہ ہوتا ہے۔ روزے سے شہوت مغلوب ہوتی ہے اور معدے کو آرام ملتا ہے۔ روزہ ترکِ دُنیا اور اللہ سے جُڑنے کا سالانہ تربیتی کورس ہے۔ سالانہ اعتکاف میں بیٹھنا رہبانیت اور دُنیا پرستی کے درمیان اعتدال کا راستہ ہے۔

روزے کے مسائل روزے کا وقت طلوعِ فجرِ ثانی سے لے کر سورج غروب ہوجانے تک ہے۔ سحری کا وقت ختم ہوتے ہی روزہ رکھ لینا چاہیے۔ سحری آخری وقت میں کھانا اور افطار کا وقت ہوتے ہی فوراً افطار کر دینا زیادہ ثواب کا باعث ہے۔

سُرمہ لگانے، تیل لگانے، خوشبو لگانے، تھوک نگلنے، بیوی کو بوسہ دینے، ٹیکہ لگوانے (خواہ گوشت میں ہو یا رگ میں)، اور سطحی زخم پر دوا لگانے سے روزہ

marfat.com

Marfat.com

نہیں ٹوٹتا۔ نہاتے وقت کان میں پانی پڑ جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ البتہ کان میں تیل ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

سگریٹ، حقہ، بیڑی، نسوار ہر قسم کے مشروب، دُودھ، پانی، طعام اور کسی بھی چیز کے حلق کے اندر چلے جانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ بیوی سے صحبت کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ بھُول کر کھا پی لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

افطار کا وقت سُورج کی ٹکیہ کے غائب ہونے کے فوراً بعد بلا تاخیر شروع ہو جاتا ہے اور اشتباکِ نجوم سے پہلے پہلے تک جاری رہتا ہے۔ کُلّ ذٰلِکَ لَابَأسَ بِهٖ (موطا امام محمد: ۱۸۴)

اعتکاف آخری عشرے کا اعتکاف سنّت مؤکدہ کفایہ ہے بیس تاریخ کو عصر اور مغرب کے درمیان اعتکاف شروع کرنا چاہیئے اور عید کا چاند نظر آنے پر ختم کرنا چاہیئے۔ اعتکاف کے دوران شرعی باتیں کرنا، دینی کُتب کا مطالعہ کرنا، تقریر کرنا، مسجد میں کھانا پینا سونا سب جائز ہیں۔

اعتکاف کے دوران مسجد سے باہر نکل کر نہانے سے حتی المقدور بچنا چاہیئے البتہ احتلام ہو جائے تو فوراً نہا لینا چاہیئے۔

کم خوری کے حوالے سے روزہ ایک زبردست طبّی اہمیت کا حامل ہے۔ اِس مناسبت سے طب کے موضوع پر ایک مُستقل مضمون ملاحظہ فرمائیے۔

marfat.com
Marfat.com

لمسُ الطّبیبِ مِن طِبّ الحَبیب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ انسانی بدن میں ایک لوتھڑا ہے جب وہ ٹھیک ہوتا ہے تو سارا بدن ٹھیک ہوتا ہے اور جب وہ بگڑتا ہے تو سارا بدن بگڑ جاتا ہے۔ خبردار وہ لوتھڑا قلب ہے۔ (بخاری، بلوغ المرام ۱۲۴)

طبی لحاظ سے جو حالت قلب کی ہوتی ہے وہی حالت پورے بدن کی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اطباء کرام نبض کے ذریعے قلب کی حالت معلوم کر کے مرض کا پتہ چلا لیتے ہیں۔

انسانی جسم پانی، مٹی، آگ اور ہوا سے بنا ہے۔ پانی سے بلغم، مٹی سے سودا۔ آگ سے صفرا اور ہوا سے خون پیدا ہوتا ہے ہر مرض انہی چار اخلاط میں سے کسی ایک کے بگاڑ سے پیدا ہوتا ہے۔ نبض کا علم ایک بحرِ بیکراں ہے مگر اس کا مغز علم یہ ہے کہ سست، گہری، چھوٹی اور عریض نبض بلغم پر۔ تیز، باریک، طویل اور صلب نبض سودا پر، معتدل نبض صفرا پر اور مشرف و ممتلی نبض خون پر دلالت کرتی ہے۔

کلونجی حدیث شریف میں ہے کہ کلونجی موت کے سوا ہر مرض کا علاج ہے (بخاری ۲/۸۴۹)۔ اولاً کلونجی تمام بلغمی امراض کا براہ راست علاج ہے اور ہر مرض ابتدائی طور پر بلغمی ہی ہوا کرتا ہے۔ ثانیاً یہ سودا کو خارج کرتی ہے میٹھے شربت یا عرق سونف میں اُبال کر دی جائے تو یہ تمام صفراوی امراض میں مفید ہے۔

marfat.com

Marfat.com

خون کو صاف کرتی ہے اور چہرے کو نکھارتی ہے۔ یہ سب باتیں کتب مفردات میں درج ہیں۔ ثالثاً کلونجی کو پیس کر شہد میں اس کی معجون بنالی جائے تو یہ معدہ کے تمام امراض کا علاج ہے۔ یہ نسخہ حکیم جالینوس کا ہے اور تمام امراض کی بنیاد معدے کی ہی خرابی سے پڑتی ہے۔ اس لئے کہ اخلاط کی تیاری یہیں سے شروع ہوجاتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ معدہ بدن کا حوض ہے اور نالیاں اسی میں آکر گرتی ہیں جب معدہ صحیح ہو تو نالیاں (عروق) صحت مند مواد لے کر یہاں سے نکلتی ہیں اور اگر معدہ خراب ہے تو نالیاں بیمار اجزا لے کر نکلتی ہیں۔ (مشکوۃ)

بیماری معدے میں جنم لیتی ہے اور اس کا حتمی اثر جگر، دماغ اور عروق میں سے گزرنے کے بعد قلب پر ظاہر ہوتا ہے۔ رابعاً بعض ایلوپیتھک ڈاکٹروں اور یونانی اطباء کے نزدیک ہر مرض جنسی کمزوری سے جنم لیتا ہے۔ کلونجی اپنے خاصہ اور مزاج (خشک گرم) کے لحاظ سے جنسی امراض کا بہترین علاج ہے۔ خامساً مرکب عوارض کی صورت میں مختلف علامات کو ایک دوا کے تحت لاتے ہوئے کلونجی تجویز کی جاسکتی ہے۔ لہٰذا یہ حدیث حق ہے کلونجی کا طریقۂ استعمال جاننا بہت ضروری ہے۔ یہ کم مقدار میں حیض کو روکتی ہے اور زیادہ مقدار میں حیض کو جاری کرتی ہے۔ اس کا روغن محلل اورام اور مسکن اوجاع ہے۔ خارش، برص اور درد سر میں مفید ہے۔ زندہ یا مردہ بچے کو پیٹ سے نکالتی ہے۔ درد سینہ، قے، غثیان، کھانسی میں مفید ہے۔ سرکہ کے ہمراہ پیٹ کے کیڑے خارج کرتی ہے۔ سکنجبین کے ہمراہ چوتھیا بخار

marfat.com
Marfat.com

کا علاج ہے۔ مدرِ بول ہے اور گردہ مثانہ کی پتھری کو خارج کرتی ہے۔ ابتدائی موتیا میں اس کا سُرمہ مفید ہے۔ اس کی کُلّیاں کرنے سے دانتوں کے درد کو آرام ملتا ہے۔ یہ سب باتیں مفردات کی کتابوں میں درج ہیں۔

کلونجی پیس کر دس گُنا روغنِ زیتون میں جلا کر چھان لیا جائے تو یہ روغن ۳،۲ قطرے ناک میں ڈالنے سے پُرانا زکام ٹھیک ہو جاتا ہے۔

شہد حدیث شریف میں ہے کہ تین چیزوں میں شفا ہے۔ پچھنے لگوانے میں، شہد میں اور داغ دینے میں اور میں اپنی اُمّت کو داغ دینے سے منع کرتا ہوں۔ (بخاری صفحہ ۸۴۸/۲)

نیز یہ فرمایا کہ جو آدمی ہر ماہ تین دِن صُبح شہد پیئے اُسے کوئی بڑا مرض نہ لگے گا۔ (مشکوٰۃ)

ایک مرتبہ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میرے بھائی کو دست لگے ہیں۔ فرمایا اُسے شہد پلاؤ۔ اُسے شہد دیا گیا تو اس کے دست بڑھ گئے۔ اس آدمی نے تین بار آ کر یہی شکایت کی۔ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا اللہ نے سچ فرمایا ہے اور تیرے بھائی کے پیٹ نے جھُوٹ بولا ہے۔ اُسے چوتھی مرتبہ بھی شہد ہی پلایا گیا تو وہ ٹھیک ہو گیا۔ (متفق علیہ) ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

فِيهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ — شہد میں لوگوں کے لئے شفا ہے۔

(النحل : ۶۹)

حیرت کی بات ہے کہ شہد تمام اخلاط کے امراض میں نافع ہے یہی

marfat.com

Marfat.com

وجہ ہے کہ کوئی ایسا معجون، اطریفل یا جوارش نہیں ہے جس میں شہد نہ پڑتا ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ دُنیا کا بہترین ٹانک بھی ہے۔ آنکھوں کے امراض میں سلائی سے لگانا یا سُرمہ میں ملانا مفید ہے۔ جسم کے زخموں کو مندمل کرتا ہے۔ اسے خطرناک اور لاعلاج زخموں پر لگایا گیا اور شفا ہو گئی۔

ایلوپیتھک نظریئے کے مُطابق ہر بیماری کمزوری سے جنم لیتی ہے یہ بات طِب میں بھی مُسلّم ہے کہ قوّتِ مدافعت کے کم ہو جانے سے ہی بیماری غالب آیا کرتی ہے۔ چونکہ شہد ایک زبردست ٹانک بھی ہے یہی وجہ ہے کہ اکیلے شہد کا استعمال یا دوسری دواؤں کے ساتھ بطور معاون اس کا استعمال شفا کی راہیں ہموار کرتا ہے۔ ایلوپیتھی کا ایک مشہور ٹانک (Lederplex) ہے جس کا جزوِ اعظم شہد ہے۔

شہد کا مزاج گرم تر ہے۔ یہی ایک صحت مند آدمی کا مزاج ہوا کرتا ہے شیخ اکبر حضرت محی الدین ابن عربی رحمت اللہ علیہ نے طریقت والوں کو گرم تر غذائیں کھانے کا مشورہ دیا ہے۔

(التدبیرات الالٰهیة فی اصلاح المملکة الانسانیة للشیخ الاکبر قدس سرہٗ)

سَنا

حدیث شریف میں ہے کہ اگر کسی چیز میں موت کا علاج ہوتا تو وہ سَنا تھی۔ (ترمذی، مشکوٰۃ ۳۸۸)

کُتب مفردات میں ہے کہ سَنا کی تینوں اخلاط کو خارج کرتی ہے یہ زبردست ملین (قبض کشا) ہے۔ کالی مرچ ۱ تولہ پھٹکری نوشادر ۲½ تولہ سُنڈھ ۵ تولہ، سَنا مکی ۱۰ تولہ باریک پیس لیں مقدار خوراک ایک ماشہ تا ۳ ماشہ صبح، دوپہر

marfat.com
Marfat.com

شام ہمراہ پانی۔

یہ دوا بدہضمی، گیس، قبض، یرقان، عظم جگر (Hepatitus) بواسیر ٹی بی، رسولی، جوڑوں کا درد، استسقاء، ہسٹیریا، صلابت رحم، ورمِ بند، نزلہ، کھانسی، دِل کے امراض، مالیخولیا، جنون، پاگل پن، سوزاک، تقطیر البول، بندشِ بول، آنتوں کے ورم، ہرنیاں، ورمِ اعور زائدہ (اپنڈے سائٹس) مروڑ، خونی پیچش وغیرہ کا زبردست علاج ہے۔ یہ نسخہ حکیم دوست محمد صابر صاحب ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کا تجویز کردہ ہے۔ پاک و ہند کے بے شمار اطباء کے مطب میں ہمیشہ تیار رہتا ہے اگر اس دوا کے ساتھ شہد کا استعمال کیا جائے تو یہ سونے پر سہاگہ ہے۔ لہٰذا یہ حدیث شریف بالکل حق ہے۔

اہم بات ایک اہم بات یہ ہے کہ آج تک کوئی طب جسمانی مشینری اور اسکی اِصلاح کا مکمل احاطہ کرتے ہوئے کوئی حرفِ آخر نہیں کہہ سکی۔ ادویہ کی گروپ بندی کے قاعدے محض استقرائی (Probable) ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایک طب کے نزدیک ہرڑ (ہلیلہ) سودا کو پیدا کرتی ہے تو دوسری کے نزدیک سودا کو خارج کرتی ہے۔ نیز بعض ادویہ اپنے مزاج کی وجہ سے اثر دکھاتی ہیں اور بعض اپنے خاصہ کی وجہ سے عمل کرتی ہیں اور کبھی اپنی مقدار کی وجہ سے راست یا معکوس اثر دکھاتی ہیں۔ اِسی لیئے ایلوپیتھی، ہومیوپیتھی اور طبِ یونانی کی گروپ بندیوں میں بھی فرق ہے جبکہ شفا تینوں طریقوں سے حاصل ہو رہی ہے۔ لہٰذا اخلاقِ حقیقی

marfat.com
Marfat.com

کی زبان میں بات کرنے والی ہستی کی بتائی ہوئی کوئی دوا انسانی گروپ
بندیوں میں بھی آتی ہو تو چپ چاپ تسلیم کر لینے میں ہی بہتری ہے۔ یہاں
تو الحمد للہ طب نبوی کی ادویہ کو انسانی قواعد بھی پوری طرح قبول کر رہے ہیں
اور ہمارا تجربہ بھی پوری پوری تصدیق کر رہا ہے۔ اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوحیٰ

دیگر ادویہ احادیث میں ذات الجنب کا علاج عود ہندی، زیتون
قسط بحری اور بخار کا علاج پانی بیان ہوا ہے۔ ہم
دیکھتے ہیں کہ آج ایلوپیتھی بخار کا علاج ٹھنڈے پانی اور برف سے کرنے
لگ گئی ہے۔

حق تو یہ ہے کہ دنیائے طب کے پاس آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی صرف مسواک کا ہی جواب نہیں ہے۔ مذکورہ بالا تمام احادیث
مشکوٰۃ کے باب الطب والرقی میں ہیں۔ جو صفحہ نمبر ۳۸۷ سے شروع ہوتا ہے
"معدہ بدن کا حوض ہے" اس حدیث شریف کے پیش نظر آداب طعام پر
مخصوص نوٹ پیش خدمت ہے۔

آداب طعام کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونے اور کلی کرنے
سے غذائی زہر آلودگی سے بچا جا سکتا ہے۔ کھانا ٹھنڈا
کر کے کھانا بسیار خوری اور گیس کا علاج ہے۔ کھانے کے دوران پانی کم
سے کم پینا چاہیئے تاکہ معدہ اپنی حدت سے کھانے کو تحلیل کر سکے۔ سرید بنا کر
(روٹی کے ٹکڑے شوربے میں ڈال کر) کھانے سے معدہ مشقت سے بچ جاتا
ہے۔ دایاں گھٹنا کھڑا کر کے کھانا اپنڈیکس نہیں ہونے دیتا۔ اکڑوں بیٹھ کر

marfat.com
Marfat.com

کھانے سے پیٹ نہیں بڑھتا اور گیس نہیں بھرتی۔ ٹیک لگا کر کھانا کھانے سے بدہضمی ہوتی ہے۔ کھانا اس وقت کھانا چاہیئے جب سخت بھوک لگے اور ابھی بھوک باقی ہو تو کھانا بس کر دینا چاہیئے۔ آٹا چھان کر نہیں پکانا چاہیئے ورنہ قبض رہنے لگتا ہے۔

یہ سب باتیں احادیث اور اقوالِ مشائخ سے ماخوذ ہیں۔

حضرت شیخ اکبر قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ

اياك والبطنة فانها تذهب بالفطنة — پیٹ بھر کر کھانے سے بچو۔ اس سے ذہانت ختم ہو جاتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی! نمکین چیز سے کھانا شروع کر اور نمکین پر ہی ختم کر۔ بے شک نمک ستر امراض کا علاج ہے ان میں جنون، جذام، برص، دانتوں کا درد اور پیٹ کا درد شامل ہیں۔

(الوصیۃ ص۶، للشیخ الاکبر قدس سرہٗ)

پھر بھی اگر معدے کے علاج کی ضرورت محسوس ہو تو کلونجی میں شہد ملا کر کھانا معدے کے تمام امراض کا شافی علاج ہے۔

اس کے علاوہ بے شمار ادویہ کا تفصیلی ذکر کتب حدیث کے ابواب الطب میں اور طب نبوی کی کتب میں ملتا ہے۔ یہ تو محض ایک ٹکڑا تھا جو بحرِ شفاء سے اچھلا اور طبیب کے کشکول میں آگرا۔

marfat.com

Marfat.com

طبی نقشہ

اخلاط	مزاج	نبض		علامات و علاج
بلغم	سرد تر	بطی، ضعیف، عریض، نرم	علامات	قارورہ و بدن سفید، بدن ڈھیلا سرد و ملائم، رال ٹپکنا، پیاس کی کمی، ضعف ہضم، نیند کی زیادتی، کند ذہنی۔
			علاج	مفردات: سونف، انیسوں، ملٹھی، سنا، زیرہ، دارچینی، الائچی کلاں، بسفائج، بالچھڑ، منقی، کلونجی، بلیلہ جات، کچلہ، اسطوخودوس، زنجبیل، شہد، فولاد، شنگرف، لونگ۔ مرکبات: معجون فلاسفہ، معجون زنجبیل، جوارش جالینوس اور تمام اطریفلات۔
سودا	سرد خشک	صغیر، بطی، صلب	علامات	قارورہ سیاہ یا نیلا اور گاڑھا، جسم لاغر اور نیلا یا کالا، خون سیاہ، فکر اور پریشانی، معدے کی جلن، جھوٹی بھوک، بدن پر زیادہ بال
			علاج	مفردات: سپستان، گاؤزبان، تخم خربوزہ، ملٹھی، کلونجی، تخم کنوچہ، بلیلہ، انجیر، منقی، شہد، سنائ، ہڑتال ورقیہ۔ مرکبات: سکنجبین، انوشدارو، یاقوتی، شربت گاؤزبان، اطریفل اسطوخودوس، اطریفل زمانی، لبوب کبیر۔
صفرا	گرم خشک	سریع، صلب، متواتر	علامات	قارورہ بدن اور آنکھیں پیلی، منہ کا ذائقہ کڑوا، زبان کھردری، منہ اور نتھنے خشک، پیاس زیادہ، بھوک کم، متلی، جلن۔
			علاج	مفردات: اسپغول، بہی دانہ، خرفہ، کاسنی، تخم خیارین، دھنیا، تخم کاہو، فولاد، کافور، شہد، سنا، صندل، املی، گل سرخ، تربوز، طباشیر۔ مرکبات: شربت صندل، شربت آلو بخارا، شربت نیلوفر، خمیرہ گاؤزبان، خمیرہ ابریشم۔
خون	گرم تر	عظیم، سریع، ممتلی	علامات	قارورہ سرخی مائل، سر بھاری، انگڑائیاں، جمائی، منہ کا ذائقہ میٹھا، بدن اور زبان سرخ، سرخ پھوڑے پھنسیاں
			علاج	مفردات: تخم کاہو، کاسنی، کشنیز، شاہترہ، کلونجی، برگ شیشم، گل سرخ، آلو بخارے کا پانی، ماء العسل، سنا۔ مرکبات: اطریفل شاہترہ، معجون عشبہ، شربت عناب

marfat.com
Marfat.com

نفسیاتی مسائل کا حل

بے شمار نفسیاتی اُلجھنوں کا واحد علاج یہ ہے کہ انسان ہر حال میں نارمل رہنے کی کوشش کرے۔ جو لوگ واقعات و حوادث کو نارمل نہیں لیتے وہ جلد بازی میں پڑ کر سارا کام خراب کر لیتے ہیں۔ نارمل نہ لینے سے ہی غصہ آتا ہے۔ نارمل نہ لینے سے ہی حسد آتا ہے۔ نارمل نہ لینے سے ہی خوف آتا ہے۔ نارمل نہ لینے سے ہی احساسِ کمتری، احساسِ برتری اور تکبر پیدا ہوتا ہے۔ نارمل نہ لینے سے ہی دل کا دورہ پڑ سکتا ہے۔ نارمل نہ لینے سے ہی انسان پاگل ہو جاتا ہے۔ نارمل نہ لینے سے ہی لوگ خودکشی کر لیتے ہیں۔ نارمل نہ لینے سے ہی طلاق، لڑائی اور قتل کی نوبت آتی ہے۔ نارمل نہ لینے والے لوگ ہی راتوں رات امیر بننے کے چکر میں آئے دن اپنا کاروبار تبدیل کرتے اور نقصان اُٹھاتے رہتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آخرت کے امور کے سوا، ہر معاملے میں نرم مزاجی بہتر ہے۔" اس موضوع پر مشکوٰۃ شریف میں "الحذر والتأنی فی الامور" کے نام سے پورا باب موجود ہے۔ ذہنی انتشار، بے سکونی، حافظے کی کمزوری، قوتِ فیصلہ کی کمی اور گیس کا علاج اللہ کا ذکر اور مراقبہ ہے۔ مراقبے کا طریقہ یہ ہے کہ صبح کی نماز سے پہلے یا بعد خالی پیٹ قبلہ رُخ التحیات کی حالت یا چار زانو بیٹھ جائیں۔ زبان کو تالو سے لگالیں۔ گردن کو دل کی طرف جھکالیں۔ (سینے میں بائیں پستان کے نیچے دل ہوتا ہے۔) زبان سے کچھ نہ پڑھیں اور یہ تصور کریں کہ دل اللہ اللہ کر رہا ہے اور آپ سن رہے ہیں۔ یہ مراقبہ روزانہ دس پندرہ منٹ تک کرنا چاہیئے۔

marfat.com

Marfat.com

بابِ ششم

حج

marfat.com
Marfat.com

حج کی اہمیت

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا۔

اور اللہ کی خاطر لوگوں پر کعبہ کا حج فرض ہے بشرطیکہ اس تک پہنچنے کی طاقت رکھتے ہوں۔

(آل عمران ۹۷)

حدیث شریف میں ہے۔

۱۔ مَنْ حَجَّ وَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ

جس نے حج کیا اور گناہ و فسق نہ کیا وہ ایسے لوٹا جیسے اُسے آج ہی اسکی ماں نے جنا ہو۔

(بخاری: ۱/۲۰۶)

۲۔ اَلْحَاجُّ وَالْعُمَّارُ وَفْدُ اللّٰهِ إِنْ دَعَوْهُ أَجَابَهُمْ وَإِنِ اسْتَغْفَرُوهُ غَفَرَ لَهُمْ (ابن ماجہ: ۲۱۳)

حاجی اور عمرہ کرنیوالے اللہ کا وفد ہوتے ہیں اگر وہ اس سے دعا کریں تو قبول کرتا ہے اور اگر اس سے معافی مانگیں تو معاف کر دیتا ہے۔

حج میں اللہ تعالیٰ کی خاطر سفر کیا جاتا ہے۔ اسلامی یکجہتی، اجتماعیت اور شوکت کا بھرپور مظاہرہ ہوتا ہے۔ اور کعبے کے طواف کی صورت میں اللہ تعالیٰ سے والہانہ محبت کا اظہار ہوتا ہے۔ اور اس کی نشانیاں دیکھ دیکھ کر اس کے خوف اور خشیت کا حصول ہوتا ہے۔ جس کے نتیجے میں انسان روتا اور آنسو بہاتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ۔ (الرحمٰن : ۴۶)
جو اپنے رب کے مقام سے ڈرا اُس کے لیے دو جنتوں کا وعدہ ہے۔

اور اصل بات یہ ہے کہ وہاں جانے والے کو یہ سب کچھ اُدھر سے ہی نصیب ہوتا ہے۔

حج کے مسائل عاقل بالغ صحت مند مسلمان پر زندگی میں صرف ایک بار حج فرض ہے بشرطیکہ اُسے سواری یا کرایہ میسّر ہو۔ راستے کا خرچ اور بال بچّوں کا خرچ موجود ہو۔ راستے میں کوئی خطرہ نہ ہو اور اگر عورت ہو تو اس کے ساتھ شوہر یا محرم کا ہونا ضروری ہے۔ جس پر حج فرض ہو وہ پہلے خود حج کرے اور پھر اگر کسی دُوسرے کو بھی حج کرانا چاہے تو اپنے فرض کی اَدائیگی کے بعد ایسا کرے۔

حج کے تین فرض ہیں۔ ۱۔ احرام، ۲۔ طوافِ زیارت، ۳۔ وقوفِ عرفہ۔ طوافِ صدر، صفا اور مروہ کے درمیان سعی، قربانی، حلق کرانا اور رمی جمار واجب ہیں۔ طوافِ قدوم سُنّت ہے۔

عورت سر نہ کھولے، رَمل اور سعی نہ کرے۔ حلق نہ کرائے۔

حج کا تفصیلی طریقہ سمجھانے اور عملاً حج کرانے کے لیے وہاں پر عملہ موجود ہوتا ہے۔

قُربانی عیدالاضحیٰ کی نماز پڑھنے کے بعد قربانی دینا مقیم اور امیر آدمی پر فرض ہے۔ اُونٹ پانچ سال کا، گائے اور بھینس دو سال کی، بکرا، چھترا اور دُنبہ ایک سال کا۔ اور چھ ماہ کا ایسا دُنبہ جو دیکھنے میں ایک سال کا

marfat.com
Marfat.com

لگتا ہو اس کی قربانی جائز ہے۔ اُونٹ، گائے اور بھینس میں سات حصے دار شامل ہوں جبکہ بکرا، دُنبہ، چھترا، ایک کی طرف سے قربانی دیا جائے جس کے سینگ نہ ہوں اس کی قربانی جائز ہے۔ خصّی جانور کی قربانی جائز ہے۔ اندھے، کانے، لنگڑے، آدھے سے زیادہ کان کٹے اور آدھے سے زیادہ دُم کٹے جانور کی قربانی جائز نہیں۔

قربانی کا چمڑا صدقہ کر دیا جائے یا خُود استعمال کر لیا جائے (اگر خُود استعمال کرے تو براہِ راست چمڑا استعمال کرے یعنی اس کا تھیلہ یا چھلنی یا بچھونا وغیرہ بنالے۔ بیچ کر پیسے استعمال نہیں کر سکتا۔) قربانی کے تین حصے کر کے ایک خُود کھانا، دُوسرا رشتہ داروں کو دینا، خواہ وہ امیر ہوں یا غریب اور تیسرا غرباء کو دینا مستحب ہے۔ قربانی خُود ذبح کرنا بہتر ہے۔ یہ سب مسائل کنز الدقائق میں درج ہیں۔

اگر قصاب وغیرہ سے قُربانی ذبح کرائی جائے تو اسکی اُجرت اپنے پاس سے دی جائے۔ گوشت یا چمڑا اُجرت میں دینا جائز نہیں بلکہ قصاب کو خُود چاہیئے کہ بحیثیت مسلمان یہ چیزیں اُجرت میں لینے سے انکار کر دے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر سال دو قربانیاں دیتے تھے۔ ایک اپنی طرف سے اور دوسری اُمت کی طرف سے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے علی میرے بعد ہر سال دو قربانیاں دینا۔ ایک اپنی طرف سے اور ایک میری طرف سے۔

(ترمذی ۱/۱۸۰)

کسی دوسرے کی طرف سے قربانی دینے سے پہلے اپنا واجب ادا کرنا ضروری ہے۔

marfat.com

Marfat.com

زیارت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ انور کی زیارت بڑے نصیب کی بات ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر بہت زور دیا ہے۔ فرمایا جس نے امکان کے باوجود میری زیارت نہیں کی اس نے مجھ سے بے وفائی کی اور فرمایا جس نے میری قبر کی زیارت کی اس پر میری شفاعت واجب ہے (ترمذی) اور فرمایا جس نے میری وفات کے بعد زیارت کی۔ گویا اس نے میری حیات میں زیارت کی۔ اہل علم کے نزدیک یہ بات طے شدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج بھی دنیا کی زندگی کی طرح زندہ ہیں فرق صرف یہ ہے کہ ہماری آنکھوں سے اوجھل ہیں اور یہ ہماری آنکھوں کا قصور ہے یہ سب باتیں نور الایضاح صفحہ ۱۸۹ پر لکھی ہوئی ہیں۔

پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صلوٰۃ وسلام عرض کریں پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو۔

روضۂ انور کی حاضری کے وقت ایک چیز کا خیال سخت ضروری ہے وہ ہے ادب۔ صلوٰۃ وسلام عرض کریں۔ شفاعت کی درخواست کریں۔ دیگر جائز حاجات عرض کریں۔ لیکن یاد رہے ادب۔ ادب۔ ادب۔

باب جبریل کے پہلو میں ذرا دھیرے سے
فخر جبریل کو کہتے ہوئے یوں پایا گیا

اپنی پلکوں سے در یار پہ دستک دینا
اونچی آواز ہوئی عمر کا سرمایہ گیا،

صلی اللہ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وسلم

marfat.com

Marfat.com

سوالات

۱۔ اس کتاب میں سب سے لمبا مضمون کون سا ہے اور آپ کے خیال میں اس موضوع پر اتنی تفصیلی بحث کیوں کی گئی ہے؟

۲۔ اس کتاب میں کون کون سے جدید علوم کی بنیاد رکھی گئی ہے؟

۳۔ اس کتاب کے کل کتنے ابواب ہیں ہر باب کا نام بتائیے؟

۴۔ آپ کے خیال میں اس کتاب کا کون سا ایسا مضمون ہے جسے آپ پوری کتاب کا خلاصہ کہہ سکتے ہیں؟

۵۔ آپ کے خیال میں اس کتاب کا نام ضابطۂ حیات کیوں رکھا گیا ہے؟

اگر!

آپ نے ان پانچ سوالوں کے صحیح جواب دے دیئے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ آپ نے اس کتاب کو غور سے پڑھ لیا ہے ورنہ نہیں!

آپ کا اپنا اعتماد بتلائے گا کہ آپ کے جوابات درست ہیں یا نہیں۔

marfat.com

Marfat.com

اِنتساب

اگر یہ کتاب صحیح ہے تو یہ سب اُنہی کے کرم کا صدقہ ہے
اِس میں میرا ہے ہی کیا جسے میں اُن کی نذر کردوں۔

اور اگر!

اِس کتاب میں غلطیاں ہیں تو مَیں کس مُنہ سے اُن کی طرف اپنی
خطاؤں کا انتساب کردوں۔
مَیں یہی سوچتے سوچتے کتاب کے آخر تک پہنچ گیا۔

وَرنہ اگر مجھ میں ہمت ہوتی تو کتاب کے شروع میں
ہی اِنتساب لکھ دیتا۔
مجھے کچھ پتہ نہیں۔
یارسول اللہ صلی اللہ علیک وعلیٰ آلک وسلم
مَیں خاموش ہُوں۔

marfat.com
Marfat.com

مُصنف کی دیگر تصانیف

آج کے دور میں اہل اسلام کی اہم ضرورت

1۔ ضابطۂ حیات (مجلد) قیمت 120 روپے

2۔ ضربِ خاتم (ردِ قادیانیت) قیمت 7 روپے

3۔ علمِ ترجیحات (ایک نیا علم) قیمت ۵ روپے

4۔ اصلاحِ نفس قیمت ۵ روپے

5۔ پیغام (The Message) انگلش اردو مفت

6۔ Caution (ردِ قادیانیت پر انگریزی دو ورقہ) مفت

7 عیسائیت سے اسلام تک قیمت 10 روپے

ملنے کا پتا

غلامانِ رسول پبلی کیشنز، بشیر کالونی گلی نمبر 7 سرگودھا